Asaf A. Fyzee

1922

سِلسِلۂ دارالمصنّفین

(۶)

مکاتیب شبلی

حصّۂ دوم

یعنی

علامۂ شبلی نعمانی مرحوم کے اُن خطوط کا مجموعہ جو وقتاً فوقتاً اُنھون نے اپنے تلامذہ اور شاگردون کے نام لکھے، اور جن مین زیادہ تر علمی اور اصلاحی خیالات کی اُن کو تعلیم و تلقین کی ہے

مع ضمیمہ

ضمیمہ اوّل مین دوستون کے وہ خطوط ہین جو دیر مین پہنچنے کے باعث حصّۂ اول مین جگہ نہ پا سکے، اور ضمیمۂ دوم مین اُن کے قدیم فارسی و عربی خطوط ہین،

باہتمام مولوی مسعود علی صاحب ندوی منیجر دارالمصنفین

مطبعۂ معارف اعظم گڈھ مین چھپکر شائع ہوئی

سنہ ۱۹۱۷ء

قیمت ۱۲

طبع اول

آصف فیضی

مکاتیب شبلی

انسان کی سب سے بڑی یادگار اُس کے شبانہ روز کے خیالات کا ذخیرہ ہے،
انسان خود فنا ہوجاتا ہے لیکن اُس کے خیالات جو بطونِ کاغذ مین ودیعت رکھ جاتا ہے، زندہ جاوید
... نسلین اگر اُنکی حفاظت کرسکین تو مصری مومیائی لگاکر اُسکی لاش کو صحیح وسالم رکھنے سے زیادہ
مفید ہے، کہ اس سے ہم صرف اُسکے بدن کا ڈھانچ دیکھ سکتے ہین او، اُن سے ہمکو اس کے
دل کے اندر کے بھید اور اسرار نظر آنے لگتے ہین۔

تاریخی انسانون کے حالات اور سوانح زندگی جاننے کا ایک ذریعہ اُن کی بیوگریفی
اور سوانح عمریان ہین، لیکن درحقیقت سوانح نگار کا قلم اپنے ہیرو کی زندگی کا جو مرقع کھینچتا ہے
وہ صرف اُسکے ظاہری خط وخال کی نقاشی ہوتی ہے، عمق قلب کے اندر جو رموز اور اسرار
ہین، اور جن سے اصل مین "انسانیت" عبارت ہے، اُنکی تصویر کشی کے لیے جو رنگ درکار
ہے وہ دوسرون کو میسر نہین آسکتا، انسانون کی خود نوشت سوانح عمریان (آٹو بیوگریفی)
ایک حد تک اسکی تلافی کرتی ہین، لیکن چونکہ انسان یہ سمجھکر اپنے حالات حوالۂ قلم کرتا ہے، کہ ایک
دن یہ مجموعہ لوگون کے ہاتھ مین جائیگا، اس لیے اصل تصویر مین جہان داغ واغ ہین، وہ
ان پر سیاہی پھیرتا جاتا ہے، اس بنا پر یہ مرقع بھی اسکی صورت کی سچی شبیہ نہین ہوتی،

صرف ایک ہی شے، انسان کی حقیقی شکل وصورت کا آئینہ ہوسکتی ہے اور وہ اُس کے ذاتی اور نجی کے خطوط اور مکاتیب کا ذخیرہ ہے، چونکہ لکھنے والے کو یہ کبھی خیال بھی نہین آتا کہ اُسکے یہ پوشیدہ اعترافات کبھی منظر عام پر آئین گے، پھر بہت ایسے مکتوب الیہ ہوتے ہین جو اسکے محرم اسرار اور عزیز دوست ہوتے ہین جن سے کوئی پردہ نہین رہتا، اس لیے وہ نہایت سادگی اور بے تکلفی کے ساتھ اپنا ہر حال اور خیال بے پس وپیش حوالہ قلم کرتا جاتا ہے اسیے اس آئینہ مین انسان ویسا ہی نظر آتا ہے، جیساکہ وہ درحقیقت ہے،

انسان کی بڑی سے بڑی لائف اگر مرتب کیجاے اور حالات کے استقصا کا خاص اہتمام کیا جاے، تاہم سوانح نگار کو اُسکی زندگی کے بہت سے اوراق سادہ چھوڑ دینے پڑینگے بیچ بیچ مین ہفتون، مہینون، بلکہ سالہا سال کے حالات ناواقفیت کی تاریکی مین مخفی رہ جاتے ہین لیکن اکابر رجال اور خصوصًا اہل قلم اور مصنفین کے بہت کم دن ایسے گذرتے ہین کہ انکو خود خطوط لکھنا اور دوسرون کے خطوط کا جواب دینا نہ پڑتا ہو، اس لیے اس مسالہ سے اگر انکی سوانح نگاری کا فرض ادا کیا جائے تو انکی زندگی کے روزنامچہ کا کوئی خانہ خالی نہ رہ سکے گا،

اُستاذ مرحوم کے خطوط کے جمع کرنے کا شوق مجھکو آغاز ملاقات ہی سے پیدا ہوا، سب سے پہلے سنہ ۶ مین مجھے اُن سے مراسلت کا شرف حاصل ہوا، سنہ ۱۹۰۶ء سے لیکر سنہ ۱۹۱۴ء تک اُنکا لکھا ہوا ایک ایک پرزہ اپنے نام کا مین نے ایک گرانبہا خزانہ کی طرح محفوظ رکھا، جن مین لفافے کارڈ، عام رقعے، ہر قسم کے مکتوبات کی ۲۵۰ تعداد تھی، سنہ ۱۹۰۹ء مین خیال آیا کہ یہ جواہر ریزے ممکن ہے کہ اور بہت سے قدرشناس جوہریون نے محفوظ رکھے ہون، مین نے اکتوبر سنہ ۱۹۰۹ء کے

الندوہ مین اپنا خیال احباب کی خدمت مین پیش کیا، انھون نے نہایت سرگرمی سے اسکی تائید کی، اور اطراف ملک سے کئی ہزار خطوط کا مجموعہ جمع ہوگیا، جلد اوّل کے اکثر خطوط مولانا کی زندگی ہی مین صاف ہوکر انکی نظر سے گذر چکے تھے، پھر کچھ ایسے عوائق پیش آئے کہ یہ مجموعہ سالہا سال تک گوشۂ اہمال مین پڑا رہا۔ ۱۹۱۴ء مین اُنکی وفات کے بعد برسون کی ہمروتحریک مین نئی گرمی پیدا ہوئی، دوبارہ مسودہ نکالکر صاف کرے۔ خیال تھا کہ مولانا کے احباب اور تلامذہ کے کل خطوط ملاکر ایک جلد پوری ہوجاے گی، لیکن اِس تحریک کے دوبارہ اعلان پر اس کثرت سے ہر طرف سے خطوط کی بارش ہوئی کہ یہ تمام ذخیرہ ایک جلد مین نہ سما سکا اور بالاخر جو بچ رہا اسکو ایک اور خزانہ کے لیے سینتکر رکھنا پڑا اسپر بھی بڑی مشکل سے ہم اس سلسلہ کو دوسری جلد پر تمام کرتے ہین، ورنہ خطوط کا یہ حال ہی کہ ان سطرون کے لکھتے وقت تک انکی آمد کا تار نہین ٹوٹا، اس دوسری جلد کو بھی صرف تلامذہ کے خطوط پر ۲۰۰ صفحہ مین تمام کرنے کا ارادہ تھا لیکن ۲۰۰ صفحون کے چھپ جانے کے بعد مولانا کے بعض ایسے اخص الخاص دوستون کے خطوط ملے کہ اگر وہ **مکاتیب شبلی** مین جگہ نہ پاتے تو ہمارا یہ کارنامہ یقیناً ناقص رہ جاتا،

ابتدا ہی سے مولانا کے خطوط اس قدر دلچسپ ہوتے تھے کہ انکے قدیم وطنی احباب اور تلامذہ نے انکو حرز جان بنا کر رکھا تھا، اور اگرچہ مختلف حالات اور حوادث کے پیش آنے سے ان کا اکثر حصہ ضائع ہوگیا، تاہم مولوی محمد عمر صاحب، اور مولوی محمد سمیع مرحوم، مولانا کے دو مخلص شاگردون نے جو کچھ ان کو ملا اس کو سینہ سے لگاکر رکھا اور مکاتیب کی ترتیب کے وقت یہ امانت انھون نے میرے سپرد کی، اکثر پرانے اور قدیم خطوط فارسی اور اردو جن سے

مولانا کے ابتدائی حالات اور خیالات پر روشنی پڑتی ہے، انھین دونون بزرگون کے سلسلہ سے ہم تک پہنچے ہین،

مولانا کے خطوط کا جو ذخیرہ ہمارے پاس موجود ہے، اسکی قدیم سے قدیم تاریخ ۱۸۷۲ء تک پہنچتی[۱] ہے، اُس زمانہ مین شرفا کی مراسلت کی زبان فارسی تھی، چنانچہ ۱۸۸۲ء تک جب تک مولانا علیگڈھ نہین گئے تھے انکے تمامتر خطوط فارسی زبان مین ملتے ہین، وہان جانے کے بعد بھی اُن لوگون کو جنکی نسبت معلوم تھا کہ اُن کو فارسی سے ذوق ہے، اسی زبان مین خط وکتابت کرتے تھے، یہ فارسی خطوط مولانا عموماً قلم برداشتہ لکھتے[۲] تھے، لیکن ان مین بعض خط ایسے بھی ہین جو انھون نے کوشش اور محنت سے لکھا ہے، ایک خط (   ) کے سرے پر لکھا ہے کہ "بہ ترک الفاظ عربی"، ان خطوط کی زبان روان، بامحاورہ، عبارت مقفّٰی، لیکن بے تکلف ہے،

مولانا کی آنکھون مین اپنے اُردو خطوط کی کچھ وقعت نہ تھی، اس لیے اُن کے جمع کرنے کا کبھی خیال نہین آیا، لیکن اپنے فارسی خطون کو وہ نہایت عزیز رکھتے تھے، اور انکو محفوظ رکھنا چاہتے تھے، چنانچہ لکھتے ہین، "این نامہ را نزد خود نگاہ باید داشت" (فارسی ۹) ایک اور صاحب کو لکھتے ہین" این نامہ را .... خواہند سپرد وضائع نخواہند فرمود[۳]۔

بلکہ شاید یہ بھی ارادہ تھا کہ فارسی خطوط کو مرتب کر کے چھپوا دیا جائے، مولوی محمد سمیع صاحب کو لکھتے ہین کہ "جناب مولانا محمد فاروق صاحب کو ہمارے فارسی نامے اور غزلین جو تمھارے پاس موجود ہون نہایت جلد بھیجدو" اوپر اُن کے چھپنے کا ذکر ہی،

---

[۱] مکتوب فارسی ۱ - [۲] مکتوب فارسی ۱۹ و ۲۶ و ۲۸ - [۳] مکتوب فارسی ۳ [۴] مکتوب ۸ - ۱۰،

اُردو مکاتیب کی اتنی وقعت نہ تھی کہ وہ اُسکو جمع اور ترتیب کے قابل سمجھین، چنانچہ شیخ رشید الدین صاحب انصاری نے جب انکو لکھا کہ وہ اُنکے خطوط جمع کرنا چاہتے ہین تو انہون نے جواب مین لکھا،

"میرے خطوط بالکل بدمزہ ہوتے ہین اُنکو کیا جمع کرتے ہو؟ مجھکو خود مزہ نہین آتا تو اورون کو کیا آئے گا"

مین نے جب خطون کے جمع کرنے کا ارادہ مولانا کی خدمت مین عرض کیا، تو ناپسند کیا، اکتوبر ۱۹۰۹ء مین ان کی اطلاع کے بغیر جب الندوہ مین اُس عبارت کے ساتھ جو مکاتیب جلد اول کے دیباچہ مین درج ہے مین نے اس کا اعلان شائع کیا تو انہون نے اُس پر ایک گونہ برہمی ظاہر کی تاہم تیر کمان سے نکل چکا تھا، لوگون نے خطوط بھیجنے شروع کردیے، آخر مولانا کو بھی راضی ہونا پڑا، چنانچہ ۵ مئی سنہ ۱۹۱۰ء کو مولوی حبیب الرحمان خان صاحب شروانی کو لکھتے ہین،

"سید سلیمان میرے خطوط جمع کر رہے ہین، کیا آپکے پاس میرے کچھ ہفوات غلطی سے محفوظ ہون گے"

دریافت سے معلوم ہوا کہ یہ "ہفوات" مولانائے **شروانی** کے پاس "غلطی سے" محفوظ رہ گئے ہین، اس ذخیرہ کو ذی ثروت بنانے مین جن بزرگون نے ہماری اعانت کی ہے، انکے خطوط کی تعداد خود انکی لطف فرمائی کی غماز ہے، تاہم حسب ذیل محسنین کے ادائے شکریہ کے بغیر ہم آگے نہین بڑھ سکتے۔

مولوی محمد سمیع صاحب[1]، مولوی محمد عمر صاحب[2]، مولانا حبیب الرحمان خان شروانی[3]، مولانا حمید الدین صاحب بی اے[4]، پروفیسر عبدالقادر ایم اے[5]، مسٹر ایم مہدی حسن صاحب تحصیلدار،

مولوی مسعود علی صاحب ندوی، ان مین سے دو اول الذکر اصحاب نے نہ صرف اپنے نام کے خطوط اور رقعے محفوظ رکھے تھے، بلکہ دوسرون کے نام کے خطوط کو بھی انہون نے تلف ہونے سے بچایا تھا،

مولانا کے خصوصیات انشا پر بھی کچھ عرض خیال کا ارادہ تھا، لیکن اسی زمانہ مین ہماری زبان کے جادو نگار انشا پرداز جناب ایم مہدی حسن صاحب نے اس موضوع پر ایک دلچسپ تحریر لکھکر بھیجی، چنانچہ نہایت مسرت کے ساتھ، ہم اس موقع پر اپنی جگہ سے ہٹ کر انکو آپ کے سامنے کھڑا کرتے ہین،

" تعلقات کی تدریجی رفتار کے ساتھ۔ تحریر کا لب ولہجہ (ٹون) بھی بدلتا گیا ہے جسطرح مولانا کی تقریر برجستہ اور حشو و زوائد سے پاک ہوتی تھی۔ پچھلے تذکرے اس طرح کرتے تھے کہ یارانِ کہن کی بزم سے اُٹھکر ابھی آئے ہین۔ اور باتون باتون مین سب کچھ یون کہہ جاتے تھے گویا واقعات سنے سنائے نہین آنکھون دیکھے ہین۔ یہ مادۂ اجتہادی (اُریجنلٹی) جسے جانِ ادب کہئے۔ انکی وسیع معلومات کے ساتھ انکی تقریر کا خاصۂ امتیازی تھا۔ انکی ستھری، رفتہ اور نہایت پاکیزہ تحریرون مین یہ رنگ اور نکھر جاتا تھا، شراب محبت تھی جو کھینچ کھینچا کر دو آتشہ ہو جاتی تھی۔ نج کی تحریرون مین چونکہ اہتمام کو دخل نہین ہوتا، یعنی اظہار خیال مین صنعت گری طبع کی جگہ صرف آمد جذبات ہوتی ہے۔ اس لیے لٹریچر کا یہ ایک ایسا اضطراری حصّہ ہے جو لکھنے والے کے مرتبۂ انشا پردازی کی صحیح غمازی کرتا ہے۔ اچھے اچھے بولنے والون۔ بعض چوٹی کے شاعرون کو دیکھا کہ دو سطرین سیدھی سادھی نہین لکھ سکتے، مولانا مین یہ خاص جامعیت تھی کہ جس طرح

بولتے تھے، اسی طرح لکھتے تھے۔ اور نہایت خوشخط لکھتے تھے"۔

" مولانا خاص حالتون کے سوا، لکھنے مین پہل کم کرتے تھے، لیکن ملک کے سب سے بڑے "مسجمع صفات کمالیہ انسانی" یعنی سر سالار جنگ اعظم کی طرح بواپسی ڈاک جواب دینے کے عادی تھے"۔

"جس روز ڈاک مین مولانا کا خط ملتا تھا، اس کا پڑھنا پڑھانا میرے لیے ایک ایسا عیش ہوتا تھا، جسے کبھی نہین بھولون گا۔ سواد خط اتنا پیارا ہوتا تھا کہ مین نے عمدہ سے عمدہ ولایتی کاغذ اور لفافے بہم پہنچاے کہ تحریر کے حسن ظاہری کی چمک دمک کچھ اور بڑھ جائے۔ لیکن طبیعت اسکی پابند نہین رہتی تھی کبھی کارڈ پر ٹالتے تھے۔ کبھی اس طرح لکھتے تھے کہ کاغذ اور لفافہ اور تاہم میرے پاس بعض خطوط ایسے محفوظ ہین، جو اس لایق ہین کہ اُن کی عکسی ہاف ٹون کاپیان لی جائین"۔

"حُسن کہین ہو کسی حیثیت سے ہو، فطرت کا وہ پاکیزہ مظہر ہے جس سے حافظ کی "شراب معرفت" کی طرح قطع نظر نہین کیجا سکتی۔ مولانا ادبی حیثیت سے اس کا نہایت صحیح مذاق رکھتے تھے۔ عالمانہ سنجیدگی کے ساتھ اُنکی حکیمانہ شوخیان سرمایۂ ادب ہوتی تھین"۔

"مولانا نہایت خوش ترتیب تھے۔ اونچے طبقے کی سوسائٹی مین بہت مانگ رہتی تھی۔ جہان وہ کہین سے بیگانہ نہین ہوتے تھے، ملک کے بعض نہایت اونچے خاندانون سے مخلصانہ روابط تھے۔ ان مین بعض لیڈیان نہایت شائستہ۔ قابل اور مولانا کے مذاقِ ادب کی دلدادہ تھین۔ انکو کبھی خط لکھتے تھے تو اس طرح جیسے سرکاری گزٹ! بہت ہوا "دعائین" لکھدین۔ ایک کو لکھا کہ "کچھ نہین"! مین نے عرض کیا، مولانا! "مقصود بالذات" تو وہی تھی۔ یہان بھی امتیاز رہا!"

سنکر پھڑک گئے، اور میرے انتقالِ ذہن سے خوش ہوتے رہے"۔

اسیطرح ایک رئیس نے جنکی بیوی نہایت حسین تھین، مولانا سے پوچھا۔ جنس لطیف مین کن کن اوصاف کی ضرورت ہی؟ مولانا نے کہا اُسے صرف "حسین" ہونا چاہیے، اس فقرے کا میان بیوی پر جو اثر ہوا تھا۔ آجتک سمان آنکھون مین ہے"۔

"بہر حال خطون مین نسبتاً کم کھلتے تھے۔ لیکن مجھپر خاص عنایت تھی، اسلیے راز نہین رکھتے تھے، تاہم تصریحات کی جگہ آپ دیکھین گے چشم سخن صرف اشارون سے کام لیتی ہے، مین اس لطف کو کھونا نہین چاہتا، اور یہی وجہ ہے کہ بعض مقامات پر تصریح طلب نکتون کی بے نقابی مین نے جائز نہین رکھی۔ میرا خیال ہے، آفتاب علم کی یہ ضیاء یکطرفہ (خطوط) انکی مستقل تصنیفات کے مقابلہ مین نسبتاً کم دلچسپ نہین ہے"۔ م

اب ہم پھر اپنی جگہ پر آتے ہین:

مختصر الفاظ مین مولانا کے خطوط نویسی کی حسب ذیل خصوصیتین تھین،

(۱) نہایت مختصر لکھتے تھے، کبھی کبھی صرف "ہان" "نان" پر اکتفا کرتے تھے، مفصل اور طویل سوالون کا جواب بھی ایک دو فقرے مین دیتے تھے، اس قسم کے سینکڑون خطوط میرے پاس ہین، لیکن مین نے ان کو قصداً اس مجموعہ مین شامل نہین کیا، میری مرحوم بیوی (خدا اسکو غریق رحمت کرے) مولانا کے خط کو "تار" کہتی تھی، نمونہ کے طور پر اس قسم کے تار مہدی حسن صاحب کے خطوط مین نظر آئین گے۔

(۲) لیکن درحقیقت مختصر نویسی کوئی ایسی خوبی کی بات نہین ہے، اصل خوبی یہ ہی کہ اختصار

لفظ کے ساتھ معنی مین پوری وسعت موجود ہو، یہی خصوصیت مولانا کی انشا پردازی اور بلاغت کی جان ہے، وہ انھین ایک دو فقرون مین جو کچھ کہہ جاتے ہین، ہم صفحون مین انکو نہین کہہ سکتے، وہ چند لفظون مین جو جادو پھونکدیتے ہین۔ اس زمانہ کے سامری سینکڑون سترون مین وہ روح نہین پیدا کر سکتے، ضرورت تھی کہ اس مسئلہ کو مثالون سے واضح کرتے، لیکن اس خوف سے کہ یہ مختصر دیباچہ مطول نہ بن جائے، اس کو ارباب ذوق سلیم پر چھوڑ دیتے ہین،

(۳) آداب والقاب کی پروا نہین کرتے تھے، اکثر بلاتمہید مطلب شروع کر دیتے تھے، (قدما کا یہی طرز تھا) جسکا بڑا خیال کیا اُسکو صرف ایک دو لفظ القاب کے لکھدئے،

(۴) خطوط کے جواب نہایت پابندی کے ساتھ اور نہایت جلد بلکہ اسی دن لکھتے تھے، اکثر ایسا ہوا ہے کہ خط لکھا، اور آنے جانے کا حساب لگا کر جو دن مقرر کیا اسی دن جواب آگیا، بیماری تک مین بھی وہ اس وضعداری کو نباہتے تھے، بہت مجبور ہوتے تو دوسرون سے لکھا دیتے چنانچہ مکاتیب کی دونون جلدون مین اس قسم کے خطوط ملین گے۔

(۵) ابتدائً مولانا کا خط، شکستہ تھا، پھر خوشخط نستعلیق لکھنے لگے تھے، آخر مین شکستہ اور نستعلیق ملکر ایک عجیب خوش سواد خط پیدا ہو گیا تھا، یہ خط اس قدر خوبصورت اور حسین تھا کہ بیسون سلیقہ شعار اشخاص نے اسکی نقلین کین، اور بہت سے اس مین کامیاب ہوئے، چنانچہ ندوہ کے طلبہ، مولانا کے شاگردون اور بعض دوستون نے یہ مشق بہم پہنچائی ہے کہ بہت مشکل سے ان مین تمیز ہو سکتی ہے،

(۶) تمام مکاتیب کو پڑھکر یہ اندازہ ہو گا کہ مولانا ہر شخص سے اوس کے مذاق اور تعلقات

کے مطابق گفتگو کرتے تھے، شاگردون کے خطوط مین علمی و اصلاحی مشورے نظر آئین گے، مولوی حبیب الرحمان خان کے خطوط مین زیادہ تر فارسی شاعری، نوادر کتب، اور ندوہ کے متعلق باتین ہین۔ پروفیسر عبدالقادر سے "ادب و تاریخ فارسی" کے مباحث پر گفتگو ہے، مولانا حمیدالدین صاحب سے تفسیر اور سیرت پر مکالمات ہین۔ مسٹر عبدالماجد سے "مغربیات" کی باتین ہین۔ مسٹر مہدی حسن صاحب مصنّف "دائرۂ ادبیہ" کے خطوط مین "محاسن ادبی" اور "لطائف شعری" پر گلفشانیان ہین،

آخر مین، مجکو خطوط کے انتخاب مین جو اصول مرعیٰ رہا، اس کو بھی ظاہر کر دینا چاہیے، مین نے صرف اُن خطوط کو انتخاب کیا ہے جن سے یا تو مولانا کے ذاتی سوانح کا کوئی واقعہ ظاہر ہوتا ہی یا ان مین کسی علمی، اصلاحی اور قومی مسئلہ کا ذکر ہے، یا انشاپردازی کا ان مین کوئی نمونہ موجود ہی، انھین اصولہاے ثلثہ کی رہبری سے ہزارون خطوط کے انبار سے یہ چند دانے چھانٹکر الگ کئے گئے ہین، ورنہ ایک سچے مومن کے نزدیک تو قرآن کی سب سورتین برابر ہی ہین،

سید سلیمان، ندوی

۷۔ اکتوبر ۱۹۱۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بہ۔مولانا حمید الدین صاحب بی۔اے۔ کے نام۔

(ا)

برادرم۔

یہان تمام حالات تحقیق کیے تم بطور طالب العلم۔ایم۔اے مین نہین جا سکتے اِسکی لئے

ا مولانا حمید الدین صاحب مولانا مرحوم کے مامون زاد بھائی اور تمام تر ان کی تعلیم کے نمونہ اور ان کے شاگرد ہین مولانا ے مرحوم کے علاوہ مولانا عبد الحیٔ صاحب فرنگی محلی کا بھی انکو شرف تلمذ حاصل ہی تکمیل عربی کے بعد علیگڈھ کالج مین سرسید کے زمانہ مین انگریزی تعلیم حاصل کی ، اسی زمانہ مین سرسید کی فرمائش سے بدر الاسلام اور طبقات ابن سعد کے ایک ٹکڑے کا فارسی مین ترجمہ کیا یہ دونون رسالے اُسی وقت چھپ گئے تھے تکمیل انگریزی کے بعد مدرسۃ الاسلام کراچی مین عربک پروفیسر مقرر ہوے ، لارڈ کرزن جب سواحل عرب کا دورہ کر رہی تھی شیوخ عرب کی سامنے لارڈ موصوف نے جو ایڈریس دیا تھا ، اُسکا عربی ترجمہ مولانا ہی نے کیا تھا اُسکے بعد علیگڈھ کالج مین عربک پروفیسر مقرر ہوے ، پھر میور کالج الہ آباد مین اسی عہدہ پر ان کا تقرر ہوا آج کل حیدر آباد کے اورنٹیل کالج دار العلوم کی پرنسپل ہین سب سے زیادہ اہم کام وہ اسوقت یہ کر رہی ہین کہ عربی مین نئے طرز پر قرآن مجید کی تفسیر لکھ رہی ہین۔ ان مکاتیب مین

چھ مہینہ کی مدت ضرور ہی، اور امتحان اکتوبر مین ہوگا، البتہ پرایویٹ جا سکتے ہو کیونکہ اس مین مدت کی کوئی قید نہین۔ صرف اتنا ضرور ہی کہ امتحان سے دو تین مہینہ پہلے پرنسپل صاحب کے دستخط سے تمھارا نام یونیورسٹی مین جانا چاہئے۔

کتابین حسب ذیل ہین۔ سبعہ معلقہ تمام۔ متنبی تمام۔ حماسہ تمام۔ مقدمہ ابن خلدون ۵۰ صفحہ اول۔ مقامات حریری نصف۔

کلکتہ کا کلنڈر کئی برس سے یہان نہین آتا۔ مقامات حریری کا نصف ہمیشہ بدلتا رہتا ہی یعنی کبھی نصف اول اور کبھی نصف اخیر۔ اس لیے بہتر ہوگا کہ تم رجسٹرار یونیورسٹی کلکتہ کو لکھو کہ وہ یونیورسٹی کا پراسپکٹس سنہ حال ویلوپیبل بھیجدے۔ تھوڑی قیمت کو آتا ہی۔ تم کو فوراً متنبی اور حماسہ کے مطالعہ مین مشغول ہو جانا چاہئے۔

ہان ایک دن صرف ایسّے لکھوایا جاتا ہی اور یہ پرچہ پورے پانچ گھنٹہ کا ہوتا ہی، ایسّے مین ہمیشہ عرب کی اور مسلمانون کی تاریخ یا عربی لٹریچر، اور عربی گرامر کی تاریخ ہوتی ہے، ایسّے انگریزی مین لکھواتے ہین، اسواسطے تم کو انگریزی لکھنے کی مشق بھی پیدا کرنی چاہئے اور کوئی تازہ حال نہین، والسلام

شبلی نعمانی

(۲) ۲۰ جون ۱۸۹۵ء۔ علیگڈھ

عزیزی۔

خط پہونچا۔ بہتر ہی تمہین سید صاحب کو سرٹیفکٹ کے لئے لکھو، اور ترجمہ طبقات ابن سعد

وبرادالاسلام کو یاد دلاؤ،

انگریزی مین عربی گرامر کی ایک مختصر کتاب آرنلڈ صاحب ترجمہ کرانی چاہتے ہین، انھون نے تمہارا نام لیا، چونکہ کتاب بہت مختصر ہی اور تمام اصطلاحین معلوم ہین تم قبول کرلو۔ ترجمہ ان کو بعد دسمبر کے ۱۵۔ تاریخ کے بعد بلکہ اوائل جنوری مین مطلوب ہے اس لئے تمہارا کچھ ہرج نہین۔

والسلام

شبلی۔

(۳) ۱۸۔نومبر ۱۸۹۶ء۔علیگڈھ

برادر عزیز،

خط پہونچا۔ تمہاری خالصانہ ہمدردی سے طبیعت کو بہت تشفی ہوئی۔[ف۱]

۱۔تم لکھتے ہو کہ "آپ مجھکو تنہا یادگار نہ بنانے دینگے[ف۲]" اس کا کیا مطلب؟ تم کیا یادگار بنواتے اور تنہا کیونکر بنوا سکتے؟

یادگار تم کس صورت مین تجویز کرتے ہو مجھکو تم سے نیشنل مین معقول چندہ لینا تھا لیکن یادگار کی صورت مین ادھر کا بدلہ ہوجائیگا۔

۲۔حامد کو تصویر کے لیے لکھدونگا۔

۳۔مین نے الفاروق مطبع نامی کانپور مین چھپنے کو دیدی لیکن ابھی اصل کتاب مین ایک ثلث تصنیف کے لیے باقی ہے[ف۳]۔

ف۱ مولانا مرحوم کی پہلی بیوی کی تعزیت سے ف۲ مرحومہ کی یادگار ف۳ الفاروق کی طبع و تصنیف کی تاریخ۔

۴۔ بانی کے بغیر بڑے خطرات کا سامنا ہی۔

۵۔ تم وہان[۲] کے حالات لکھو۔ لوگون کو اجنبیت وجدت کی وجہ سے اشتیاق ہی۔

۶۔ تم علاوہ فرض منصبی کے اور کیا شغل رکھتے ہو۔ والسلام

شبلی۔ ۱۱۔ جولائی ۱۸۹۷ء

(۴) اعظمگڈھ

ہان مین مصر سے باسانی کتابین منگوا سکتا ہون، تم نام لکھ بھیجو،

مین اول مئی سے چھ مہینہ کی رخصت[۳] لونگا۔ دیکھئے کہان بسر ہو۔

الفاروق حصہ دوم بہمہ وجہ مین نے تیار کر لیا ہی، قریباً نصف چھپ بھی گیا ہی۔

والسلام

شبلی۔ ۴ فروری ۱۸۹۸ء

(۵)

برادرم۔

خط پہنچا۔ ان کتابون کے لیے مصر و بیروت کی زحمت اٹھانا بیکار ہی کیفیت یہ ہی کہ بیروت کی ڈاک کا انتظام بالکل ناقابل اعتبار ہی۔ مجھکو باوجودیکہ مدت سے معاملہ رہتا ہی اور اکثر کتابین منگوا چکا ہون، تاہم متعدد منی آرڈر ضائع ہوے۔ ڈاک خانہ سے بہت سی خط کتابت کرنیکے بعد ایک دو رقم برآمد ہوئی، اور بعض کا ابتک پتہ نہ لگا۔ مصر کو وہان کی نسبت

---

[۱] زمینداری کے لیے قحط کا اندیشہ ہی [۲] کراچی کے [۳] علیگڈھ کالج کی خدمت سے۔

ہر صحیح ہی لیکن اطمینان یہان بھی نہین - ایک دفعہ میرا منی آرڈر بڑے جھگڑون کے بعد چھ مہینہ پر برآمد ہوا تمنے جو کتابین لکھی ہین سب یہین ملجائینگی - مولوی نورالدین - توپ خانہ بازار قدیم کانپور سے خط و کتابت کرو، وہ بھیجدینگے اور جو نہ ہونگی وہ منگوا دینگے، قیمت کا بھی چندان فرق نہ ہوگا مین بھی اب یہین سے خریدا کرتا ہون -

لوگ جو بیروت وغیرہ کو خط بھیجتے ہین، اس کا طریقہ نہین جانتے، اول تو ٹکٹ لفافہ پر اڑھائی آنے کے لگانے چاہئین، پتہ انگریزی اور عربی دونون مین ہونا چاہیے - سب سے زیادہ مقدم یہ کہ آج کل کی زبان مین خط کتابت کرنی چاہیے - اور خصوصاً اصطلاحی الفاظ مثلاً ڈاکخانہ رجسٹری، قیمت، ٹکٹ ان الفاظ کو جب تک موجودہ اصطلاحات مین نہ لکھا جاے وہ سمجھ نہین سکتے - تمہارے دوست نے انھی چیزون مین غلطی کی ہوگی -

ہان آرنلڈ گیے، اور کالج کو نہایت رنج دے گئے، ان کے وداعی جلسے بڑی دھوم سے ہوئے، یہان جون کے مہینہ مین کالج بند ہوگا - غالباً مین وطن یا کشمیر مین ہونگا -

شبلی - ۱۷ فروری سنہ ۱۸۹۸ء

علیگڈھ

(۶)

[۱]

. . . .

ایک ہزار روپیہ پہلے دیچکا ہون، اور تین چار ہزار اب پھر دینا پڑے گا اس امید

[۱] کارڈ کا نصف حصہ پھٹ گیا ہے بقیہ نصف کی یہ عبارت ہے -

پر کہ شاید لوگ رفتہ رفتہ دین۔

کالج[1] کا حال کشمکش مین ہی، سردست یک صاحب نے قبضہ کرلیا ہی، سید محمود کی حالت بہت خراب ہی۔

والسلام

شبلی - ۱۶ - اپریل ۱۸۹۸ء

(۷) علیگڈھ

میان حمید،

ع تا تو بمن رسی من بخدا می رسم نیشنل اسکول کا تم پر کچھ نہ کچھ حق ہی لیکن تم نے تعمیر کی مدمین ایک حبہ بھی ادا نہین کیا جب عمارت تیار ہو چکے گی اسوقت تمہاری کیا حاجت رہی گی، دینے کا وقت یہی ہی، کہ تمام کام اٹکا پڑا ہوا ہی، مین علاوہ چندہ سابق کے ۲۵۰ اور دے چکا، لیکن سو دو سو کی رقم کے بغیر تمام کمرے ناتمام پڑے ہین اور خراب ہوتے ہین، جو کچھ بنے اسوقت یا باقساط دو۔ ورنہ ع پس از آنکہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد۔

والسلام

شبلی - ۳۱ جولائی ۱۸۹۸ء

(۸)

برادرم۔

تمھارے اجمالی کارڈ کا مین نے جواب لکھدیا تھا کہ "وہ سب خبرین صحیح ہین"، کیونکہ مین یہ جانتا تھا کہ وہان صحیح خبرین پہنچی ہونگی لیکن اب معلوم ہوا کہ بعض جگہ غلط خبرین مشہور

[1] علیگڈھ کالج کا ایک صاحب پرنسپل تھے، سید محمود، سید احمد خان پر حاوی ہوگئی تھی اور بدمستانہ ہر ایک شخص سے الجھتے تھے،

ہوئی ہین یعنی یہ کہ وہ شخص[1] معلوم،، نے میرے ساتھ دراندازی کی، لیکن یہ خبر بالکل بے
اصل ہی واقعہ یہ ہی کہ بک صاحب اور سید صاحب وغیرہ یہ چاہتے ہین کہ مین یہان
ششماہہ قیام کرون، لیکن سید محمود دفعتہً اسکے مخالف ہو گئے، اور اسی اپنی حالت
مین بہت سی باتین اسکے خلاف کہین، لیکن اس قسم کی انسے کسی کو اب شکایت نہین رہی
ہر روز یہان کے رؤسا اور ٹرسٹیز اور ارکان کالج اس قسم کی باتون کے متحمل ہوتے ہین
مین تو اسدن سے آجتک سید صاحب کی کوٹھی پر گیا ہی نہین۔

اس دفعہ بظاہر یہان کی آب وہوا مین مجھکو خاص مضرت نہین معلوم ہوتی، باقی کرت
تعلق، اس کی یہ کیفیت ہی کہ مین نے سال بھر کی رخصت اسی تجربہ کے لیے لی تھی مین نے
دیکھا کہ اعظمگڈھ مین سال بھر برابر نہین رہ سکتا۔ وہان کوئی ایسی دلچسپی نہین کہ سال بھر تک
کام چل سکے۔ اس لیے کچھ یہان، کچھ وہان، کچھ **ندوہ**۔ اسطرح بسر کرنے کا ارادہ ہی،
اگرچہ واقعہ یہ ہی کہ اب کہین دل نہین لگتا۔ بالکل خانہ بدوش معلوم ہوتا ہون۔
نہین معلوم کیا ہونا ہی

والسلام

شبلی۔ ۹۔ نومبر ۱۸۹۸ء

(۹)

برادرم۔

مین علیگڈھ آگیا۔ اور حالات اس قسم کے پیش آگئے کہ ابھی یہین رہنا پڑے گا

[1] اس سے مقصود غالباً سید محمود ہین۔

معلوم نہین تم کن اشغال مین ہو، کوئی علمی کام بھی کرتے ہو یا نہین؟
تمہارا چندہ ماہوار نہین پہنچا۔ اسکی وجہ سے سخت ہرج ہی باقیات وحال فوراً بھیجدو،
میرے کتب خانہ مین کتب ذیل اضافہ ہوئی ہین۔
الیضاح فی المعانی للخطیب القزوینی۔ نسخہ قلمی نہایت قدیم۔
صدرا، الٰہیات وغیرہ کامل نسخہ عمدہ۔
المحاسن والمساوی للجاحظ۔
مکاتیب ابوالعلاء المعری۔
مفتاح سکاکی کامل یعنی مع نحو وصرف وغیرہ۔
اور کتابین یورپ وغیرہ سے آرہی ہین مثلاً الوجیز فی الفقہ للامام الغزالی۔ کتاب المعمرین لابی حاتم السجستانی، فلسفۃ البلاغۃ تصنیف حال۔ والسلام
شبلی۔ ۳۔ دسمبر ۱۸۹۸ء۔ علیگڈھ

(۱۰)

رسائل[۱] یہان نہین رہی، علیگڈھ لکھدیا ہی وہانسے جائینگے الفاروق جاتی ہی۔
آج کل ایک بڑی ریاست بلکہ سلطنت[۲] سے ابن خلدون کے ترجمہ کا استفسار آیا تھا۔ دس ہزار روپیہ نقد معاوضہ دیتے ہین۔ مین نے اپنی صحت کے لحاظ سے انکار کیا اس لکھنے کا مقصد یہ ہی کہ اگر تم پبلک مین آجاؤ تو اس قسم کے کامون سے اچھی طرح آزاد بسر

۱۔ رسائل شبلی ۱۲ ۲۔ سلطنت افغانستان، دیکھو خط ۱۳۔

کرسکو۔ لیکن تم کو جنبش بھی نہین ہوتی۔

شبلی۔ ۳۔ جولائی ۱۸۹۹ء

(۱۱)

خط پہونچا۔ مین خود اسبات کا خواہشمند ہون کہ اس تعطیل مین تم سے ملاقات ہو، تاکہ علاوہ اور باتون کے کوئی علمی کام پابندی کے ساتھ تمہارے متعلق کرسکون، لیکن مین یہ نہین کہسکتا کہ مین اسوقت کہان ہونگا۔ ایک طرف تو کلکتہ کانفرنس کا بلاوا ہی، دوسری طرف رامپور کا ارادہ ہی۔ مکان پر تو مین جا نہین سکتا۔ لیکن کوئی جگہ ابھی تعین بھی نہین، تاہم تم سے ملنے کی کوشش کرونگا۔

ہان امور ذیل کو اچھی طرح دریافت کرکے لکھو۔

۱۔ بوشہر و بصرہ جانے والے جہازات کو تھے دن جایا کرتے ہین۔

۲۔ سکنڈ کلاس کا کرایہ بوشہر یا بندر عباس تک کیا ہی؟

۳۔ قسطنطنیہ کہان ہوتا ہی۔ والسلام

شبلی۔۔ ۱۰ دسمبر ۱۸۹۹ء

(۱۲) علیگڈھ

خط پہنچا۔ اور شرائط منظور ہین لیکن یہ نہین کہ جسقدر ترجمہ ہوگا معاوضہ دیا جائیگا کتاب بیچ مین رہ گئی تو کس کام آئیگی اور چندہ دینے والون کو کیا جواب دیا جائیگا۔

اسپنسر کے فرسٹ پرنسپلز تھوشلزم کا حصہ چھوڑکر غالباً چار سو صفحہ سے زیادہ ہی

کم سے کم چارسو اور زیادہ سے زیادہ پانسو معاوضہ دیا جائیگا میں اسکو پسند نہین کرتا تھا کہ سب معاوضہ کالج یا اسکول مین دیا جائے۔ اس سے طبیعت پر پورا بار نہین پڑے گا۔ بلکہ بیگاری معلوم ہوگی۔

شبلی

(۱۳) الہ آباد - ۲- مارچ سنہ ۱۹۰۰ء

برادرم۔

مفصل شان نزول سُنکر جواب لکھو۔

ترجمہ[1] کا خیال امیر عبدالرحمٰن والی کابل کو پیدا ہوا ہی اور بڑے وسیع پیمانہ پر اس کے لیے انھون نے اپنے سفیر ہندوستان کو لکھا، اور سفیر نے مجھکو و مولوی حالی صاحب و نذیر احمد کو، مین نے پہلے انکار کیا۔ پھر یہان کے تمام اعزہ و احباب کے اصرار پر رضامندی ظاہر کی، سفیر صاحب نے یہ معلوم کر کے کل ترجمہ اور اس کا تمام اہتمام میرے ذمہ کر دیا، اور دس ہزار کی رقم منظور کی جو بہ تفاریق لی جائے خواہ یکشت،

ابن خلدون کا ترجمہ تم بے شبہ خود کر سکتے ہو لیکن اس مین تاریخی تلمیحات اور اجمال اور حوالے اسقدر ہین کہ مین اچھی طرح اندازہ کرتا ہون کہ ابتدائی جلدون مین تم کو دقت پیش آئیگی۔ کتاب مذکور کے سات ہزار صفحے ہین اور وہ بھی ٹائپ کے درآور دخط مین، مین نے تین برس کا وعدہ کیا ہی، اب چند باتین بطور فذلکہ کے سنو۔

[1] دیکھو خط ۱۰۔

۱۔مستقل تمہارے نام سے ترجمہ ہونے پر سفیر راضی نہیں ہو سکتے بلکہ میرا انتساب بھی ضرور ہے۔

۲۔کتاب اسقدر ضخیم ہے کہ دو ایک برس مستقل اشتغال کے بغیر اس کا ترجمہ نہیں ہو سکتا۔

۳۔بہت سے ضروری مشورون کے لیئے میری قربت ضروری ہی۔

۴۔تم اپنا قائم مقام کسی ہندوستانی شخص کو پوری تنخواہ پر کر سکتے ہو۔

۵۔صرف ابتدائی کام اور دفتر قایم ہونے تک تمہارا یہان رہنا درکار ہی پھر جہان چاہو رہ سکتے ہو۔

۶۔یہ کام شہرت اور عزت کا ذریعہ ہی اور آگے کے لیئے راہین نکلین گی کیونکہ گورنمنٹ انگریزی کی سرپرستی مین یہ کام ہوگا۔

۷۔گھر پر رہ کر کام کروگے تو تمہارا خرچ مختصر ہوگا اور تم کو کم از کم ماہ ۱۵۰ کی بچت ہوگی،

امیر صاحب انگریزی کتابون کے ترجمہ کا بھی محکمہ قایم کرنا چاہتے ہین، چار انگریز اور سولہ ہندوستانی مترجم ملازم ہونگے، محکمہ کا صدر مقام کلکتہ ہوگا، اس محکمہ کا سکرٹری مجھکو مقرر کرتے ہین، لیکن مین نے انکار لکھ بھیجا، اور زیادہ تر امید ہی کہ اگر تمہارے لئے مناسب تحریک کرونگا تو تم کو یہ عہدہ ملجائیگا۔ اس صورت مین اتنے بڑے وسیع کام کا تمہاری ماتحتی مین انجام پانا بہت سے فوائد کا ثمر ہوگا۔ اب اپنی رائے لکھو۔

شبلی۔ ۱۸ جولائی ۱۹۰۰ء

(۱۵)

برادرم،

خط پہنچا۔ اِسکو بلا مبالغہ خیال کرو کہ اگر مجھکو یقین ہو کہ کسی کام مین اپنے سلف ریسپکٹ کو کھو کر تمکو فایدہ پہنچا سکتا ہون۔ تو مین ہرگز ریسپکٹ کو عزیز نہین رکھ سکتا مین ماریسن کو جس وقت کہو اور جن الفاظ مین کہو خط لکھدون لیکن پہلے ان باتون پر غور کرلو۔

۱۔ انگریز بغیر اپنی ذاتی واقفیت کے کسی شخص کی نسبت ایسی سفارش کرتے ہین یا نہین

۲۔ تم سے ماریسن سے ایسی ذاتی واقفیت ہے یا نہین۔

جواب علیگڈھ کے پتہ سے لکھو۔

والسلام

شبلی - ۲۲۔ فروری سنہ ۱۹۰۱ء

(۱۶)

برادرم

افسوس تم نے اسقدر مجھ سے بے تعلقی کرلی کہ تمہاری حالات مجھکو بجاے اس کے کہ تم سے معلوم ہون اورون سے دریافت کرنے پڑتے ہین، شاید تم مجھکو بھی اسی الزام کا ملزم ٹھیراؤ لیکن کیفیت یہ ہے کہ حیدرآباد رہکر انسان خدا کو بھول جاتا ہے، تا بآدم چہ رسد، یہان ایک منٹ بھی راحت اور سکون سے انسان بسر نہین کرسکتا۔ مجھ سے زیادہ یہان کوئی زاویہ نشین نہ ہوگا۔ تاہم ہندوستان کے تناسب کے لحاظ سے مجھکو پورا پولٹیشین کہنا چاہئے، خیر ذکر غم بدتر از غم، کہنے کے قابل کوئی بات ہے تو یہ ہے

کہ تالیف کا مشغلہ جاری ہے۔

غزالی ختم ہو کر مطبع میں[۱] جا چکی۔ شاید سیرۃ النعمان کے لگ بھگ ہو جائے، علم کلام کی تاریخ لکھ رہا تھا وہ بھی قریب الختم[۲] ہے۔ اب کلام جدید کا مرحلہ ہے۔ کوئی انگریزی دان دوست ہوتا تو بڑا کام نکلتا۔ جو حکمائے یورپ روح و واجب الوجود کے قایل ہیں ان کے دلائل سے کتاب کی بہت رونق ہوتی۔ تم سے زیادہ کون اس مصرف کا تھا، انگریزی دان تھے، عربی دان تھے، عزیز تھے، لیکن ان سب کچھ ہونے کے ساتھ بھی کچھ نہین، بہتیرا کہا کہ یورپ کے فلسفہ کا ہلکا سا ڈھانچا بھی کھڑا کر دو تو بہت بصیرت ہو۔ تم کو کسکی پروا ہے۔ حالانکہ جو حصہ اب لکھ رہا ہون اس مین مدد دینا ایک مذہبی اور قومی کام ہے۔

خط سے معلوم ہوا کہ عربی عبارت لکھی ہے۔ داؤد بھائی کے پاس بھیجتے ہو اس قسم کے مہملات کام کرو گے عربی عبارت لکھ کر اپنا دل خوش کرو گے کہ دوسرا حریری پیدا ہو، اچھا پھر نتیجہ کیا؟ مسلمانون کو آج کل حریری اور امراء القیس کی ضرورت ہے!

یہان ایک بیاض دیکھی جو مرزا صائب نے شعرا کے کلام سے انتخاب کی نسخہ بھی اسی زمانہ کا ہے کسقدر نفیس، شعرا کے کلام انتخاب کئے ہین، چودہ ہزار شعر ہین اور سب اچھے ہین۔ اسرار البلاغہ جرجانی مصر مین چھپ گئی سنگوائی ہے ابھی آئی نہین، امام غزالی کی کتاب محک النظر جو منطق مین ہے اور نہایت جامع اور صاف و سادہ ہے وہ بھی چھپ گئی ہے، والسلام

شبلی - ۲۲- فروری ۱۹۰۲ء - حیدر آباد

[۱] تاریخ اختتام الغزالی۔ [۲] تاریخ اختتام علم الکلام۔

(۱۷)

برادرم۔

خط پہنچا۔ مین اسی قسم کے خطوط کی تم سے خواہش رکھتا ہون اور اسی لیے نہایت خوشی سے جواب لکھتا ہون۔

اشعار جاہلیت مدت ہوئی میری نظر مین ہین، لیکن مین نے ان پر چنداں توجہ نہین کی، یہ اشعار ایسے ماخذون سے جمع کئے گئے ہین۔ مثلاً اغانی وغیرہ جن مین ضعاف اور موضوعات تک ہین، البتہ ناقد خود صحیح اور موضوع کی تمیز کر سکتا ہے۔

نظام القرآن کا مین شوق سے خیر مقدم کرون گا، ابو مسلم ہی ایک شخص ہے جو دل و دماغ رکھتا ہے، وہ معتزلی ہے، اس کی تفسیر بارہ جلدون مین تھی اور رازی کی تفسیر سے پہلے اسیکا نام کبیر تھا۔ مین نے اس کا کسیقدر حال اپنی نئی تصنیف علم الکلام مین لکھا ہے جو ابھی شائع ہوتی ہے۔ اس کا پورا نام محمد بن علی بن مہر یزد ہے۔ ۴۵۷ھ مین وفات کی بہت بڑا ادیب و معقولی[۱] تھا

ابن خلکان کی طرح اور رجال کی کتابین بھی مختصر ہین، صرف طبقات الشافعیہ ابن السبکی مین کسیقدر مفصل تراجم ملتے ہین۔ لیکن وہ اب تک چھپی نہین[۲]۔ یہان اس کا نسخہ موجود ہے۔

[۱] اس کی تفسیر اب ناپید ہے، امام رازی کی تفسیر کبیر مین اس کے جستہ جستہ فقرے منقول ہین،

[۲] اسکے بعد مصر مین چار جلدون مین چھپ گئی ہے، اور ہر جگہ ملتی ہے۔

طبقات[۱] الاطبا بھی غنیمت ہی، اور وہ پانچ روپیہ کو آتی ہی،
مسٹر آرنلڈ کی کیا فرمائش تم نے تعمیل کی؟
نیشنل اسکول کے متعلق آج ہی لکھتا ہون۔
مین نے علم الکلام نہایت ناتمام کتاب لکھی اور وہ درحقیقت میری تصنیفات
کا سب سے ناقص حصہ[۲] ہی۔ جدید علم کلام غالباً اچھا لکھا جاے۔ بہت کچھ ہو چکا ہی
عنقریب ہی ابن رشد کی لایف لکھنا چاہتا[۳] ہون۔ والسلام
شبلی۔ ۹ مارچ سنہ ۱۹۰۳ء۔ حیدرآباد

(۱۸)

برادرم۔
نظام القرآن کو مین شوق سے دیکھونگا اور اپنا معتدبہ وقت صرف کرونگا۔ لیکن نام

---

[۱] ابن ابی اصیبعہ کی تصنیف ہی، مصنف چھٹی صدی مین تھا، تراجم کے ضمن مین مسلمانون کی علمی تاریخ کے متعلق بہت سی کام کی باتین لکھ جاتا ہی، مولانا نے رسائل مین اس سے بہت کام لیا ہی [۲] مولانا فرماتے تھے کہ علم الکلام کی تصنیف کے وقت مین سخت بیمار تھا کہ زندگی سے بھی ناامیدی تھی، کرسی پر بیٹھ نہین سکتے تھے، فرش پر لیٹکر لکھتے تھے، علم الکلام کی ناتمامی کے معنی یہ ہین کہ متکلمین اسلام کے جو مختلف اسکول ہین، اشعری، ماتریدی، معتزلی، ظاہری، ان مین سے علم الکلام صرف اشعری کلام کی تاریخ ہوکر رہ گئی، جس تفصیل سے یہ باب مستقل لکھا ہی، اسی تفصیل سے دوسرے فرقون کے علم کلام کی تاریخ بھی لکھنی چاہئے تھی۔ [۳] الندوہ مین متفرقاً چھپی ہی۔

بدل [۵۱] دو، یعنی الف گھٹا دو، جاحظ اور عبد القاہر نے بھی اس موضوع پر کتاب لکھی ہی، اسکا نام نظم القرآن تھا، نظام مین ذرا بھدا پن ہی۔
حامد معاینہ کے لئے الہ آباد گئے تھے، لیکن پچھلے سال کے امیدوارون کا اس قدر بقایا تھا کہ نئے پیش بھی نہ ہو سکے۔
نواب [۵۲] محسن الملک نے گمنام خط کے چھاپنے مین سخت غلطی کی۔ کم سے کم مجھ سے پہلے پوچھ لینا تھا وہ سب ایک حیدر آبادی مفسد کی کارروائی ہے۔
آج کل مصر مین سیرۃ الفاروق [۵۳] لکھی گئی، بڑا اہتمام کیا گیا، مشہور مصنف نے لکھا لیکن دیکھا تو الفاروق کا عشر عشیر بھی نہ تھی۔ اسپر خیال ہوا کہ الفاروق کا عربی مین ترجمہ کرا لیا جائے۔ مجھکو تو فرصت نہ تھی ایک اور شخص کے حوالہ کی تیاری کے بعد مین

---

۵۱ مکتوب الیہ نے جو تفسیر لکھنی شروع کی ہی اوسکا نام نظام القرآن ہی جس مین زیادہ تر قرآن کے آیات و سورتین ربط معنوی کی تحقیق ہے، تمام قرآن مجید کا، اور قرآن مجید کے ایک ایک سورہ کا موضوع الگ الگ قرار دیا ہی اور اس کو سورہ کی ہر آیت سے تطبیق دی ہی، ظاہر بینون کو قرآن مجید مین جو بے ربطی سی نظر آتی ہی، اس تفسیر سے ان کے شکوک کا ازالہ ہوتا ہی، آئندہ جن سورتون کے حوالے آئینگے وہ اسی تفسیر کے اجزا ہین۔

۵۲ شاید علیگڈھ کالج مین عربی تعلیم کے اجرا کے متعلق تھا، جسکے متعلق مولانا نے دکن ریویو مین نواب صاحب کی مخالفت مین ایک مضمون لکھا تھا، ضبط کرون مین کب تک آہ۔ چل رے خامہ بسم اللہ۔

۵۳ رفیق بک العظم ایک مشہور مصری مورخ ہے اس نے اشہر مشاہیر الاسلام کا سلسلہ مولانا کے ہیروز آف اسلام کی طرح شروع کیا تھا اس مین حضرت عمر کی سیرت بھی ہی۔

درست کرلون گا قصد ہی کہ مصر مین چھپوائی جائے -

اردو سکشن کی کارروائی زور شور کے ساتھ شروع کرتا ہون - والسلام

شبلی - ۱۱ - اپریل ۱۹۰۳ء

حیدرآباد -

(۱۹)

برادرم -

نظام القران کو اول سے آخر تک دیکھا، عبارت اور طرز بیان کی خوبی مین کلام نہین لیکن اصل مدعا کی نسبت ابھی کوئی یکسو راے نہین دیسکتا جس قسم کا ربط تم بتاتے ہو وہ بہت وسیع معنون کے لحاظ سے ہی، ایک دقت یہ پڑتی ہی کہ دفعہ وار جو مطالب بیان کئے ہین، اور ان مین ربط ثابت کیا ہے، اسکے ساتھ ساتھ قرآن کی آیتین نقل نہین کرتے اسلئے خود قرآن کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے -

ایک اور امر یہ ہے کہ تم صرف رابط چیزونکو لے لیتے ہو - حالانکہ اعتراض یہ ہے کہ دو مربوط مطلب کے بیچ مین جو غیر متعلق باتین آجاتی ہین وہ سلسلۂ کلام کو برہم اور غیر منسجم کردیتے ہین، ان کا تعلق اور ربط ثابت کرنا چاہئے -

بہرحال اور اجزا بھیجدو، بہت بڑا کام ہے جسقدر بھی کامیابی ہو غنیمت ہی - اس قدر کاوش تم کسی ممکن الحصول کام مین کرتے تو خدا جانے کیا کرتے -

انجمن ترقی اردو کی کاپی بھیجتا ہون - ارکان اعانت اور خریدارون کے نام بھیجنے چاہئین - والسلام -

شبلی - ۱۱ - مئی ۱۹۰۳ء حیدرآباد

(٢٠)

برادرم۔

پہلی دفعہ مین ہندسون کا کچھ مطلب سمجھ نہ سکا۔ اس دفعہ تمھاری ہدایت کے موافق قرآن مجید پر ہندسے لگائیے۔ اور پھر نظام القران کے اجزاء کو دیکھا۔ اس مین شبہہ نہین کہ اب کی زیادہ وجوہ ربط معلوم ہوئے۔ لیکن جن دو آیتون مین تم ربط بتاتی ہو اُن کے درمیان مین اور آئتین آجاتی ہین جو بظاہر ان دونون سے بے تعلق معلوم ہوتے ہین، تاہم مجموعی طور سے یہ کوشش بے سود نہین۔

المنار مین ضرور بھیجدو[1]۔ لیکن ہر شخص کو ہندسہ لگانے کی فرمائش نہین کیجاسکتی اس لیے حاشیہ پر تمام آئیتین نقل کرنی چاہئین کہ ساتھ کے ساتھ آدمی دیکھتا جائے۔

اُردو کے شرکاء کے جو نام تم نے لکھے تھے وہ پرچہ جاتا رہا پھر لکھ بھیجو۔

مین نے آج کل شرح بخاری از عینی۔ کتاب سیبویہ۔ شرح طوالع وغیرہ خریدی ہی۔

خدا کا شکر ہے کہ قرضہ ہائے کثیر مین سے اب صرف ایک ہزار اور رہ گیا ہے جسکو مین ماہوار ادا کر رہا ہون۔ باقی سب ادا ہو گئے۔ مجموعی قرضہ (والد مرحوم) کی تعداد تیئیس ہزار تھی۔ والسلام

شبلی۔ ۱۔ جون ۱۹۰۳ء

---

(۱) یعنی نمونہ کے لئے نظام القران کے بعض اجزاء مصر کے رسالہ المنار مین بھیجدو، اسکے چند سال کے بعد شاید ۱۹۱۱ء یا اوسکے حوالی مین مصنف نے چند اجزا بھیجے تھے، سید رشید رضا صاحب المنار نے مصنف کو بڑی داد دی اور المنار مین اسپر مفصل تقریظ لکھی تھی۔

(۲۱)

برادرم -

بخار کی حالت مین خط لکھ رہا ہون -

ہان اب یہی کرون گا یعنی قرآن مجید کو بلحاظ ربط آیات دیکھون گا، اور پھر تمکو اطلاع دیتا رہونگا[1]۔ کتاب سیبویہ جو کلکتہ مین چھپی ہے مسخ ہی مصر مین مشکل اور نہایت صحیح اور محشی چھپی ہے -

نیشنل اسکول کے ممبر محض مسلمان ہین، اور ہیڈ ماسٹر بھی مسلمان ہونا چاہیے لیکن ملتا نہین -

مین یہان سے چھوٹا تو اعظم گڈھ نہین بلکہ ندوہ مین رہونگا - یا کالج مین، وطن سے جی سیر ہو گیا -

اردو[2] نے ابتک جو کام کیا وہ علیگڈھ گزٹ مین اس ہفتہ چھپے گا اسمین دیکھنا - تم بتاؤ کہ عربی زبان سے کونسی کتابین اُردو مین ترجمہ کے قابل ہین -

والسلام

شبلی

۱۷ - جون سنہ ۱۹۰۳ء

---

[1] نظام القرآن کے تعلق سے، [2] یعنی انجمن ترقی اردو نے جس کے مولانا اس وقت سکرٹری تھے، غالباً سنہ ۴ء مین اس سے استعفا دیا،

(۲۲)

خط پہنچا۔ بھائی تم اپنے آپ کو نہین، بلکہ ہم لوگون کو عزیز ہو، مین سچ کہتا ہون کہ مین تمھارے وجود کو اپنی تمام برادری کے لیئے تاج عزت سمجھتا ہون، اور تم کو مہدی و اسحاق سے کم نہین جانتا۔ اس غیر ضروری اظہار کی ضرورت یہ ہے کہ تم اپنی صحت کا خیال رکھو رخصت لو، وطن جاؤ۔ چند روز میرے پاس رہو۔ یہ ضرور کرنا چاہیئے۔

مین اردو[1] کے قصہ مین بہت عدیم الفرصت ہو گیا ہون۔ جو وقت بچتا ہے، بالکل خط و کتابت مین صرف ہو جاتا ہے۔

جواب سے مطمئن کرو۔

شبلی ۱۳۔ جولائی سنہ ۱۹۰۳ء

(۲۳)

برادرم۔

خط مورخہ ۲۰۔ جنوری پہنچا۔ اس سے پہلے جو خط آیا تھا اس کی تو کوئی تدبیر اسوقت نہین ہو سکتی مین اسوقت یہان کے سازشی الجھاؤ مین مبتلا ہون۔ اسی خط کا جواب لکھتا ہون۔ بلاذری صفحہ ۴۴۴ مین لکھا ہے کہ ان بلد اگیدعی العیفان بین قنیم و الملتان و قابل کان لہ ملک عاقل۔ الخ

یہ بھی لکھا ہے کہ اس شہر کا بادشاہ معتصم باللہ کے زمانہ مین خود اپنی خواہش سے مسلمان ہوا

[1] یعنی انجمن ترقی اردو۔

عرب کے کسی جغرافیہ مین عسیقان کا نام نہین، بلاذری اسکو شہر بتاتا ہے، قیاس کو دخل دیا جائے تو عسیقان کو "یوسف زئی" کا محرف قرار دیا جاسکتا ہے۔

مسلمان انگریزی اردو دان یہان سے کون ستو روپیہ پر جائیگا، اگر حامد اس قابل ہون تو انکو بندول کے پتہ سے لکھو، شاید وہ قبول کرلین، انکو سیر و سیاحت کا بہت شوق ہے۔

امیر خسرو کا وہ قصیدہ "ضرب الامثال" کے نام سے مشہور نہین وہ کہین چھپا نہین۔ مین نے ان کے قلمی دیوان مین دیکھا ہے۔ اس کا مطلع یہ ہی کہ۔

کوس شہ خالی و بانگ غلغلش در د سر است

مسٹر براؤن کی تجویز، ابھی ایک راز ہے۔ مجھسے مسٹر مارلسین سے خط کتابت ہو رہی ہے۔ ابھی تک اس کا مفہوم میرے سمجھ مین نہین آیا، کوئی بات سمجھ مین آجائے تو تم کو لکھونگا۔

شبلی۔ ۲۵۔ جنوری سنہ ۱۹۰۴ء

(۲۴)

برادرم۔

مسٹر آرنلڈ قطع تعلق کرکے ولایت جاتے ہین۔ علیگڈھ مین انکو اڈریس دیئے جائینگے۔ ایک فارسی مین بھی ہوگا، اس کی مجھ سے فرمائش ہے، لیکن مین فارسی اچھی نہین لکھتا۔ اسلیئے تم فوراً لکھ کر پروفیسر ابو الحسن علیگڈھ کالج کے پاس بھیجدو

عربی مین لکھدونگا، وہ ۲۶-فروری کو علیگڈھ پہنچینگے۔

شبلی۔ ۱۵-فروری ۱۹۰۴ء

(۲۵)

برادرم۔

روپئے پہنچے۔ چونکہ تم نے لکھا تھا کہ سفر نے تم کو زیر بار کردیا، اس لئے مین نے چاہا تھا کہ تم کو لکھدون کہ بقیہ روپیے نہ بھیجنا۔ یہ کونسی بڑی رقم ہی جسکے لیے تم کو تکلیف دی جاتی لیکن تم نے بھیجدیئے اور ایسے وقت مین بھیجے کہ مین روپیہ کا سخت حاجتمند تھا۔ مسٹر آرنلڈ کے لیئے ؏ کا تحفہ، ؏ ایڈریس کا چندہ، ؏، ؏ بمبئی کا سفرخرچ اس بنا پر تمھاری رقم واپس نہین کی،

دیوان کی پچاس کاپیان بھیجتا ہون۔ زیادہ ضرورت ہو تو لکھ بھیجو، پچاس کاپیان بھیجدی جائین۔

تم نے ایک زمانہ مین مجھسے کہا تھا کہ تم نے مثنوی مولوی روم غور سے پڑھی اور انکے اصول اور پرنسپلز متعین کیئے۔ اگر خیال مین ہون تو لکھ بھیجو۔[۱]

والسلام

شبلی۔ ۱۸ فروری ۱۹۰۴ء حیدرآباد[۲]

---

[۱] سوانح مولانا روم کے لئے۔

[۲] قیام حیدرآباد اب ختم اور ندوہ کے قیام کا زمانہ شروع ہوتا ہے۔

(۲۶)

برادرم۔

کیا بتاؤن علیگڈھ سے لکھنؤ گیا تھا کہ دفعۃً تار پہنچا کہ حامد کو طاعون ہوا گھبرایا ہوا بدحواس اعظم گڈھ پہنچا، تمام خاندان یہین جمع ہی، علاج ہو رہا ہی بظاہر فایدہ معلوم ہوتا ہی آگے خدا کی مرضی۔

الندوہ کے لیئے لکھدونگا۔ تمہارا حسن ظن صحیح نہین، جس دن سے الندوہ نکلا، مین بیمار ہوا، اور اب تک اطمینان نہین، اس لیئے مضامین دلخواہ نہین لکھے گئے۔ دفتر کو لکھدیتا ہون، تمہارے پاس سب پرچے پہنچینگے۔ مضمون ضرور لکھو، الندوہ یون ہی عام عقائد کے خلاف نکلتا ہی۔

تمہاری سفارش مین مین نے ڈائرکٹر صاحب کو ایک خط پہلے ہی لکھدیا ہی، ڈائرکٹر صاحب خاص طور پر میرے معترف اور ملاقاتی ہین، لیکن مجھکو شبہہ ہے کہ وہ ولایت چلے گئے ہین یا موجود ہین، اور کوئی اور شخص قائم مقام ہے۔

شبلی ۔ ۱۸ ۔ مارچ ۱۹۰۵ء

اعظمگڈھ

(۲۷)

برادرم

الندوہ کے لیے کچھ جلدی نہین، جب فرصت ہو لکھنا۔ جرجانی اور جاحظ کی

بحث کو مین نے دیکھا ہی، زیادہ تدقیق کے بعد نزاع لفظی رہجاتی ہی، جرجانی صرف یہ کہتا ہے کہ محض صوت اور آواز کوئی چیز نہین، بلکہ معنی اور معنی کا طریقہ بلاغت ہی،

مین نے انسائیکلوپیڈیا سے تو کچھ نہین لیا۔ اس کا ذکر تم نے کیون کیا۔ ارسطو کا مطلب اگر مسلمان مترجمون نے نہین سمجھا تو یورپ پر بھی چندان اعتبار نہین ہوسکتا۔ منطق ارسطو پر مین نے جو کچھ لکھا[۱] اس کا تذکرہ تم نے نہین کیا۔

جرجانی کو اگر تقلیداً گو تو کل اہل فن اس کی زلہ ربائی کو فخر سمجھتے ہین، مطول، وغیرہ مین اس کے اقوال بطور وحی کے نقل کئے جاتے ہین، اُسی نے قواعد بلاغت اول منضبط کئے پھر اس کے نقش قدم پر سب لوگ چلے ہین،

مین آج کل بہت پریشان ہون۔ حامد اچھے ہوے لیکن گھر مین طبیعت خراب ہی اور صرف مین تیماردار ہون۔ شبلی۔ ۵۔ اپریل ۱۹۰۵ء

اعظمگڈھ

(۲۸)

برادرم۔

تفسیر سورہ ابی لہب اور جمہرۃ البلاغۃ[۳] کے اجزاء بغور دیکھے، تفسیر پر تم کو مبارکباد

---

[۱] الندوہ مین [۲] مولوی حمیدالدین صاحب جرجانی کے معتقد نہین ہین وہ اسکو صرف لفاظ سمجھتے ہین۔ مولانا اُسکے بے انتہا معتقد تھے، ان فقرون مین جرجانی کی فضیلت کا بیان مقصود ہی۔

[۳] مکتوب الیہ نے جمہرۃ البلاغہ کے نام سے فن بلاغۃ کی تحقیق اور ارسطو کی نظریۂ بلاغۃ کی تردید مین ایک ؟

دیتا ہون، تمام مسلمانون کو تمھارا ممنون ہونا چاہیئے، بلاغت کے بعض اجزا معمولی اور
سرسری ہین، ارسطو کا رد البتہ قابل قدر ہی، مین الندوہ مین اس کا اقتباس درج کرونگا
عبارت مین جا بجا کمزوریان ہین، تعجب یہ ہی کہ تم اذا، اور لمّا، کے محل استعمال
مین فرق نہین کرتے۔

ارسطو کی کتاب کے لیئے ٹھیکر[۵۱] کو لکھدو

اگر تم دروس[۵۲] الاولیہ پڑھا سکو اور وقت نکل سکے تو یہان سے دو ایک طالبعلم
تمھارے پاس جانیکے لیئے تیار ہین۔

شبلی۔

۳۔ جون ۱۹۰۵ء لکھنؤ

(۲۹)

برادرم۔

زنانہ[۵۳] مین سخت علالت ہی، تپ کہنہ اور کھانسی ہی، خواہش ہے کہ شفا[۵۴] ہو تو تم حسب
وعدہ یہان[۵۵] آؤ، گو نہ وعدہ کیسا پورا وعدہ تھا، چنانچہ دروس الاولیہ کی تعلیم کا انتظام صرف
تمھارے بھروسہ پر اٹھا رکھا گیا۔

---

۵۱ مشہور کتب فروش کمپنی کا نام ۵۲ الدروس الاولیہ فی العلوم الطبیعیہ، طبیعیات جدیدہ مین ایک جدید
تصنیف عربی کا نام ہی، ندوہ کے نصاب مین مولانا نے یہ کتاب داخل کی تھی، لیکن اس کی تعلیم کے لیئے انگریزی
خوان مولوی کی ضرورت تھی، ۵۳ مولانا کی دوسری بیوی ۵۴ شفا نہ ہوئی اور آخر اسی زمانہ مین پہلے بچہ
لے کر خود مان نے وفات پائی، ۵۵ یعنی ندوہ مین۔

تمکو اپنی تصنیف کے متعلق بھی یہان کچھ نہ کچھ سامان مل سکیگا والسلام

شبلی - ۳ - ستمبر سنہ ۱۹۰۵ء

لکھنؤ

(۳۰)

برادرم -

اچھا ہے، رمضان کرکے آؤ، مین دو چار دن مین دورہ پر جانیوالا ہون، رمضان مین گو یہان تعطیل نہ ہوگی، لیکن روزون مین محنت بخوبی نہین ہو سکتی -

حامد اس سال غالباً ولایت لئے جائین، بورڈ نے وعدہ کیا ہی

کالج[1] سے میری نسبت سخت اصرار ہے تا (۲۰۰) معاوضہ دیتے ہین، لیکن مین نے لکھ بھیجا کہ، ع شاخِ بریدہ را نظرے بر بہار نیست -

واقعی اب متاعِ دنیوی کی بالکل ہوس نہین رہی، قوم کی کچھ خدمت ہو سکے تو زندگی نیک لگ جائے -

میان اسحاق کے گھر مین لڑکی پیدا ہوئی، وہ خود شملہ مین ہین -

مین ایک کتاب شعر العجم لکھنی چاہتا ہون، گو فرصت نہین، لیکن بچپن سے اجتک کا مذاق ضایع کرنے کو جی نہین چاہتا -

ابن تیمیہ کی کتاب العقل والنقل چار جلد و نمین چھپکر آگئی، باوجود پریشان گوئی کے

---

[1] علیگڈھ کالج مین عربی کی اسسٹنٹ پروفیسری کے لیے،

بہت سے نوادر ملجاتے ہین، محصّل امام رازی مع نقد المحصل طوسی بھی آگئی ہے۔

شبلی - ۱۶-اکتوبر ۱۹۰۵ء

لکھنؤ

(۱۳۱)

برادرم۔

یہان مدت سے غلغلہ تھا کہ تم رخصت لیکر آتے ہو، اور دروس الاولیہ پڑھاؤ گے تمھارے بھی متعدد وعدے ہو چکے تھے، سب کو انتظار تھا، بلکہ مستقل قیام کی توقع تھی، اب تم نے اپنے وعدہ پر، میری ضمانت و اعتبار پر، طلبا کی امید پر، قومی کام پر، ان سب باتون پر، بچونکی طرح گھر کے قیام کو مقدم رکھا۔ اور کہا کہ وہین کوئی لڑکا چلے اور تم پڑھا دو، افسوس صد افسوس!

خیر دنیا کا کوئی کام اٹکا نہین رہتا، خدا مسبب الاسباب ہی لیکن تم سے جو امیدین تھین، اُن کا خاتمہ ہو چکا۔ میرے بست سالہ حقوق کے مقابلہ مین تم ایک مہینہ نہ دیسکے اس کا افسوس نہین کہ کام رہجائیگا، بلکہ اسکا افسوس ہی کہ جن لوگونکو عالی ظرف اور بلند ہمت سمجھا تھا، ان کا یہ حال ہی تو تا بہ دیگران چہ رسد۔ گویا وعدہ کرنا باد فروشی ہے۔

اس خط کے جواب لکھنے کی کوئی ضرورت نہین۔

شبلی

۲۹- رمضان ۱۳۲۳ھ

(۳۲)

ندوہ کے لئے بھوپال آیا تھا، سرکار عالیہ سے ملاقات کی، اور ۵۰ ماہوار ندوہ
کے لئے انھون نے مقرر فرمادیئے۔ اب شاید بمبئی جاؤن، تم تیار رہو، دو تین مہینہ قیام
کر کے صرف دروس الاولیہ پڑھا دو۔ تمھارے رہنے کی لئے میرا کوٹھا نہایت مناسب
اور حسب مزاج ہوگا۔ اگر تم ترک تعلق کر دو گے تو سدّ رمق کی قدر کچھ بندوبست ہوسکیگا
اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الرَّزَّاقُ،

اپنے ارادہ سے مجھکو مطلع کرنا، خط ندوہ ہی کے پتہ سے بھیجا جائے۔

شبلی۔ مکان ڈائرکٹر تعلیمات

۲۔ نومبر ۱۹۰۵ء۔ بھوپال

(۳۳)

ایک کاتب بہت اچھا اور کم اجرت ہات آگیا ہی، بواپسی ڈاک جو اجزا
بلاغت وحقائق قرآنی سے تعلق رکھتے ہین، بھیجدو، یون بھی انسے کام ہی۔
ندوہ کا سالانہ جلسہ بنارس مین قرار پایا ہی، ۱۴۔ اپریل سے شروع ہوگا۔
بیاض صائب ہات آگئی اور بہت مسرت ہوئی۔
اب کے ندوہ مین کتب نادرہ کی نمایش بھی ہوگی،
حامد نائب تحصیلداری مین لے لئے گئے،
مین نے شعر العجم لکھنا شروع کر دیا، اگرچہ سخت عدیم الفرصت ہون،

والسلام
شبلی - ۱۴ - اپریل ۱۹۰۶ء

(۳۴)

مین آج کل بمبئی مین ہون، وتشمس مین کوئی اہم بات نہ تھی بعض جگہ وہم پرستی کی جھلک تھی، مثلاً حضرت عثمان اور امام حسین کی شہادت کو سببِ عقاب قرار دینا اسکو مین نے تمہاری متاثرانہ طبیعت کا اثر سمجھا اور کچھ تعرض نہ کیا۔

حامد پہلے دیوگام مین نائب تحصیلداری پر تھے اب جونپور کے کسی تحصیل مین ہین

مین ابھی یہان چند ہفتہ اور رہونگا۔

سوانح مولانا روم[۵۱] اب جاکر تیار ہوئی۔ ابن القیم کی کتاب اقسام القرآن، اور کتاب فی القضاء والقدر، نہ دیکھی ہو تو یہان سے منگوالو۔

شبلی - ۴ - اگست ۱۹۰۶ء
بمبئی

(۳۵)

کارڈ پہنچا سورہ قیامت کی تفسیر دیکھی، لا کے باب مین توارد ہوا، مبرا مدت سے یہ خیال[۵۲] تھا یہ محاورہ عام ہی مجھکو بخار آنے لگا تھا اسلئے پڑھنا لکھنا چھوٹ گیا ہی، اب اچھا ہو رہا ہون،

شبلی - ۲۳ - اگست ۱۹۰۶ء بمبئی۔ فلارنس ہوس

---

۵۱ سوانح کے اختتام تصنیف کی تاریخ، ۵۲ قرآن مجید مین اکثر لا قسم سے پہلے لا آتا ہی، عام مفسرین اس لا کو ہمیشہ زائد لکھتے ہین، یعنی اسکو معنی مین کوئی دخل نہین، مولانا کی راے تھی جو محاورہ کے بالکل مطابق ہے کہ اس لا سے خصم کے دعوی کی نفی اور قسم سے اپنی دعوی کی تائید مقصود ہی، عربی مین لا واللہ لا و رب الکعبہ

(۳۶)

برادرم - سلام علیکم،

۱- بمبئی مین اس دفعہ صرف منضبح[۵۱] پر اکتفا کیا گیا، وہان شدت سے یہ خیال پھیلا ہی کہ ندوہ کفر ہے۔

۲- عرب[۵۲] کا پتہ یہ ہی- محلہ سلطان شاہی- گول دروازہ- احمد بن عبد اللہ-
بمبئی مین، دو تین سو روپیہ میرے بے جی کے خرچ ہو گئے، اس لئے مین آج کل بالکل نادار ہون- عرب فہرست بھی بلا قیمت پیشگی نہ بھیجیگا-

۳- ابن النحاس کی کتاب ناسخ و منسوخ القرآن چھپی ہے، اس مضمون کی تمام کتابون سے بہتر اور نہایت مستند ہی-

۴- سوانح مولانا روم آج بھیجتا ہون-

۵- صحت بہت خراب ہی بخار بار بار آتا ہی، مسہل سے پرسون فارغ ہوا ہون، لیکن طبیعت اب بھی صاف نہین-

۶- علیگڈھ کی خبر غالباً غلط ہو کیونکہ جب تک انگریزی پروفیسر نہ ملے کوئی اسسٹنٹ نہ مقرر ہو گا- اور انگریز تو اب تک نہین ملا، نہ امید ہے-

۷- شاید تم سے عید کے بعد نہ ملاقات ہو کیونکہ مین اچھا رہا تو فوراً دورہ کو جاونگا-

---

۵۱ یعنی ندوہ کے متعلق صرف ایک تقریر کی گئی، دیکھو خط بنام سید سلیمان،

۵۲ عرب تاجر کتب-

۸۔شوال کو یہاں دستار بندی کا جلسہ ہی، تم اسوقت آجاتے تو اچھا تھا۔

۸۔اجزا تفسیر واپس ہین۔

۹۔حامد نائب تحصیلداری مین خوش ہین، اور دیوگام مین ہین، رعایا انسے بہت راضی اور حکام بھی۔

۱۰۔جہان آرا بیگم ہمشیرہ عالمگیر کی ایک تصنیف، اور خود اس کا تیار کرایا ہوا نسخہ سو (۱۰۰) روپیہ کو ہات آیا، دیکھنے کے قابل ہے۔

شبلی۔ ۲۳۔اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء

(۳۷)

برادرم۔

مین کلکتہ جا رہا ہون تم سے ملاقات کی امید نہین لیکن اسقدر ضرور کرنا کہ لکھنؤ ہوتے ہوئے گھر جاؤ۔ اور مولوی حفیظ اللہ صاحب سے کہنا کہ دو طالب العلم ہوشیار اور مستعد تمھارے ساتھ کر دین تم انکو ساتھ لیتے جانا، اور رجب تک مکان پر رہنا انکو دروس الاولیہ پڑھانا، اور نیز تفسیر القرآن مصنفہ خود، یہ کارڈ محفوظ رکھنا اور مولوی حفیظ اللہ صاحب کو دکھا دینا۔

شبلی۔ ۱۲۔ دسمبر سنہ ۱۹۰۶ء

(۳۸)

کیا یہ شعر یا اس سے ملتا جلتا کسی قدیم یا حال کے شاعر کا ہی۔

پیکر آرا[۱] ے ازل طلعت زیبای ترا   نقش می بست و بروی تو تماشای کرد

شبلی - ۱۸ - اپریل ۱۹۰۷ء

الہ آباد

(۳۹)

برادرم -

میری حالت بدستور ہے، ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب نے ایک مرہم بتایا، اس کے استعمال سے کچھ فایدہ نہین[۲] ہوتا، تین مہینہ کا مستقل زمانہ ایک گوردہ[۳] مین بسر کرنا نہ عقلاً مناسب ہی نہ مصلحۃً -

ندوہ مین میرا بالاخانہ خالی ہے، آؤ اطمینان و تنہائی مین تفسیر کا درس دو، اگر جی چاہے ورنہ اسکی بھی ضرورت نہین -

البتہ دروس الاولیۃ کا ایک سبق پڑھا دیا کرو، خدا نے تم کو بلند پایہ بنایا تو بلند خیال بھی بننا چاہیئے[۴] -

---

[۱] یہ خود مولانا کا شعر ہی مقصود یہ ہی کہ یہ مضمون کسی اور نے بھی باندھا ہی یا نہین، دیوان مین یہ شعر صرف ایک لفظ کے بدلنے سے کسقدر بلند ہو گیا ہی،

پیکر آرا ے ازل صورت زیبا ے ترا   نقش می بست و دہم از ذوق تماشا می کرد

"بروے تو" سے چہرہ کی خصوصیت ہو گئی تھی، حالانکہ محبوب کا ایک ایک عضو ذوق تماشا کے لائق تھا -

[۲] بادن کے زخم مین، [۳] اعظم گڑھ مین، [۴] دیکھو مکتوب - ۲۶، ۲۹، ۳۵،

مین شاید جلسۂ بمبئی جاؤن، اسیلئے میرے رہنے تک آجاؤ تو اچھا ہے -

شبلی - ۱۱- اگست ۱۹۰۷ء

(۴۰)

برادر عزیز مولوی حمید الدین -

مولوی غلام محمد صاحب شملوی وہان[۱] جاتے ہین، وہ نہ صرف ندوہ کے وکیل و سفیر ہین، بلکہ تمام قومی کامون مین انکو محنت اور دلچسپی اور شغف ہے، کانفرنس دہلی مین اور شملہ ڈیپوٹیشن وغیرہ مین انھون نے نمایان شرکت کی، اور درحقیقت وہ قوم کے لئے ایک نہایت مفید کارکن ہین - تم انکو آرچبولڈ اور جرمنی پروفیسر[۱] سے تعارف کراؤ، مسٹر ماریسن اور مسٹر آرنلڈ نے انکو سرٹیفکٹ دیا ہی - وہ ان لوگون کو دکھلاؤ - اور اگر وہ لوگ بھی کوئی سرٹیفکٹ دین تو اس سے کیا بہتر -

زیادہ لکھنے کی ضرورت نہین، والسلام

شبلی - ۲۴- فروری ۱۹۰۸ء - لکھنؤ

(۴۱)

آج انشاء اللہ ۹ بجے پٹیالہ[۲] کے قصد سے روانہ ہونگا -

---

[۱] مکتوب الیہ کا قیام اب علیگڑھ کالج مین بحثیت ہوپ اسسٹنٹ پروفیسر تھا جرمنی پروفیسر سے مقصود مسٹر جوزف ہارووِٹز ہین، ۱۹۱۴ء مین یہ کالج سے قطع تعلق کرکے جرمنی واپس گئے - [۲] کرنل عبد المجید خان وزیر پٹیالہ نے یہان راجپوت کانفرنس قائم کی تھی اوسکی شرکت کے لیئے مولانا گئے

۱۷-۱۸-تک غالباً علیگڑھ اسکول آ[۵۱]

کتاب کی تصحیح کا مجھکو موقع اب نہ مل سکیگا۔ مین مدت تک ایاب و ذہاب مین رہونگا، اس لئے کابیون کی تصحیح تم ہی کر دینا،

فردوسی کے اشعار مین کہین الفاظ کے معنی تحت اللفظ لکھدینا، اسکے اکثر الفاظ اب نامانوس ہین۔

الہ آباد کی ایک متوحش خبر سنی، معلوم نہین کہان تک صحیح ہے، یعنی بندوق کی صدمہ سے اسحاق کی نواسی کا انتقال ہوگیا۔

بارود نے ہمارا گھر دیکھ پایا ہے۔ شبلی

۱۲- مارچ سنہ ۱۹۰۶ء - لکھنؤ

(۴۲)

افسوس اتنی لمبی تعطیل مین تم یہان نہ آئے۔ دروس الادلیہ ابکی بھی رہ گئی، وظیفہ جو تم نے مقرر کیا بھیجا بھی یا نہین،

سنا ہوگا کہ گورنمنٹ نے ۳۲ بیگہ زمین نہایت خوش منظر عنایت کی، اسکے شکریہ کا بہت بڑا جلسہ اس اتوار کو ہوگا۔

اور بھی متعدد امور ندوہ کی ترقی کے عنقریب ظہور مین آنے والے ہین۔

مین پھر حیدرآباد جاؤنگا، وہان کا کام[۵۲] ابھی تمام نہین ہوا۔

---

۵۱ شعر العجم کی تصحیح، جو علیگڑھ کے ایک مطبع مین چھپ رہی تھی، ۵۲ مشرقی یونیورسٹی کیلئے وضع نصاب،

سادہ فارسی کے التزام کے ساتھ ایسی ہی غزل ان قافیون مین ہو سکتی تھی،
باوجود کثرت شغل آج کل بہت سی غزلین لکھین، بعض اشعار لکھتا ہون۔

در شوق، پاس گرمیِ نازش بجا نماند | با آنکہ کار با صنمے خود پسند ہست
ہرگز حدیث شوق بہ پایان نمے رسد | یارب کدام جا سر این رشتہ بند ہست
می بینم این کہ قیمت دل تا کجا کشد، | پرسد ز من، کہ نرخِ متاع تو چند ہست
دل در ادائے طاعتِ حق، حیلہ جو نبود | عذرم بنہ کہ بادہ بقدر وضو نبود

شبلی۔ ۲۷۔ اگست ۱۹۰۸ء

(۴۳)

برادرم حمید۔
مجلس انتظامیہ ندوہ نے یہ رزلیوشن پاس کیا کہ "ایک طالب العلم وظیفہ دیکر مولوی حمید الدین کے پاس بھیجا جائے کہ وہ اسکو دروس الاولیہ و ہیئت جدیدہ پڑھائین اور ممکن ہو تو وہان[۱] آلات سے اسکو تجربہ بھی سکھلایا جائے"۔ اس لئے ایک طالب العلم تمھارے پاس بھیجا جائیگا، تم اسکے صورت قیام اور تعلیم و تجربہ سے مطلع کرو، اگر تم اپنے مکان مین جگہ دو تو اپنا وظیفہ اسی مین محسوب کر سکتے ہو۔

شبلی۔

۱ ستمبر ۱۹۰۸ء ندوہ

[۱] یعنی علیگڈھ کالج کے بیت الآلات مین،

(۴۴)

تماشا داشت، آن ہنگامہ خیزیہائے امیدم ۔ دریغ از زودکاریہا کہ مکتوب تو وا کردم

متاعے گر بدست آسان رسد قدرش نمی دارد ۔ بہ او دل را سپردن خواستم اول بہا کردم

شبلی ۔ ۶ ۔ نومبر ۱۹۰۸ء ۔ لکھنؤ

(۴۵)

میان ضیاء الحسن[۵۱] علیگڈھ کالج مین تعلیم کے لیئے جاتے ہین، تم ایک خط انکی معرفی کا ڈاکٹر ، ردیزر کے نام لکھ کر میرے پاس بھیجدو۔ مین انکو بھیجدونگا۔

خواہید اگر کہ عیش[۵۲] "دو فزون از"، فزون کنید ۔ دیوانہ ایست عقل ز شہرش برون کنید

عمریست این کہ عاقل و فرزانہ بودہ اید ۔ ہم بر بنا شما ازدو سہ روزے جنون کنید

دور از وصالِ دوست نشاطم حرام باد ۔ در جام بادہ گر نتوانید خون کنید

من نیز ہمچو شیخ دم از زہد مے زنم ۔ اول مرا بہ بادہ و مے آزمون کنید

فرصت ز دست می رود ار دیر مے کشد ۔ گر کردن است چارۂ شبلی کنون کنید

بیمار خستۂ غم الفت ز دست رفت ۔ من خود بحیرتم چہ بگویم کہ چون کنید

۱۴ ۔ نومبر ۱۹۰۸ء ۔ ندوہ

---

۵۱ مولوی ضیاء الحسن ندوی، ندوہ سے فراغت کے بعد تحصیل انگریزی کے لیئے علیگڈھ کالج جاتے ہین ۱۹۱۳ء مین اسی کالج سے انھون نے بی ۔ اے ۔ پاس کیا ۔ اور ۱۶ء مین انھون نے یہین سے ایم ۔ اے بھی کیا

۵۲ دیوان مین یہ مصرع اسطرح ہی، خواہید اگر کہ عیش "دو نشاط"، فزون کنید۔

(۴۶)

تمہارا وظیفہ بہت دنون سے نہین آیا۔

فارسی شاعری مین تخیل کی چند مثال حسب خیالات یورپ، لکھ بھیجو۔

شعر العجم مین صرف خواجہ حافظ کا حال چھپنا رہ گیا ہی اور وہ بھی قریب الانجاز ہی۔

مین عنقریب سفر مین جاتا ہون۔ حیدر آباد تک اور شاید عرب تک[۱]

شبلی۔ ۲۷۔ اگست سنہ ۱۹۰۹ء

(۴۷)

ندوہ۔

عزیزی۔

۱۔ ایک جلسہ انتظامیہ مین امور متمہ پیش ہین، اور چونکہ تعطیل کی وجہ سے وکلا ممبر باہر چلے جائینگے، اس لئے شاید کورم مین دقت ہو۔ تم آسکو تو ضرور آؤ۔

۲۔ عمارت اب اس حالت تک پہنچگئی ہے کہ نہایت تفریح ہوتی ہی، اور جی چاہتا ہی کہ وہین رہا کیجئے۔ حالانکہ صرف کمر کمر تک دیوارین آئی ہین، تم دیکھکر لطف اٹھاؤ گے۔

۳۔ اگر کچھ دقت نہ ہو تو شوکت[۲] کو لیتے آؤ، مین کلکتہ جاتے ہوے پھر الہ آباد پہنچا دونگا۔

۴۔ انجیل اور توریت مین خاص اخلاقی احکام کہان مل سکتے ہین یعنی کونسے باب اور فصل مین؟

شبلی۔ ۹ جنوری سنہ ۱۹۱۰ء

---

[۱] یہ عزم سنہ ۱۹۱۴ء مین بھی تھا لیکن پورا نہ ہوا۔

[۲] مولانا کا نواسہ۔

(۴۸)

برادرم۔

جلسہ سالانہ[1] مارچ کے اخیر مین دہلی مین قرار پایا لیکن میزبان مصارف کا ذمہ نہین لیتے اس لیئے ہم کو خود انتظام کرنا پڑا، چندہ ممبری صہ کردیا گیا ہے، اور ہر رکن انتظامی سے استدعا ہے کہ پانچ ممبر بہم پہنچا کر انکی فیس بھجوا دے، تمکو بھی اس کی تعمیل کرنی چاہیئے۔

میان اسحاق وغیرہ پاس ہین، کوئی بڑی تعداد نہین، انشاءاللہ جلسہ مین وہ امور فیصل ہونگے جو ندوہ کی نئی زندگی اور اصل مقصد کا آغاز ہین۔

شعرالعجم کی جلد اول دہلی مین خراب بندھی تھی، لیکن اب نہایت خوبصورت انگریزی وضع کی جلدین تیار کرائی گئی ہین، لیکن مزہ یہ ہی کہ چارون طرف سناٹا ہی، ایک درخواست بھی نہین آتی فارسی دانی کی یہ نوبت پہنچی[2]۔

شبلی - ۱۸ جنوری ۱۹۱۰ء

(۴۹)

ندوہ

برادرم۔

جلسہ نہایت کامیاب رہا، پانچ ہزار روپیہ سردست (اور جسقدر ضرورت ہو اسکا وعدہ) سردار اسمعیل خان[3] نے دیئے کہ ندوہ کے اہتمام مین قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ کیا جائے۔ اسکے متعلق تم جو مدد دے سکتے ہو دو، یعنی ان لوگون کے نام بتاؤ جو اس کام کو معاوضہ

---

[1] ندوہ کا [2] تاہم ۱۹۱۳ء مین تمام جلدین ختم ہوگیئن، [3] سفیر دولت افغانستان،

لیکر کرین، نیز انگریزی مین قرآن مجید کے جسقدر ترجمہ ہو چکے ہون انکے نام اور پتہ،

یہ کام بہت وسعت سے کے ساتھ کیا جائیگا۔

میان اسحاق کے دو سو مدِ تعمیر کمرہ مین داخل کر دیئے گئے اور جلسہ سالانہ مین اسکا اعلان ہوا، اور بھی کمرون کے متعلق چندے ہوئے۔

شبلی۔ ندوہ۔ لکھنؤ۔ ۱۱۔ اپریل ۱۹۱۰ء

(۵۰)

عزیزی۔

تمھارے ہان کب تعطیل ہوگی؟

کیا تم چند روز سرائے میر[۱] کے مدرسہ مین قیام کر سکتے ہو مین بھی شاید آؤن اور اس کا نظم و نسق درست کر دیا جائے۔

اسکو گروکل کے طور پر خالص مذہبی مدرسہ بنانا چاہیئے یعنی سادہ زندگی اور قناعت اور مذہبی خدمت مطمح زندگی ہو۔

شبلی۔ ۲۹ اپریل ۱۹۱۰ء لکھنؤ

---

[۱] اعظمگڈھ سے چند اسٹیشن ادھر سرائے میر ایک مشہور قصبہ ہی مسلمانان اعظمگڈھ نے مولانا کے زیر ہدایت یہان ایک عربی کا مدرسہ بطرز جدید قائم کیا، اسوقت اس کی عمارت بھی بقدر ضرورت بن گئی ہی، دو سو سے زائد طلبہ تعلیم پاتے ہین، ۱۹۱۴ء مین ارادہ تھا کہ اسی مدرسہ کو ندوہ کے اصول پر چلایا جای، ضروری کارروائی ہو چکی تھی کہ مولانا نے وفات پائی، مولانا کے مخصوص تلامذہ صرف اپنے استاد کی یادگار مین اسپر اپنا وقت صرف کر رہے ہین اس مدرسہ کے متعلق مولانا کا جو خیال تھا وہ مکتوب ۶۵ سے معلوم ہوگا،

(۵۱)

برادرم-

مسٹر ہارویز نے کتاب کی سفارش کی جو منظور نہین ہوئی[۱]۔ رجسٹرار کا خط میرے پاس آیا کہ یونیورسٹی نے آپ کی کتاب کسی امتحان مین نہین رکھی لیکن بطور ایک نہایت ممتاز تصنیف کے کالجون اور اسکولون کے کتب خانون کے لئے سفارش کی۔

کیا ہارویز صاحب نصاب مین رکھنا چاہتے تھے، ایک اردو تصنیف فارسی نصاب مین کیونکر داخل ہو سکتی ہی۔ پنجاب یونیورسٹی نے اتنا کیا کہ بی۔ اے اور ایم۔ اے۔ کے طلبہ کو مطالعہ کی ہدایت کی[۱۲]۔

وقف اولاد کے متعلق خدا کے فضل سے بہت کچھ کامیابی کی امید پیدا ہوئی اور کوشش رائیگان نہ گئی۔

اب ندوہ کے جلسہ مین آؤ تو ہفتہ کی بھی رخصت لیکر آؤ کہ وقف کے جلسہ مین شریک ہو سکو،

مارسڈن بی۔ اے کی کتاب تاریخ ہند، بہت دل آزار تھی، مین نے اس کے متعلق رجسٹرار کو لکھا تھا۔ مارسڈن خود یہان آے اور مجھسے ملے اور کہا کہ بعض فقرے مین نے نکال دیئے اور اور بھی نکالنے کو تیار ہون، اس سے مطلب یہ ہی کہ لوگ مطلق ہاتھ پاؤن نہین ہلاتے ورنہ کوئی کوشش بے اثر نہین جاتی۔ شبلی-۱۲-اپریل سنہ ۱۹۱۱ء

[۱] یعنی شعرالعجم کے یونیورسٹی کے کورس مین داخل ہونیکے متعلق، [۲] سنہ ۱۹۱۴ء مین اسنے کورس مین بھی داخل کر لیا

(۵۲)

ہیرا کبر حسین صاحب نے انکار کیا۔ اور مولوی عزیز مرزا صاحب کا نام داخل ہوگیا
اب زیادہ ممبرون کی ضرورت نہین، جلدی مین مولوی رحمت اللہ کے انداز تقریر کا مین اندازہ
نہ کرسکا، استفساری خط لکھوالیا ہی مسٹر برن کو بھیجونگا۔ جواب آنے پر یادداشت لکھی جائیگی
تم بھی اپنے خیالات قلمبند کرلو جنرل ریڈر اُردو منگوا کر دیکھی، اردو ہندی دونون مین چھپی ہی
اور ایک ہی عبارت ہی اگر ایسا کورس بنانا مقصود ہے تو ابتدائی درجون تک مضائقہ[۱] نہین،
پروف واپس آگیا۔ شبلی

۲۸ ستمبر ۱۹۱۱ء لکھنؤ

(۵۳)

کل سے فی الجملہ صحیح ہون، اور پھر چند عربی صفحے[۲] لکھے، افسوس یہ ہے کہ غالباً
جرجی زیدان، ابن الاثیر مطبوعۂ یورپ کے حوالے دیتا ہی، وہ یہان موجود نہین، اس لئے اکثر
اس کی چوریان رہ گئین، کیونکہ انکی طرف مراجعت نہین ہوسکتی، ورنہ وہ ایک واقعہ بھی صحیح
طور سے نہین نقل کرتا۔

وقف اولاد کے متعلق مین نے ہوم ممبر کو جن سے تمام قوانین کا تعلق ہی لکھا تھا کہ وہ
ایک ڈیپوٹیشن منظور کرین کہ انکو تمام کا غلطات سمجھائے، اُنھون نے نہایت خوشی سے

[۱] شاید یہ خط ونیکولر اسکیم کے متعلق ہی، ۹۔۷۔۹۶، ۲۳، ۳۹۔۴۲ [۲] جرجی زیدان اڈیٹر الہلال مصر نے تمدن اسلامی کے نام سے
پانچ جلدون مین تمدن اسلامی کی تاریخ لکھی ہی، مولانا نے اسپر عربی مین انتقاد لکھا ہی اُسیکے چند صفحے مقصود ہین۔

منظور کیا۔ ۲۷- تاریخ مقرر کی ہی لیکن شاید کچھ ٹل جائے۔ یہ کام ہوجائے تو ایک بڑا بار اتر جای۔

شبلی۔ ۲۴- دسمبر ۱۹۱۱ء

(۵۴) لکھنؤ

حُمِلتَ علیٰ، مین تم کو شبہہ[1] تھا۔ جاحظ کی عبارت کتاب الحیوان سے نقل کر کے بھیجتا ہون

صفحہ ۱۹- "ان حملنا جمیع من یتکلف قرأۃ ھذا الکتاب علیٰ مُر الحق وصعوبۃ الجد وثقل المؤنۃ وحلیۃ الوقار لیصبر علیہ مع طولہ[2]"

شبلی

۲- جنوری ۱۹۱۲ء - ندوہ

(۵۵)

برادرم۔

مین نے خدا کا نام لیکر خدام الدین کی جماعت[3] قایم کر دی، الگ مکان لے دیا ہی، اور الگ تربیت ہے۔ قریباً ایک مہینہ ہوا، اب تک امید افزا آثار ہین، احکام اسلام کی پابندی مین شغف اور مستعدی پائی جاتی ہی۔ ابھی تک سات لڑکے عہد وپیمان کے ساتھ خود

---

[1] الانتقاد مین ایک جگہ مولانا نے حمل کا صلہ علیٰ استعمال کیا ہی، مولوی حمید الدین صاحب کو کلام تھا، جاحظ کی عبارت سے مولانا نے استناد کیا ہے، [2] کتاب الحیوان ج ا ص ۱۹، مصر۔

[3] مولانا کی خواہش تھی کہ طلبہ کی ایک جماعت مخصوص خدمت دینی کے لئے ندوہ مین قائم کی جائے، جسکو متقشف زندگی بسر کرنے کی عادت دلائی جائے کہ تحمل مصائب وشدائد کے ساتھ وہ گاؤن اور دیہاتون مین تلقین اسلام کرسکین۔

اپنی مرضی سے داخل ہوئے ہین، یہ دیہات وغیرہ مین اشاعت اسلام کے کام بھی آئینگے، اور جو کام انکو بتایا جائیگا۔

تیار شدہ اجزاء المنار[1] کے پاس بھیجدیئے تھے، بہت مسرت بلکہ شکریہ ادا کیا ہے، اور لکھا ہی کہ مین نے مصر کے علماء کو ترغیب دی تھی، لیکن لوگون نے ہمت نہ کی۔ المنار مین وہ چھاپین گے۔

تم اپنا وظیفہ، مخصوص عبدالواجد متعلم درجہ تکمیل کے نام کردو، معتمد مال کو اطلاع دو، اور لکھدو کہ یہ وظیفہ لیاقت ہی، اور اس وظیفہ کے علاوہ ہی جو انکو خوراک کے لیئے ملتا ہی،، غرض یہ ہی کہ یہان اب تک خوراک کا وظیفہ ہی جس مین سب برابر ہین، لیاقت کا کوئی وظیفہ نہین، اسلیئے طلبہ کو کوئی تحریک نہین ہوتی۔

عبدالواجد نے درجہ تکمیل ادب مین امتحان دیا۔ زبانی امتحان ڈاکٹر ہارویز نے لیا، اور مجھکو تعجب انگیز خط انکی لیاقت کے نسبت لکھا، اب وہ اشاعت اسلام کی غرض سے انگریزی پڑھینگے پہلے سے بھی انگریزی پڑھتے تھے،

شبلی - ۸ فروری ۱۹۱۲ء - ندوہ

(۵۶)

برادرم۔

ا۔ سورہ تحریم[2] کی تفسیر جو تم نے شایع کی ہی، وہ بھیجدو،

---

[1] الانتقاد کے [2] یہان سے جو مکاتیب ہین انکا تعلق سیرۃ نبوی سے ہی۔

۲۔سورہ احزاب مین آنحضرتؐ کو ازواج کی جو اجازت ہی اور عدل کی قید بھی اڑا دی گئی ہے۔یہ کیا بات ہی؟

۳۔مرزا سلیم کا مزاج معلوم ہے لیکن وہ جلد یعنی تھوڑی سی خوشامد مین رام بھی ہو سکتے ہین یہ مین یہ کر دونگا۔البتہ عبدالاحد مفسد آدمی ہین اور سخت۔

۴۔ہان مین بیمار ہو گیا تھا، آٹھ دن تک۔

۵۔وہان آنے مین صرف کتابون کی دقت ہی تمام کتابین وہان نہین مل سکتین نہ مین ساتھ لا سکتا۔

۶۔کاپی نویس مقصود نہین بلکہ خوشنویس۔

شبلی۔ ۲۶۔اکتوبر ۱۹۱۲ء

(۵۷)

برادرم۔

جن لوگون نے نشیل کے ساتھ باوجود قرب حقوق اور میری سخت گیری کے یہ برتاؤ کیا وہ سرائے میر کے ساتھ کیا کرینگے، چندہ لکھ دینگے لیکن وصول کیونکر ہو گا۔مین اعظم گڈھ جاؤنگا تو یہ کوشش کر سکتا ہون، لیکن نتیجہ کیا ہو گا۔

خوشنویس کی تنخواہ اب تقسیم ہو گئی، اب صرف ۵ کی جگہ رہ گئی ہی، بند دل سے

یوسف کا خط بھی آیا ہی ان کو بھی یہی جواب لکھ دیا گیا۔

طبقات ابن سعد وغیرہ مین مذکور ہی کہ آنحضرتؐ نے نو مین سے صرف چار ازدواج کو رکھ لیا

تھا پانچ الگ کر دی گئی تھین، گو ان کو طلاق نہین دی - ان کے نام بھی لکھے ہین، یہ غالباً تحدید اربع کی تعمیل ہوگی لیکن نزول آیت کا زمانہ نہین معلوم ہوتا۔

یورپ مین موٴرخون پر روز بروز حیرت بڑھتی جاتی ہی، نولدکی اور گولڈزیر کا ترجمہ دیکھ رہا ہون عجیب عجیب قیاس آفرینیان نظر آتی ہین، حبش کو اسلئے آپ نے صحابہ کو بھیجا تھا کہ ابرہہ نے جو کعبہ کو ڈھانا چاہا تھا اس کی بنا پر سلطنت حبش سے سازش کر کے رؤساے قریش کو نقصان پہنچائے لیکن پھر سوچا کہ وہ خود آنحضرت صلعم کو بھی بیدخل کر دیگا۔

ہر قسم کے وجوہ داعی ہین کہ وہان اگر رہون، معدہ یہان کسی طرح صحیح نہین ہوتا لیکن کتابون کا انبار کہان کہان لادے پھرون - شبلی۔

۲ نومبر سنہ ۱۹۱۲ء - لکھنؤ

(۵۸)

برادرم -

تم نے حضرت اسحاق کی صغرسنی سے جو استدلال[۱] کیا ہی وہ ناتمام ہی، توراۃ سے ثابت ہے کہ حضرت اسحاق کی ولادت کے وقت حضرت ابراہیم کی عمر سو برس کی تھی،

---

[۱] مسئلہ یہ ہی کہ ذبیح حضرت اسحاق تھے یا اسمٰعیل؟ مولوی حمیدالدین نے یہ ثابت کیا ہی کہ وہ اسماعیل تھے، یہ بحث سیرۃ کے دیباچہ مین مفصل ہے - مولوی حمیدالدین صاحب کا استدلال یہ ہی کہ خدا نے قربانی سے پہلے حضرت اسحاق کو تکثیر نسل کی بشارت دی ہی اگر اون کی قربانی مقصود تھی جسکے بعد قطع نسل ہوگا، تو اس بشارت کی صحت کیونکر ہوتی، اگر یہ کہا جاے کہ وہ شادی کے بعد، اولاد ہونے کے بعد قربانی ہوتے تو یہ اس لئے

یہ بھی توراۃ مین ہی کہ حضرت ابراہیم ایک سو پچھتر ۱۷۵ برس کی عمر مین مرے، اسلئے حضرت اسحاق حضرت ابراہیم کی زندگی مین ستر برس سے زیادہ عمر کے ہو چکے تھے۔ توراۃ مین یہ کہین مذکور نہین کہ قربانی کے وقت حضرت اسحاق صغیر السن تھے۔

تم نے صغر سن کی دلیل یہ قرار دی ہی کہ انھون نے اسوقت شادی نہین کی تھی، لیکن یہ صغر سن کی کوئی دلیل نہین، حضرت اسحاق نے تو ۴۰ برس کی عمر تک شادی نہین کی تو کیا ۳۴-۳۵ برس تک ان کو صغیر السن کہہ سکتے ہین۔ خدا نے اسحاق کی بشارت کے ساتھ کثرت نسل کی اگر بشارت دی تو اسکو قربانی سے کوئی منافات نہین، ممکن ہی کہ شادی ہو جاتی اور اولاد ہوتی، پھر وہ قربانی کیئے جاتے۔

شبلی۔ ۱۲- نومبر ۱۹۱۲ء

(۵۹)

برادر عزیز سلمہ،

السلام علیکم۔ مین اب سیرۃ ابتدا سے اس طرح لکھ رہا ہون کہ مکمل ہوتی جاتی ہے اور ساتھ ہی مطبع مین دیدی جائے، لیکن اس ترتیب مین بعض جگہ رکاوٹ پیدا ہوتی ہی اور بعض مباحث ایسے پیش آجاتے ہین کہ تم سے استفسار و تحقیق کی ضرورت پیش آتی ہے، اسوقت دو یا تین باتین تحقیق طلب ہین۔

۱- توراۃ مین بتصریح موجود ہی کہ حضرت اسمعیل بیر سبع یا فاران مین آباد ہوئے، کتاب پیدائش باب ۲۵ ورس ۱۸ مین یہ الفاظ ہین،

"اور وہ حویلہ سے شور تک جو مصر کے سامنے اس راہ مین ہے جس سے اسور کو جاتے ہین بستے تھے ان کا قطعہ زمین ان کے سب بھائیون کے سامنے پڑا تھا"

ان عبارتون سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ حضرت اسمعیل و ہاجرہ عرب مین نہین آئے اس کے متعلق تمہاری کیا تحقیق ہی، اور کیا توراۃ سے بالکل قطع نظر کر لینی چاہئے!

۲- دوسری بات یہ ہی کہ بخاری کتاب الانبیاء مین ایک حدیث مرفوع ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت اسمعیل جب مکہ مین آئے تو شیرخوار تھے، لیکن توراۃ مین جہان ختنہ کا ذکر ہے اس سے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت ابراہیم نے جب حضرت اسمعیل کا ختنہ کیا تو انکی عمر ۱۳ برس کی تھی، ان دونون مین کیونکر تطبیق ہو سکتی ہے۔ والسلام

شبلی نعمانی ۲۱ جولائی ۱۹۱۳ء - بمبئی -

(۶۰)

مدت سے تمہارا کوئی خط نہین آیا، سیرۃ کے لئے چند روز بہ استقلال الہ آباد رہنا بھی ضروری ہے۔ توراۃ سے اب کام پڑا ہی عبدالسلام[1] نے ضروری مباحث کے متعلق تم کو خط لکھا ہوگا۔

زبور ۸۴- آیت ۶- مین وادی بکا کا لفظ ہے بعض یورپین کی رائے ہی کہ یہ بکہ ہی جو مکہ کا نام ہی لیکن موجودہ نسخون مین اسکی شکل بکا کی ہے اسکے متعلق تحقیق کر کے لکھو۔

شبلی - ۲۱- جولائی ۱۹۱۳ء - بمبئی

---

[1] مولانا عبدالسلام ندوی سابق اڈیٹر الندوہ، اسوقت وہ سیرۃ مین مولانا کے مددگار تھے۔

(۶۱)

انگریز نو مسلم[۱] کی خبر سے بہت خوشی ہوئی، ان کی وجہ معاش کیا ہی، رہتے کس مکان مین ہین؟ مین رمضان مین آجاتا لیکن رمضان مین تم سے ملنا کہان ہوگا افطار کے بعد تم کیونکر آسکو گے۔ اس بنا پر عید کے بعد آنا چاہتا ہون۔

دلی مین غالباً تم مولوی عبید اللہ[۲] کی وجہ سے زیادہ رہے ہوگے، انکی نظارۃ المعارف کا کیا حال ہے، کیا اس بار عظیم کو وہ تنہا اٹھا سکتے ہین۔

والسلام

شبلی۔ ۲۷۔ جولائی ۱۹۱۳ء۔ بمبئی

(۶۲)

برادرم۔

مفصل خط پہنچا جو باتین تم نے لکھین ہین پہلے سے پیش نظر ہین۔ لیکن امور ذیل پر لحاظ کرو۔

۱۔ وادی بکا۔ بکا کا املا اس طرح لکھتے ہین کہ بکا بھی ہو سکتا ہی چنانچہ ایک نسخہ مین یہی معنی لئے ہین، اسلئے عبرانی نسخہ دیکھو کیا ہی۔

۲۔ ان آیتون کا حوالہ لکھو جن مین قربانی کے لئے بکر ضروری ہی بعض اور باتین جو تم نے لکھین، ان کے حوالے نہین نقل کیئے۔

---

[۱] مکتوب الیہ کے ہاتھ پر اس زمانہ مین ایک انگریز مسلمان ہوا تھا، اُس کے متعلق ہے۔

[۲] مولوی عبید اللہ صاحب ناظم نظارۃ المعارف القرآنیہ دہلی۔

۳- مزمور ۸۳ مین اوس و خزرج کا تو ذکر نہین، صرف اسمٰعیل کا لفظ ہے۔

۴- مورۃ کے کیا معنی جسکو انگریزی مین تحریف کردیا ہی۔

ایک مبسوط کتاب ایک انگریز نے صرف اس بحث[۵۱] پر لکھی ہی کہ حضرت اسمٰعیل ذبیح نہ تھے اور نہ رسول اللہ کو اُنسے کوئی نسبی تعلق ہی، مین اسکو ساتھ لیتا آونگا۔ عبرانی عبارتین بھی نقل کی ہین اور مسلمانون کے تمام استدلالات بھی۔

خاص قرآن مجید پر، ایک انگریزی کتاب ہی وہ بھی ساتھ لاونگا۔

جرمن کے مشہور پروفیسر نولدیک اور ولہاوسن ہین جنکی تحریر تمام یورپ مین مُستند ہے ان کا ترجمہ مین نے کرالیا ہی۔ نولدیک نے صرف قرآن پر لکھا ہی۔

باوجود علالت کے اتنا کام ہوگیا ہی کہ پہلی جلد کی تیاری کے لئے صرف دو تین مہینہ اور درکار ہین، یہ جلد تقریباً پانسو صفحہ کی ہوگی۔

مین انشاء اللہ جلد آتا ہون صرف اسقدر دیر ہوگی کہ شاید کچھ دنون بھوپال مین ٹھیرنا پڑے ابھی وہان سے اختتامی تحریر نہین آئی ہی۔ اسی کا انتظار ہی۔

انصاری وفد جو قسطنطنیہ سے واپس[۵۲] آیا، اسپر مین نے ایک نظم لکھی تھی شاید تم نے دیکھی ہو۔ زمیندار و وکیل مین چھپی تھی۔ جلسہ مین تمام لوگ بے اختیار روتے تھے مجھ پر خود بھی رقت تھی۔

---

۵۱ دیکھو ام - ۵۶ - ۵۷۔ ۵۲ مسلمانان ہند کی طرف سے طبی وفد جو ڈاکٹر انصاری کی ماتحتی مین جنگ بلقان کے موقع پر قسطنطنیہ گیا تھا، واپسی مین اُسکے اعزاز مین مسلمانان بمبئی نے ایک جلسہ کیا تھا۔

ظفر علی[۵۲] ملے تھے۔ وہ تو بڑی امیدین دلاتے ہین لیکن وہ بالکل غیر معتدل جوشش اور خوش اعتقادی ہین۔ ان کا اصرار ہے کہ تم اور حمید مدینہ یونیورسٹی کے لئے چلے جاؤ ان کا خیال ہی کہ خود وہان سے طلبی ہوگی۔

ہان دین حنیفی جو اسلام سے پہلے بھی تھا اور زید وغیرہ اُسکے پیرو تھے۔ اس کا پتہ کہین جاہلیہ کی صحیح شاعری مین بھی ہی یا کسی اور مستند کتاب مین؟

بخاری اور اصابۃ وملل ونحل وغیرہ مین جسقدر ہی پیش نظر ہی۔ شبلی۔

۲۰۔ اگست ۱۹۱۳ء بمبئی

(۶۳)

برادرم۔

تمھارے خط کا بہت انتظار ہی جس خط مین تم نے حضرت اسمٰعیل کے ذبیح ہونے پر آٹھ نو دلیلین لکھی تھین اس مین توراۃ کے نصوص نہین نقل کئے، وہ لکھ بھیجو، مثلاً یہ کہ قربانی سے مراد خدمت ہیکل ہی، اولاد اسمعیل کا بڑے بال رکھنا وغیرہ وغیرہ۔

کتاب کے ابتدائی حصہ مین صرف یہی بحث ناتمام ہے، اس لئے کتاب مطبع مین جانے سے رُکی ہوئی ہے جلدی لکھ بھیجو۔

سید صاحب کے استدلال فاران پر ایک مفصل کتاب ایک پادری نے ۱۸۸۴ء مین لکھی وہ میرے پاس ہی لیکن نہایت لغو جواب دیئے ہین[۵۲]۔

---

[۵۲] مولوی ظفر علیخان بی۔ اے اڈیٹر زمیندار وہ بھی قسطنطنیہ سے واپس آئے تھے ۵۲ دیکھو ۴۸ و ۵۱ و ۵۲۔

تاہم فاران کے متعلق جغرافیہ دانان یورپ کی تصریح مشکل ہی۔ انسائیکلوپیڈیا یا بائبل ڈکشنری دیکھو، کوئی پختہ بات ملے تو لکھ بھیجو۔

مجھکو وہان آنا نہایت ضروری ہی لیکن آب وہوا مین اسقدر فرق پاتا ہون کہ وہان آنے کی ہمت نہین ہوتی۔

یہان بلا مبالغہ وہان کی بہ نسبت دونی غذا ہی، دعوتون مین ثقیل غذائین کھالیتا ہون کہ لکھنؤ مین وہ مہینون کی بیماری کے لیئے کافی ہین، یہان صرف ایک آدہ وقت عُزہ کر دینا کافی ہو جاتا ہی۔

جی گھبراتا ہی ورنہ صحت کے لحاظ سے تو یہین وطن بنا لینا چاہیئے۔

شبلی

(۶۴) ۸۔ ستمبر ۱۹۱۳ء۔ بمبئی

برادرم۔

مین اتفاقاً چند روز کے لیئے حیدرآباد آگیا،[۱] سیرت نبوی کے متعلق عماد الملک نے تمہارا نام پرنسپلی دار العلوم کے لئے پیش کیا لیکن اصل معاملہ حیدری کے ہات مین ہی، ناظم تعلیمات کا اتفاق و تائید بھی درکار ہی بعض لوگون نے مجھسے اصرار کیا کہ مین ان مراحل کو طے کر دون۔ مجھکو معلوم تھا کہ تم خود ملازمت سے کارہ ہو، اسکے علاوہ تم پر اہل وطن کا حق زیادہ ہی۔ اسیلئے مین نے ابھی تک کوئی حصہ نہین لیا، لوگ کہتے ہین کہ اگر تم

[۱] یعنی کتبخانہ آصفیہ مین کسی کتاب کے دیکھنے کے لئے۔

نہ ہوئے تو کوئی نااہل شخص باہر سے آجائیگا یا کوئی انگریز، اسلیئے ایک اسلامی تعلیم گاہ کو نقصان پہنچیگا۔ اس دلیل سے مین بھی مجبور ہو جاتا ہون۔

بہر حال اپنی رائے لکھو۔

یہ ضرور ہی کہ افادہ کا عمدہ موقع ہی، آمدنی وافر، طلبا کثیر۔ مشاہرہ اسقدر ہی کہ نصف پس انداز کر سکتے ہو کہ جلد خانہ نشین ہو سکو۔ مین صرف ایک دو ہفتہ یہان ہون۔

شبلی۔

۲۶۔ ستمبر ۱۹۱۳ء۔ حیدر آباد

(۶۵)

برادرم۔

آیت تخییر[۵۱] (ازواج) اعتزال۔ مظاہرۂ ازواج۔ تین واقعے الگ الگ بیان کئے جاتے ہین، لیکن میرے نزدیک سب ایک ہی سلسلہ کے اور ہمزمان ہین۔ ابن حجر کی بھی یہی رائے ہی۔ تم اپنی تحقیق لکھو۔

لیکن سب سے مقدم بحث یہ ہی کہ حضرت عائشہؓ۔ اور حفصہؓ کا مظاہرہ ایسی کیا چیز تھی جسکے لیئے خدا و ملائکہ و صالح المومنین کے اعانت کی ضرورت پڑی۔

شبلی

۲۱۔ اکتوبر ۱۹۱۳ء۔ حیدر آباد

---

[۵۱] دیکھو۔ ۱۸۱۔ ۶۵

(۶۶)

برادر عزیز۔ حیّاکم اللہ۔

خط پہنچا۔ قربانی کا مضمون بہت صحیح ہے۔ مین اس سے کام لونگا۔

جدید انسپکٹری کے لیئے ضرور کوشش کرو۔ ڈیلافوس سے ملو، میری سفارش فضول ہوگی کیونکہ وہ تم کو اچھی طرح جانتے ہین، ورنہ مجھکو عذر نہین بلکہ دلی مسرت ہے۔

اعظمگڈھ کے لوگ تو دو ہزار (مد تعمیر) کے مہیا کرنے مین دودل ہین۔ ۲۰-۲۵ ہزار کیونکر جمع کر سکین گے۔

سورۂ تحریم کی تفسیر دیکھ تو چکا ہون لیکن دو نسخے بھیجدو، اس وقت میرے پاس نہین۔

افسوس ہے۔ روز بروز ضعف بڑھتا جاتا ہے۔ روزانہ ایک گھنٹہ سے زیادہ کام نہین کر سکتا اور مہینہ مین کم از کم پندرہ دن ناغہ ہوتا ہے بوجہ ناسازیٔ طبیعت کے۔

سیرت کا کام نہایت وسیع ہے۔ سخت صدمہ ہوتا ہے کہ ناتمام رہ جائے پھر کون پورا کریگا۔

غذا چوبیس (۲۴) گھنٹہ مین پاؤ بھر بھی نہین۔

یہان سے اب نکلنا ہے لیکن کہان قیام کرون، لکھنؤ صحت کے لئے سخت مضر ہے الہ آباد کچھ اس سے کم، اعظمگڈھ مین صحبت نہین۔

بہرحال جلد آتا ہون، اور وہان پہنچکر ایک مکمل اسکیم طے کرونگا۔

بمبئی مین نہایت صحیح رہتا ہون، مصارف کا بھی اب تردد نہین۔ماہوار تگنی ہوگئی ہے، لیکن وہان بھی صحبت نہین، اور کسی قسم کی علمی یا اسلامی تحریک کا محل نہین۔
حیدرآباد کی ملازمت کا قریباً فیصلہ ہوگیا۔ڈایرکٹر تعلیمات خلاف یا متاہل تھے انھون نے بالکل میرے اوپر فیصلہ چھوڑ دیا۔

شبلی

(۶۷) ۱۹۱۳ء۔حیدرآباد

برادرم۔
آج اعظم گڑھ سے خط آیا۔اسکول اچھی حالت مین ہی۔گورنمنٹ نے منظور کیا ہی کہ عمارت کے لئے تین ہزار دینگے بشرطیکہ تین ہزار کمیٹی دے،مین نے لکھدیا ہی کہ دینا چاہئے اور مین بھی مناسب رقم دونگا۔
مدرسہ اپنی آمدنی سے چل رہا ہی، بحث یہ ہی کہ ہماری قومی قوت سرائے میر پر صرف ہو یا اعظم گڑھ پر، دونون کے برداشت کے قابل قوم نہین ہی کم سے کم یہ کہ دونون کی جداگانہ پوزیشن قایم ہونی چاہیئے اور ان کا باہمی تعلق۔
کبھی کبھی یہ خیال ہوتا ہی کہ ان مین سے ایک کو مرکز بنا کر اسکو دین و دنیا دونون تعلیم کا مرکز بنایا جائے، یہین خادم دین بھی تیار ہون۔مذہبی اعلیٰ تعلیم بھی دلائی جاے، گویا گروکل ہو۔تم اپنی راے لکھو۔ندوہ مین لوگ کام کرنے نہین دیتے تو اور کوئی دائرۂ عمل

ــــــــــــ
[۱] دیکھو مکتوب ۴۸، نیز ۵۲-۵۴ [۲] دیکھو مکتوب ۵۳،

بنانا چاہیئے ہم سب کو وہین بود وباش کرنی چاہیئے - ایک معقول کتب خانہ بھی وہان جمع ہونا چاہیئے اگر تم بہ عزم جزم آمادہ ہو تو مین موجود ہون -

آج ڈائرکٹر تعلیمات سے تمہاری متعلق فیصلہ کرانا ہی، صرف یہی ایک زینہ رہ گیا ہے لیکن یہ فیصلہ موافق بھی ہو جائے تب بھی مین اسکو قومی خدمت پر ترجیح نہین دیتا البتہ کچھ معاش کا سہارا ہونا چاہیئے - وہ بقدر کفاف کسی نہ کسی طرح ہوتا رہیگا - آخر تمہارا بھی خود خیال تھا - "پرنسپلی" اور "بیش قرار تنخواہ چندروزہ ہین" اور یہ کام ابدی ہی -

شبلی

(۶۸) ۲۲ - اکتوبر ۱۹۱۳ء حیدر آباد

یہان جرمن زبان مین کئی کتابین ملین جن مین یمن وغیرہ کے کتبات دو تین ہزار برس قبل اسلام کے فوٹو ہین، یہ بالکل معلومہ خطوط سے الگ ہین - وہان لائبریری مین دیکھو ایسی کتابین عرب کے متعلق موجود ہین یا نہین - ابتدائی حصہ کی تکمیل اسی پر موقوف ہی -

مظاہرہ کو سیاست سے کیا تعلق ہی؟ مفسرین تو وہی نفقہ کا جھگڑا بتاتے ہین اسکو سیاست سے کیا تعلق ہی؟

شبلی

(۶۹) ۳ - نومبر ۱۹۱۳ء - حیدر آباد

برادرم - بھائی کیسرت سب چیزون سے زیادہ عزیز ہی سفر کے اسباب وذہاب نہ مین

ہفتون تک طبیعت نہین جمتی، الہ آباد و لکھنؤ کی آب و ہوا مستقل قیام نہین کرنے دیگی،
اب یہان طبیعت درست ہو چلی ہی اور ہر روز کام کرتیا ہون گو زیادہ نہین کر سکتا
غرض یہ ہی کہ ارادہ یہ ہو گیا ہی کہ پہلی جلد ختم کر کے یہان سے اٹھون۔ اسٹاف بھی یہین بُلا
لیا ہی۔ سید سلیمان کو بھی بلایا ہی، اور انگریزی مترجم بھی۔

اس لئے وہان کے امور کو میرے آنے پر محول نہین رکھنا چاہیئے۔ ادہر دارالعلوم[۱]
کے چند احباب مصر ہین کہ تم چلے گئے تو مولوی حمید کی تقرری کا معاملہ رہ جائیگا، بہرحال
اب بظاہر دو تین مہینے تک یہین رہنے کے سامان نظر آتے ہین۔

قربانی کے مضمون سے اب کام لے رہا ہون۔ نہایت عمدہ ہی لیکن بعض جگہ تقریر
تمام نہین، آئندہ لکھونگا۔ وہ آیت بھی توراۃ مین نہین ملی جس مین حضرت ابراہیم کا استغنا
حضرت اسحاق سے تم نے بیان کیا ہی۔

انسپکٹری کی بابت یہ سوچنا ہی کہ سفر کی تگ و دو مین تم اپنا تصنیفی کام اطمینان
کے ساتھ کر سکوگے یا نہین، ایک جگہ کے قیام مین زیادہ موقع ہی، ادہر حیدرآباد مین
تو کام بہت کم ہی،

اعظم گڈھ کے اسکول کے لیئے بہ مد عمارت مین نے لکھدیا ہی کہ ڈیڑہ ہزار دہ جمع
کرین پانسو مین دونگا۔ راجہ ابو جعفر سے بھی کوئی معتد بہ رقم دلا دونگا۔

جریر و فرزدق کے مناقضات مع شرح نہایت اہتمام سے لندن مین چھپی،

---

[۱] دارالعلوم حیدرآباد۔

بڑی کتاب ہی، مانند ۱۳ قیمت ہی۔

شبلی

۱۲۔نومبر ۱۹۱۳ء ۔ حیدرآباد

(۷۰)

برادرم۔

تم نے صفحہ ۷ مین ایک جگہ لکھا ہی۔

"انہ لما جاءتہ البشارۃ باسحق اظھرانہ لاحاجۃ لہ الی غیراسمعیل فانہ ملأ قلبی"

اس کے بعد تم نے یہ علامات لکھے ہین۔ ت ۱۱: ۱۸۔

مجھکو تکوین کی اصحاح ۱۱ مین یہ عبارت کہین نہین ملی۔

صفحہ ۱ مین تم نے لکھا ہی کہ حضرت ابراہیم کا مسکن صفا کی جانب مین تھا پھر تکوین ۱۔۸ کا حوالہ دیا ہی لیکن تکوین مین صفا کا ذکر نہین۔

جرمن کی مبسوط کتاب صرف کتبات پر ہی جس مین نابتی خط کے بہت سے کتبے ہین مین نے ولایت خط لکھدیا ہی۔ اور بھی چند کتابون کے لئے۔

مین نے افیون شروع کردی ہی اور مجھکو بے انتہا فایدہ ہی، معدہ نہایت درست ہوگیا ہی، غذا بڑھگئی ہی، اطبا سے پہلے مشورہ لے لیا تھا، سب نے بہ اتفاق رائے دی۔ کسی قسم کا ضرر نہین۔ اور توقع ہی کہ موجودہ مقدار سے کبھی بڑھانے کی ضرورت نہ پڑے گو تجربۂ عام اسکے خلاف ہی۔

تمھارے لیے آب وہوا کا تبدل ضرور مفید ہوگا۔ چھٹی لیکر کہین اور بسر کرنا چاہئے۔

شبلی

۲۲-نومبر سنہ ۱۹۱۳ء

(۱۷)

برادرم۔

سرائے میر جانے سے سخت نقصان ہوا۔ مین اسقدر بیمار پڑگیا کہ آگرہ نہ جاسکا۔ حالانکہ وہان جانے کے بہت سے ضروری وجوہ تھے۔

خیر۔ اشعار عرب مین جہان حج کعبہ، یا کعبہ یا مکہ کا ذکر ہو، اُن کا پورا پتہ لکھ بھیجو۔ مین یہی مقام لکھ رہا ہون۔

عبرانی زبان مین بکہ کا تلفظ بُخا ہی اور اسکے معنی رونے کے ہین، اِس بنا پر زبور کی آیت کو نصاریٰ مکہ کے متعلق نہین سمجھتے۔

خواجہ کمال الدین کا خط آیا کہ امریکا مین ایک زبردست تحریک، اسلامی مشن کی ہو رہی ہے، خواجہ کمال الدین کو بلایا ہی۔

الہ آباد آنے کو جی چاہتا ہے، لیکن مین نے طلبہ کو بخاری شروع کرادی ہی، مغرب کے بعد درس ہوتا ہی، بہت شوق سے پڑھتے ہین۔ فترہ ہوگا تو سب بیدل ہو جائینگے۔

شبلی

۷-جنوری سنہ ۱۹۱۴ء - لکھنؤ

(۷۲)

برادرم۔

سیرت کا ایک مضمون آج مرسل ہی، یہ بہت کم زور اور ناتمام ہی، اس کو تم وسیع اور پرزور کرکے بھیجدو۔

مین اب شروع سے چل رہا ہون یعنی مسودہ جسقدر نظر ثانی ہوتا جاتا ہی مطبع مین جانے کے قابل ہوتا جاتا ہی۔ اسلئے اس مضمون کی جلدی ہی کہ سلسلہ ٹوٹنے نہ پائے،

آج امیر خسرو کا دیوان غرۃ الکمال مع دیباچہ نشرہا[1] آیا، جو انکا بہترین دیوان ہی خط بھی بُرا نہین، البتہ بعض جگہ سے کچھ اوراق گئے ہوئے ہین۔

میان اسحاق سے ملنے کے لئے الہ آباد آنا چاہتا ہون۔

شبلی

۱۰ جنوری سنہ ۱۹۱۴ء ۔ لکھنؤ

(۷۳)

برادرم۔

ہان بھائی مین اب بالکل فاعل بالاختیار نہین رہا۔

سورہ براءۃ کے متعلق ایک امر نہایت اہم اور اساس مباحث عظیمہ ہی یعنی یہ سورہ کب اُترا صحاح ستہ مین فتح مکہ کے بعد اس کا زمانہ ہی یعنی ۹ھ مین۔

لیکن بظاہر صلح حدیبیہ کو جب کفار نے توڑ ڈالا ہی، اسکے بعد اور اسی کے متعلق

---

[1] یہ نسخہ اب دار المصنفین کے کتب خانہ مین ہی۔

یہ واقعہ معلوم ہوتا ہی۔ اس سورۃ مین صاف مسجد حرام کے پاس جو معاہدہ ہوا تھا، اسکا ذکر ہے، اور یہ ذکر ہی کہ۔

"اسپر جب تک کفار قایم رہین تم بھی قائم رہو،،

ظاہر ہی کہ مسجد حرام کے پاس حدیبیہ کے سوا، اور کوئی معاہدہ نہین ہوا تھا لیکن فتح مکہ کے وقت تمام اہل مکہ مطیع ہو گئے۔ اور پہلا معاہدہ بالکل بے تعلق ہو گیا۔ اور پھر کوئی دوسرا معاہدہ نہین ہوا۔ اسیلئے اگر یہ سورہ ۹ھ مین اترا تو اسکا تعلق کس معاہدہ سے ہی۔

یورپ نے جو کتبے یمن و حضر موت و حجر و تبوک وغیرہ مین پائے اور جن کو فارسٹر نے بعینہ اصلی خطوط قدیمہ مین نقل[۱] کیا ہی، ان سے قرآن مجید کے تاریخی بیانات کی تصدیق ہوتی ہی۔

عجیب بات یہ ہی کہ امیر معاویہ کے زمانہ مین ان کتبون کو عبد الرحمن گورنر عرب نے پڑھا تھا۔ اور اس کا ترجمہ نویری نے نقل کیا ہی، وہ یورپ کے حاصل کردہ کتبون سے قریب قریب بالکل متفق ہی۔

تم کو فارسٹر صاحب کا جغرافیہ عرب ضرور پیش نظر رکھنا چاہیئے، مین نے خرید لیا ہی اور جابجا سے ترجمہ کرا رہا ہون۔

شبلی

۱۶-جنوری سنہ ۱۹۱۴ء - لکھنؤ

---

۱ فارسٹر نے صرف حضر موت کے دو کتبے نقل کئے ہین، مولانا نے غلطی سے دیگر مقامات کے نام لکھے ہین۔

(۷۴)

برادرم۔

بات یہ ہی کہ ایک کتبہ حصن غراب[۱] مین آج کل یعنی ۱۸۳۶ء مین یورپ کو ملا جسپر خط حمیری مین چند سطرین ہین جنکا یہ مطلب ہی کہ ہمارے بادشاہ ہم کو ہود کی شریعت کی تعلیم دیتے ہین، یہ کتبہ میرے پاس ہی، اور عجیب طرح کا خط ہی، انگریزی ترجمہ بھی ہی، مین شاید اتوار کو ردو دولی مین ہونگا۔

میرے کمرہ کا نمبر ۸۴ ہے۔

اب یہان[۲] اسفدر ضد شروع ہوئی کہ میرے پاس چند طلبہ کچھ پڑھتے تھے، اس بنا پر حکم نافذ کیا ہی کہ کوئی طالب العلم باہر کسی سے نہ پڑھے۔ طلبہ سخت پریشان ہین، اس لیئے کہ میرے سوا بھی بہت سے طلبہ مختلف لوگون سے پڑھتے ہین۔ اب تک طلبہ نے اسکی تعمیل نہین کی، طرح طرح کی تدبیرین ہو رہی ہین کہ مجھسے کوئی مدرس بھی ملنے نہ پاے۔ حالانکہ جسوقت سبق پڑھاتا تھا۔ وہ بھی عام وقت ہوتا تھا، اور ملنے کا وقت بھی عام ہوتا ہے۔

مین تو ہمہ وقت سیرت مین مشغول رہتا ہون۔

---

[۱] واقع حضرموت مین ولسٹڈ نام ایک انگریز نے دریافت کیا تھا، فارسٹر نے اپنے جغرافیہ مین اس کتبہ کو نقل کیا ہے۔ مولانا کا ماخذ بھی وہی ہے۔

[۲] یعنی ندوہ مین۔

بڑی مشکل اب چھپنے کی ہی، لیتھو مین تو برسونکا عرصہ ہوگا۔ کیا ٹائپ مین چھپواؤن۔

شبلی

۲۰۔جنوری سنہ ۱۹۱۴ء۔ لکھنؤ

(۷۵)

بھائی! باین ضعف و دل شکستگی مدرسۂ سرائے میر کی نظامت کیونکر کرسکتا ہون کوئی دوسرا شخص سوچو، امکانی مدد کرتا رہونگا۔

بنگلہ اور باغ کا وقف نامہ لکھا گیا، دستخط کرا رہا ہون، اور بھی علمی سامان ہو رہی ہین، ایک اچھا خاکہ متوقع الفوز پیش نظر ہے لیکن صحت کی بے اطمینانی ہے، ایک ہفتہ سے بخار ہی،

ندوہ مین اب کل ۳۲ طالب العلم رہ گئے، حالانکہ اسٹرائک کرنے والے لڑکون کی تعداد ۸۰ تھی جو واپس آگئے تھے اس حالت کا بھی کوئی پرسان نہین۔

شبلی

۱۲۔ستمبر سنہ ۱۹۱۴ء۔ اعظمگڈھ۔

(۷۶)

برادرم۔

بھائی اچھا ہونا کیا وَلَن يُصْلِحَ العَطَّارُ مَا أَفْسَدَ الدَّهْرُ

دو دن اچھا رہا تو چار دن بیمار رہتا ہون، لیکن بات چیت کرتا رہتا ہون، لوگ

جانتے ہین کہ کوئی شکایت نہین، نظام جسم برہم ہوچکا، ابھی ابھی سخت سردی لگی حالانکہ دوپہر کا وقت ہی،[۱]

افسوس یہ ہی کہ سیرت پوری نہ ہو سکی، اور کوئی نظر نہین آتا کہ اس کام کو پورا کر سکے؛[۲]

وقف نامہ مین اسٹامپ کا جھگڑا اٹھا، اسلئے کلکٹر کے یہان درخواست دیدی؛

وہ طے کردین تو تکمیل ہوجائے، تم کو متولیون مین رکھا ہی، اور اگر دارالمصنفین قایم ہوا تو تمہارے سوا کون چلائیگا۔

الہ آباد کا معاملہ امید ہی کہ طے ہوجائے۔ دس[۱۰] ہزار پر خاتمہ ٹھہرا، دستاویز لکھ دی گئی، رجسٹری باقی ہی،[۳]

آج سید سلیمان آوینگے، اور کل پرسون چند طلبہ تکمیل۔ لیکن بیماری سب منصوبے غلط کررہی ہے۔ سید سلیمان یون ہی ملنے کو آتے ہین۔

ماموں صاحب کا کتب خانہ یہان آگیا، قلمی کتابین اکثر برباد ہوگئین، اور کچھ مطبوعہ بھی، قریباً سو[۱۰۰] کتابون کی جلد بنوائی ہی۔

شبلی

۱۶- اکتوبر ۱۹۱۴ء - اعظمگڈھ

---

[۱] مرض الموت سے دو ہفتہ پہلے کا بیان

[۲] وفات سے ایک ماہ پیشتر کی پیشنگوئی۔

[۳] مولوی اسحاق مرحوم کی وفات کے بعد انکی بیوی نے ورثہ پر مقدمہ دائر کیا تھا۔ اسکے متعلق یہ فقرہ ہی،

(۶۶)

برادرم

یا[1]

....

وقت تو یہ تھا کہ ہم چند لوگ یکجا ہو جاتے اور کچھ کام کرتے، لیکن میری دنیا طلبی کا یہ حال ہی کہ خود بے نیاز ہو گیا ہون، لیکن عزیزون[2] کی بے تعلقی[3] شاق ہوتی ہے، سید سلیمان بھی تعلق موجودہ[4] پر راضی نہین، ذرا اشارہ ہو تو میرے پاس آجائین لیکن مین خود روک رہا ہون، آہ!

مرا اگر تو بگذاری اے نفس طامع
بسے بادشاہی کنم در گدائی

شبلی

۲۸- اکتوبر سنہ ۱۴ء

---

[1] مکتوب الیہ کے نام یہ سب سے آخری خط تھا جو مرنے سے ۲ دن پہلے لکھا تھا یہ خط افسوس ہی کہ ضائع گیا، خط کے آخری فقرے چونکہ حد درجہ حسرت انگیز تھے، اور مولانا کے آخری خیالات کے آئینہ تھے۔ اس لئے جامع مکاتیب نے ان کو نقل کر لیا تھا، خط کے ابتدائی حصہ مین دار المصنفین کیلئے باغ و بنگلہ کے وقف کے متعلق کچھ مشورہ طلب امور تھے، [2] یعنی تلامذہ کی [3] نوکری اور دنیا کی طلب جاہ سے [4] دکن کالج پونہ کی اسسٹنٹ پروفیسری ۔

۱۳۔ سید سلیمان کے نام

(۱)

۱۔ سب سے مقدم[۱] یہ ہی کہ ہر وفد کے ساتھ ایک اسپیکر ہو،

۲۔ جہاں وفد جائے وہان عام جلسہ کرائے۔ مقاصد ندوہ بیان کرے بعض جلسون مین صرف اسلام کے فضایل پر تقریرین کیجائین بعض خاص اہل علم کے جلسہ مین کسی علمی مسئلہ پر بیان کیا جاے، غرض ملک کو ندوہ کی تعلیم و تربیت کا نمونہ دکھایا جائے، اور الندوہ کی اطلاع مین یہ غرض بھی ظاہر کی جائے[۲]۔

۳۔ صرف وہ طلباء بھیجے جائین جنکی وضع وقطع اسلامی ہو، اور احکام شرعیہ کے پابند[۳]

---

[۱] مکتوب الیہ کے نام سب سے پہلا خط، اس وقت مکتوب الیہ دار العلوم ندوہ مین طالب العلم اور وہان کی انجمن المعین کا ناظم تھا، جسکا مقصد یہ ہی کہ فرصت کے ایام مین طلبہ ملک مین دورہ کرین، اور دار العلوم کے فضائل و نتائج تعلیم پیش کرین اور غریب طلبہ کے لئے امداد حاصل کرین، مولانائے مرحوم ۱۹۰۵ء سے دار العلوم کے معتمد تھے، اس بنا پر مکتوب الیہ نے مولانا سے پوچھا تھا کہ المعین کی کامیابی کے لئے کیا تدابیر اختیار کی جائین، مولانا کا یہ مکتوب اسی سوال کے جواب مین ہے

[۲] یعنی رسالہ الندوہ جو ندوہ کی طرف سے شائع ہوتا تھا اس مین اس وفد کی اطلاع ان اغراض کی تفصیل کے ساتھ شائع کی جاے،

[۳] مولانا نے احتیاط کو مدنظر رکھا تھا ورنہ ہر طالب العلم اسکا پابند تھا۔

ہون یعنی نماز وجماعت وغیرہ کے، اگر طلباء اچھا نمونہ دکھائینگے تو قطعی کامیابی ہوگی،

شبلی

۵ جنوری سنہ ۱۹۰۶ء

(۲)

عزیزی۔

تم[۱] اور جواد، دو دن پہلے آؤ،

آزاد[۲] کی کتابین دارالاخبار مین رکھوا دو،

مولوی حفیظ اللہ صاحب کو جلسہ مین آنا چاہیئے اور مدرسین بھی آئینگے لیکن ندوہ سے کرایہ ملنے پر آنا نہین ہوسکتا،

مولوی عبدالحئی صاحب کے پاس میری ایک کتاب مکررات[۳] القرآن ہے وہ لیتے آؤ۔

---

[۱] اپریل سنہ ۱۹۰۶ء مین ندوہ کا سالانہ جلسہ بنارس مین منعقد ہونیوالا تھا، اس اجلاس کی خصوصیت یہ تھی کہ اسکے ساتھ کتب نادرہ اور فرامین شاہی وغیرہ کی نمائش بھی تھی فرامین کی فوٹو اور کتابون کا تذکرہ مکتوب ۲۔۳۔۴۔۵۔۶۔اور ۸ مین اسی تعلق سے ہے مولانا مکتوب الیہ اور مولوی جواد علیخان عالی ندوی مکتوب الیہ کے ایک ہم درس کو اسی نمائش کی اہتمام اور کتابون کی ترتیب و انتظام کے لئے جلسہ سے دو دن پہلے بلاتے ہین،

[۲] مولوی ابوالکلام آزاد جو اسوقت ندوہ مین مقیم اور الندوہ کے اڈیٹر تھے، [۳] مکررات القرآن علامہ کرمانی شارح بخاری کی تصنیف ہے جسکا موضوع قرآن مجید کی ہم معنی و مکرر آیتون کی تکرار کی تاویل ہے، مصنف نے یہ ثابت کیا ہے

اختیارات[1] قاسمی بھی مولوی صاحب موصوف لیتے آئین۔

شبلی

۱۸-اپریل سنہ ۱۹۰۶ء - بنارس

(۳)

عزیزی۔

۱۔ کتابون کے دونون صندوق، نہایت احتیاط سے کھلواؤ، میری کتابین، اور کتب خانہ کی، الگ الگ اپنے مقام پر رکھوا[2] دو، نواب علی حسن خان کی کتابین بھی میری کتابون مین رکھوادو، ایک قرآن مجید قلمی ہی جس کا صرف پہلا صفحہ طلائی ہی، باقی سادہ ہی، وہ حکیم مرزا مہدی کا ہی جو نخاس جدید کے پُل کے نیچے رہتے ہین، اُن کے مکان پر سائن بورڈ لگا ہوا ہی، خود جاکر ان کو دے آؤ، اور رسید لیکر میرے پاس بھیجدو، نواب علی حسن خان کا قرآن بھی طلائی ہی لیکن وہ سراپا طلائی ہی، دونون مین امتیاز کر لینا آسان ہی،

۲۔ مجھکو آنے مین ذرا دیر ہوگی، اب انگریزی پر زیادہ توجہ کرو، مین آکر تفسیر کا مستقل درس دونگا[3]،

۳۔ صندوقون مین نمائشگاہ کے مطبوعہ فارم ہین انکو بھیجدو کہ نمائش کی رپورٹ

[1] قاسم فرشتہ صاحب تاریخ فرشتہ کی یہ ایک ہندی طریقہ طب پر تصنیف ہی،

[2] کتابین اب نمائش کے بعد لکھنؤ واپس جاتی ہین، ان کے متعلق ہدایات ہین،

[3] آنے کے بعد درس شروع ہوا اور ایک حد تک پورا ہوا اس درس کا موضوع قرآن بحیثیت بلاغت وکلام تھا،

مرتب کر سکون[۹۱]،
شبلی[۹۲] سے کہدو کہ ان کے خطوط، میرے پاس چلے آتے ہین مین اسکا کیا علاج کرون،

شبلی نعمانی

۱۹-اپریل ۱۹۰۶ء- بنارس

(۸۴)

عزیزی،

۱-کتابون کے صندوق مین بیرونی کی کتاب قانون مسعودی[۹۳] بھی ہی، اسکے پہلے صفحہ مین دس بارہ صفحہ کے بعد ایک شخص کا قول نقل کیا ہی جو حرکت ارض کا قائل تھا وہ پوری عبارت نقل کر کے بھیجدو، نہایت صحت اور وضاحت کے ساتھ۔

۲-طبقات الشعراء، قدرت اللہ قدرت، اور ایک اور اردو کا تذکرہ[۹۴] ہی، ان کا سنہ تصنیف اخیر مین لکھا ہی وہ لکھ کر بھیجدو۔

۳-ٹکٹ کے متعلق پہلے لکھ چکا ہون کہ سب کو جمع کر کے بھیجدو[۹۵]۔

۹۱ رپورٹ الندوہ ۱۹۰۶ء مین شائع ہوئی، ۹۲ مولوی شبلی متکلم ندوی مدرس اول سرائے میر

۹۳ ابوریحان بیرونی کی تصنیف ہی جغرافیہ ریاضیہ اس کا موضوع ہی، سلطان مسعود غزنوی کے نام سے لکھی گئی ہی، یہ نسخہ مدرستہ العلوم علیگڈھ مین ہی، جہان اس کے چھاپنے کا اب سامان ہو رہا ہی،

۹۴ یہ دونون اردو شعرا کے تذکرے ہین، نہایت نادر ہین، اب کتبخانہ ندوہ مین موجود ہین،

۹۵ نمائش کی کتابون کے ٹکٹ جن پر کتابون کا حال درج تھا،

۴۔ ایک موٹی سی کتاب ہی جس کے پشتہ پر ادبنشد لکھا ہی، فارسی مین ہے، اور دارا شکوہ کی تصنیف ہی، اس کی عبارت بقدر ڈیڑھ صفحہ اصل کتاب کے خوشخط لکھوا کر فوراً بھیجدو۔[1]

شبلی

۲۱۔ اپریل ۱۹۰۶ء۔ بنارس

(۵)

عزیزی۔

مجھکو بخار آنے لگا، مضمون جو شروع کیا تھا، یون ہی رہ گیا، کچھ فکر کرو،[2]

فرامین کے فوٹو سعید برادرز کمپنی بنارس سے منگوالو،

اپنے نام کے ساتھ دار العلوم ندوہ کا انتساب ضرور ظاہر کیا کرو،

الکلام کا اشتہار کیون نہین الندوہ مین دیتے۔ میرا مضمون، ترجمہ رسالہ اسلام رجب کے لیئے رکھو۔

ہان اڈیٹوریل نوٹ مین امور ذیل کو زور دیکر لکھو،

ندوہ کا اثر، علماے مدراس نے سالانہ جلسہ کانفرنس مین انگریزی زبان کو عربی

۱؎ یہ سب حوالے ہ ٹائمس کی رپورٹ کی تیاری کی غرض سے مطلوب تھے،

۲؎ مکتوب الیہ اب دار العلوم کے آخری درجہ مین زیر تعلیم تھا، لیکن مولانا ے مرحوم نے اُس کو اسی زمانہ مین الندوہ کا کام بھی سپرد کر دیا، مضامین اور مضامین مین متعلم دار العلوم ہونا ظاہر کرنا سب اسی سے متعلق ہین،

مدرسہ مین لازمی قرار دیا۔

ایک انگریز[1] کا ندوہ مین عربی زبان کی تعلیم حاصل کرنا، اور ندوہ سے اسکی کفالت، تعلیم سے اسکی غرض اشاعتِ اسلام۔

شبلی

بنارس - ۲۱- اگست ۱۹۰۶ء

(۶)

اردو تذکرون کا سنہ لکھنا تم بھول گئے، اب لکھ بھیجو۔

منشی احمد علی کی کتابون مین سے خمسہ نظامی[2] رہنے دو، باقی واپس کردو۔

ندوہ کی کارروائی اور فہرست چندہ فوراً اخبارون مین چھپوانی چاہیئے۔ مین نے آج ایک مختصر تمہید، دفتر مین بھیجی ہی، مولوی عبدالحیٔ صاحب کو مین نے لکھا تھا، انھون نے خبر نہ لی۔

والسلام

شبلی

بنارس - ۲۴- اپریل ۱۹۰۶ء

(۷)

عزیزی! بھائی اب مہینہ دو مہینہ تو سستا لینے دو، ابھی وہان نہ بلاؤ، یہان بھی

[1] سکرٹری اور اسلامی نام محمد، ایک انگریز اس زمانہ مین مسلمان ہوکر ندوہ مین آیا تھا، اس کے متعلق ہدایت ہے۔

[2] یہ نسخہ نمائش لی گئی تھی، نہایت مطلا اور خوشخط نسخہ تھا،

مین سب سے الگ رہتا ہون - ایک بنگلہ کرایہ پر لے لیا ہی، وہین رہتا ہون، لیکن لوگون کو یہ نہین دیتا کہ یہان بھی رات دن کی بک بک نہ رہی،

نمایش کی رپورٹ لکھ کر بھیجدی، لیکن مجمل رہگئی، کتابین سامنے نہ تھین، اس لئے لکھتے نہ بنا۔

حضرت عایشہ رض کے متعلق طبقات، اسد الغابہ وغیرہ تمکو خود معلوم ہین، لیکن وہ بالکل ناکافی ہین،[۱]

مسانید، اور کتب حدیث کی تفحص سے کام نکلیگا، لیکن اس کے لیئے ابھی تم تیار نہین، ورنہ معمولی پڑھائی مین ہرج[۲] ہوگا۔

کتب خانہ یقیناً، مدرسہ کے علاوہ اوقات مین کھلنا چاہئے، یہ کارڈ مہتمم صاحب کو دکھا دو کہ حکم دین کہ کتب خانہ ۳ بجے سے ۶ بجے تک کھلا رہی ورنہ بالکل بیفایدہ[۳] ہی۔

شبلی

بنارس - ۲۸ - اپریل سنہ ۱۹۰۶ء

(۸)

صندوقون مین کچھ قطعات اور وصلیان بھی ہین، ان کو احتیاط سے رکھنا چاہیئے

---

[۱] مکتوب الیہ نے اس وقت حضرت عائشہ کی لائف لکھنی چاہی تھی اسکے متعلق مواد دریافت کیا تھا، اس کا جواب ہی نیز دیکھو ۷۰ و ۸۵ و ۸۶ و ۸۹ و ۹۰، [۲] مکتوب الیہ اسوقت طالب العلم تھا، [۳] مکتوب الیہ نے لکھا ہی کہ کتب خانہ اور مدرسہ کھلنے کے اوقات مختلف ہونے چاہئین، ورنہ طلبہ کتبخانہ سے مستفید نہین ہو سکتے،

وہ سب نواب علی حسن خان کی ہین، ان کے ہان بھیجکر رسید منگوا لینی چاہئیے،
دیوان آملی طلائی، اور دارا شکوہ کا اُپنشد محفوظ رہی[۵۱]۔

شبلی

بنارس - ۲۸ - اپریل ۱۹۰۶ء

(۹)

ابن رُشد کا بقیہ بھیجدیا[۵۲] ہی، اور مضامین کی ترتیب پیشانی پر بتادی ہی، کمی پڑے تو کوئی اور مضمون لکھ لینا۔

یہان[۵۳] کا موسم نہایت خوشگوار ہی، قدرت اور مقدرت ہوتی تو یہین کا ہو جاتا۔
ندوہ کے لیئے یہان مولویون کا جادو درکار ہی کسی مشہور واعظ کو ملوانا پڑے گا شاہ سلیمان صاحب سے یہانکے لوگ بدظن ہین، مین اس میدان کا مرد نہین، دیکھئے کیا ہوتا ہی۔

قرآن کا درس[۵۴] ہو لیکن تحقیق کے ساتھ ہو، سرسری بیکار ہی۔ والسلام

شبلی - بمبئی - ۲ - اگست ۱۹۰۶ء

۵۱ بنارس سے آخری خط، اسکے بعد مولانا لکھنؤ تشریف لاے، اور قرآن کا محققانہ درس شروع کیا، جسمین گو تمام طلبہ شریک ہوتے تھے، لیکن مقصود اوپر کی جماعتین تھین، تین مہینہ کے قیام کے بعد بمبئی پہلی بار تشریف لے گئے اسکے بعد تقریباً ہر سال ایام گرما وہین بسر فرماتے تھے ۵۲ مضمون ابن رشد کا بقیہ، بغرض اشاعت۔ الندوہ، ۵۳ بمبئی کا ۵۴ قرآن کا درس جو مولانا نے بنارس سے واپس آکر شروع کیا تھا، دیکھو مکتوب (۳۱) بمبئی جانیسے

(۱۰)

میری کتابون کو دیکھتے رہو، برسات کے دن ہین، کمرہ مرطوب ہی، کتابون مین ضرور پھپوند لگجائیگی۔ دھوپ دکھلانی چاہیئے۔

قرآن ہوتا ہی یا نہین۔

نواب علی کا مضمون مجبوراً بھیجا گیا، اگر اور مضمون مل سکے تو نہ شایع کرد۔

الہلال کے دفتر سے مجموع الادب، اور انخواطر الحسان ندوہ کے لئے منگوائی تھی ۲۸ قرش قیمت ہی، ندوہ سے بھجوا دو، کتابین آگئی ہین،

شیخ محمد نو مسلم[۵] منشی احتشام علی کے ہان کیون گئے، انکی تعلیم کا کیا انتظام ہو؟ ان کے حالات، اور ندوہ کا ان کو بلاکر تعلیم دلانا بغرض اشاعت اسلام، تمام شہ... اخبارات مین مشتہر کردو،

مین اگر اچھا رہا تو خود بھی ایک مضمون لکھونگا،

دیوان دو عدد اور بھیجدو۔

منشی محمد علی سے روپئے بھجواؤ ورنہ فاقہ ہوگا۔

شبلی۔ ۳۱ اگست ۱۹۰۶ء

(۱۱)

میری کتابون مین ایک قلمی کتاب، فارسی زبان مین میخانہ نام ہی، چھوٹی تقطیع

[۵] دیکھو مکتوب ۵۔

اور شعراے فارسی کا تذکرہ ہی، اور موضوع صرف وہ شعرا ہین جنھون نے کوئی ساقی نامہ لکھا ہی۔ اسکو حسب ذیل پتہ سے بھیجدو، لیکن رجسٹرڈ، اور جوابی رجسٹری کے ساتھ،

خواجہ حسین الدین صاحب۔ پھاٹک سلیم شاہ۔ بنارس،

آج الندوہ کے لیئے ایک مضمون بھیجتا ہون،

شبلی

۱۸۔ستمبر ۱۹۰۶ء

(۱۲)

المنار[۱] مین اب کے مسلمانان روس کی تعلیمی وتجارتی حالت مفصل چھپی ہے، اس کو الندوہ مین لو، پرچہ اگر وہان نہ ہو تو عمادی[۲] صاحب کے ہان سے منگوالینا۔
میری کتابون کو الماری مین سے نکلوا کر ہوا دو، کہین کیڑے نہ لگجائین۔
ضیاء الحسن کے پاس جو مستعار کتاب ہی، لیکر الماری مین رکھوادو،
مولوی شرر[۳] کے ہان طبقات سبکی گئی ہی۔ اسکو بھی منگوالو،

شبلی

۵۔جنوری ۱۹۰۷ء۔بمبئی

---

[۱] مصر کا مشہور رسالہ جو علامہ سید رشید رضا کی اڈیٹری مین شائع ہوتا ہی،

[۲] مولانا عبداللہ العمادی جو اسوقت رسالہ البیان عربی کے اڈیٹر تھے،

[۳] مولوی عبدالحلیم صاحب شرر،

(۱۳)

الندوہ کے پرچے دیکھے، بدخطی اور ناموزونی ایک طرف، الفاظ کا مسخ ہونا کیونکر گوارا کرتے ہو، لکھنؤ مین بھی غلطیان ہوتی تھین لیکن یہ تو محض نسخ اور تحریف ہی، یا تو کاپیان خود مقابلہ کر کے عبد الصمد سے صحیح کرا لو، ورنہ پرچے کے غارت کرنے سے کیا فائدہ، ایک سطر بھی تو صحیح نہین ہوتی۔ افسوس مین پہلے کہتا تھا کہ وہان کے کاتب سخت جاہل ہین۔[۱]

کوئی مضمون لکھتا لیکن اس حالت مین کیا لکھون۔[۲]

شبلی

۱۷- مارچ ۱۹۰۷ء

(۱۴)

عزیزی۔

انسان اگر بے تعلق بسر کرنا چاہے تو وہ جس قسم کی چاہے زندگی بسر کر سکتا ہی لیکن تعلق کے ساتھ، خاموشی، کاہلی، اور بے پروائی، خلاف اصول ہی،

تم اب سب اڈیٹر تھے، دفعۃً لکھنؤ سے چلدیئے کسیکو خبر تک نہ کی، اسکی کچھ فکر نہین کہ پرچہ آئندہ کے لیئے مضامین تیار ہین یا نہین، کاپیون کی تصحیح کون کریگا مین نے

---

[۱] الندوہ پہلے مطبع آسی لکھنؤ مین چھپتا تھا، مکتوب الیہ نے آگرہ مین چھپوانا شروع کیا، اُسیکے متعلق عتاب ہی۔

[۲] بمبئی سے واپس آکر اپنے وطن اعظم گڈھ جاتے ہین وہان واقعۂ صدمۂ پا پیش آیا اسکی طرف اشارہ ہی۔

ایک خط لکھا اُس کا جواب ندارد۔

فوٹو گرافر کا تقاضا آیا ہی[۵۱]، اسکی نسبت منشی محمد علی لکھتے ہین کہ تم کو لکھا جاتا ہی، تم کچھ جواب نہین دیتے،

اسعین اور دوسرے اور کامون سے بے تعلق ہو کر یہ خاموشی زیب دیتی ہی! سخت افسوس اور رنج پیدا ہوتا ہی کہ خدا قابل طبیعتون مین ایک نہ ایک عیب ایسا پیدا کر دیتا ہی کہ وہ دنیا مین کام نہین کر سکتے۔ مین نے تم کو سخت تاکید کر دی تھی کہ دفتر مین، دیکھ کر مظفر پور کے وکیل کا نام لکھدینا، تم نے خبر نہ لی، اب ویسا ہی خالی وکیل کا لفظ چھپ گیا، بھلا یہ کیا طریقہ ہی۔

جلسہ مین جو تقریر اردو مین کی تھی، اوسکو پھیلا کر لکھو اور رپورٹ کے لئے بھیجدو،[۵۲]

والسلام

شبلی - ۱۲- اپریل سنہ ۱۹۰۷ء

(۱۵)

بفرض محال صحیح بھی چھپا تو یہ خطی، اور گرانی نرخ کا کیا علاج؟ اس گرانی نرخ پر پرچہ ہرگز تقسیم نہ ہو سکے گا۔[۵۳]

---

۵۱ نمائش ہے فرامین کے فوٹو کی قیمت کے لئے، ۵۲ مکتوب الیہ نے جلسہ دستار بندی مین جو اسی سال ہوا تھا، فلسفہ قدیمہ و جدیدہ کے باہمی موازنہ پر تقریر کی تھی اُسکے متعلق ہدایت ہی،

۵۳ دیکھو مکتوب ۱۳۔

اگر مضامین اسقدر پشتگی ملجایا کرین تو مطبع آتی بھی وقت پر دلیسکتا ہی۔

مین لکھنؤ مین اگر کوٹھے پر چڑہا ہون تو حضرت ادریس کی طرح پھر کبھی اترنا نصیب

نہ ہوگا[1]۔ کوئی مکان ملتا، تو مین فوراً آتا۔

شبلی

اعظم گڈھ۔ ۲۲۔ جولائی سنہ ۱۹۰۷ء

(۱۶)

عجیب بات کہتے ہو، بمبئی جاؤنگا، اور لکھنؤ نہ آؤنگا[2]،

ہان نواب محسن الملک نے لکھا کہ یہان کے مشہور ڈاکٹر دعوت دیتے ہین کہ آپکا

معالجہ بلا کسی معاوضہ کے کرینگے، اور قیام وغیرہ کا بندوبست بھی انہی کی طرف سے

ہوگا، لیکن مین ابھی حرکت کے قابل کہان ہون!

احباب نے بھی رباعیان لکھین، الندوہ کے لیئے بھیجدونگا[3]، ایک صاحب

کو خوب مضمون ہات آیا۔ کہتے ہین۔

---

[1] مولانا لکھنؤ مین دار العلوم کے کوٹھے پر اس زمانہ مین رہتے تھے، پاؤن کٹنے کے بعد مکتوب الیہ نے لکھنؤ آنیکی خواہش کی تھی، اسکے جواب مین رقم ہی کہ اگر وہان آکر اسی کوٹھے پر رہنا پڑا تو اترنا چڑھنا مشکل ہوگا۔

[2] مصنوعی پاؤن بنوانے کے لئے مولانا بمبئی تشریف لے جارہے تھے، مکتوب الیہ نے لکھا تھا کہ کیا بمبئی سے پہلے لکھنؤ رونق افروز نہ ہون گے، اس کے جواب مین ہی۔

[3] ان رباعیون اور نظمون کے لیئے دیکھو الندوہ نمبر ۸، ۹ جلد ۴۔

کیا اس سے بھی ہوگی کوئی ساعت منحوس — زخمی ہوا جبکہ پاے شبلی افسوس
اک پانوں، عدم کو کیوں نہ جاتا اقبال[1] — تھا اہل فنا کو اشتیاق پابوس

شبلی

۳۱- جولائی ۱۹۰۷ء

(۱۷)

عزیزی-

ارتقاء پر جو مضمون تم نے لکھا[2]، گو مین نے نہین دیکھا، اور ممکن ہی کہ اچھا ہو، لیکن میری ناراضی کی وجہ یہ ہی کہ اس سے کم ظرفون کا حوصلہ بڑھتا ہی کہ ہم بھی اتنے ہین کہ لوگ ہمارا جواب لکھین، یہ کون یقین کریگا کہ تم نے لکھا ہی، سب میری طرف منسوب کرینگے۔

تم ایک نوٹ مین میری ناراضی کو ظاہر کردو، اور میرے بعض الفاظ کو اقتباس کرو، جواب مین تم کو مولانا روم کے شعرون سے استدلال کرنا تھا، وہ صاف ارتقاء کے قایل ہین، کیا وہ بھی قرآن کے مخالف ہین؟

---

[1] مولوی محمد اقبال - بی- اے مولانا کے ایک شاگرد عزیز، [2] حکماے اسلام اور مسئلہ ارتقا کی سرخی سے الندوہ جلد ۴ مین مولانا نے ایک مضمون لکھا تھا، اسپر بعض مذہبی حلقہ مین شورش ہوئی، اور بعضون نے سخت و شدید اعتراضات کا سلسلہ شروع کیا، مکتوب الیہ نے اسوقت قرآن مجید اور مسئلہ ارتقا کی سرخی سے ایک مضمون لکھا جسمین ثابت کیا کہ ارتقا کا خیال قرآن کے مخالف نہین۔ دیکھو الندوہ نمبر ۲ ج ۴

الفاروق کا جو پلکھاہی، تعجب ہی کہ حوالون کی کیونکر غلطی نکالی ہی، مین تو بہت احتیاط کرتا ہون، کچھ مثالین بھیج سکو تو بھیجو،

تاریخ طبری زیادہ تر سرؔ سیسے ماخوذ ہی، لیکن مین نے تمام رجال کی کتابون بلکہ تاریخ اسلام ذہبی مین ڈھونڈھا اس شخص کا پتہ نہین لگتا[۱]۔

پراونشل آفس کے جواب مین ندوہ کی طرف سے یہ کیون نہ لکھا جاسے کہ ہم دونون طرح کی مدد چاہتے ہین، مالی بھی اور اعزازی بھی، خیر اسکے متعلق قدوائی صاحب کو لکھون گا[۲]۔

شبلی ۱۹۰۷ء

(۱۸)

عزیزی۔

تم نے اپنی حالت کے متعلق حجابانہ طریقہ مین اظہار خواہش کیا ہی[۳] عزیزی! کیا اس کے کہنے کی حاجت ہی، تم ہر وقت میری آنکھون مین ہو، اور مین موقع ڈھونڈھتا رہتا ہون، لیکن اتنی جلد کون کامیاب ہوا ہی، میان حمید اس لیاقت پر جو زمانہ کے

---

[۱] مکتوب الیہ نے پوچھا تھا کہ طبری کا راوی سری کون شخص ہی،

[۲] صوبہ متحدہ کی گورنمنٹ نے دار العلوم کی امداد کے متعلق پوچھا تھا، قدوائی صاحب سے مقصود مسٹر مشیر حسین قدوائی بیرسٹر ہین جنکی تحریری تحریک بھی اس امداد مین شامل تھی،

[۳] مکتوب الیہ تعلیم سے فراغت کر چکا ہی، اب کوئی خدمت چاہتا ہی، اسکے متعلق یہ تسلی بخش نصائح ہین،

موافق بھی تھی، کتنے دنون کے بعد ٹھکانے لگے، خود میرا کیا حال ہوا! عمادی، کس حالت مین ہین!

سب سے پہلا موقع جو ملیگا مین تم کو پیش کرونگا، بھوپال مین تو علم کی کوڑی برابر قدر نہین حیدرآباد مین شاید کوئی صورت نکلے. لیکن ابھی تم کو شہرت کے عام منظر پر زیادہ نمایان ہوکر آنا چاہیئے، الندوہ بھی ایک ذریعہ ہی، اور مین تو ہر جگہ تمہاری نقابت کرتا ہی رہتا ہون، مین خود متفکر ہون کہ موجودہ حالت مین بھی تم کو کیونکر زیادہ مالی فایدہ پہنچاؤن؟

والسلام

شبلی۔ ۳ فروری ۱۹۰۸ء

(۱۹)

عزیزی

چندروز تک میرے مضمون سے اب پرچہ بالکل خالی رہیگا، دیکھو ایسا نہ ہوکہ اپنی حیثیت سے گرجاسے، ایک غزل بھیجتا ہون، اُسکو اخیر مین چھاپ دینا۔

اے آنکہ ہمی گوئی "و کز راز خبر دارم"	اندیشۂ خامے است، من نیز بہ سر دارم
اے رنگ نرخ جستہ، یک لحظہ توقف کن	من نیز ازین عالم، آہنگ سفر دارم
رُوئے و چنین روئے شایان نہفتن نیست	بگذار کہ این پردہ، از روئے تو بر دارم
ای دوست! مپرس از من رسم و رہِ تقویٰ را	اکنون کہ من بیدل، سودای دگر دارم
تا سال دگر خواہد شد رہنِ مے و مطرب	این خرقۂ مستوری کامسال بہ بر دارم

اے معتکفِ کعبہ! این جلوہ فروشی چیست؟ | من ہم بہ سرِ کوئے، گہ گاہ گذر دارم
رندی، و سیہ کاری، مستی و نظر بازی | زین گونہ اگر خواہی بسیار ہنر دارم
یک دیدۂ حیرانے از ہستیٔ من، باقی است | وان نیز پئے خواہم کز روے تو بر دارم
از زُہد و درغِ خود، بفسر بفستہ ام خلقے | اے دوست بجہمی دانی تا من چہ ہنر دارم
اے شبلیٔ نعمانی، این پردہ دری از چیست؟ | اینہا کہ زخود گفتی من نیز خبر دارم

۳- فروری ۱۹۰۸ء

بمبئی

(۲۰)

میرا مضمون تم کہاں رکھ گئے، صفر کے لیئے تم نے کچھ لکھا تھا یا نہیں، اگر لکھا تھا تو کہاں رکھ گئے ہو، اس بے پروائی سے تم جایا کرتے ہو کہ میں سخت پریشان ہوتا ہوں۔ محرم ہو چکا، صفر کا کچھ سامان نہیں، نہ مجھ سے کچھ کہا،

ہاں میں نے قرآن مجید پر جو کچھ لکھوایا تھا وہ کہاں ہے؟[۱]

شبلی

۲۶- فروری ۱۹۰۸ء- لکھنؤ

(۲۱)

عزیز من، فرائض میں، محاباۃ اور مدارا نہیں چل سکتا، اور تعلقات کے بدمزہ ہونے کا سبب

[۱] مولانا قرآن پر جو درس دیتے تھے طلبہ انکو یادداشت کے لیے لکھتے جاتے تھے اسی کی نسبت سوال ہے،

ہوتا ہے، تمہاری طبیعت قدرتی کاہل اور سست واقع ہوئی ہے، جسکو غالباً اب نہین بدل سکتے، اس لئے اب تم کو یہ طے کرنا چاہئے کہ تم الندوہ کی ایڈیٹری کر سکتے ہو یا نہین، کم از کم دو مہینہ پہلے ہر پرچہ کے تمام مضامین تیار رہنے چاہئین، تاکہ پرچہ وقت پر تیار رہے، تمام میگزین یہی کرتے ہین، اسکے ساتھ تمام اہل قلم سے خط کتابت رکھنی چاہئے، اگر تم یہ کر سکتے ہو تو مطلع کرو، ورنہ کیا فایدہ روز بروز طبیعت مکدر ہوتی جائے،

صفر کا پرچہ بھیجا تو الگ، خود میرا مضمون لیتے گئے، بھلا اس سے کیا فایدہ تھا،

شبلی

۹ - مارچ سنہ ۱۹۰۸ء

(۲۲)

عزیزی،

الندوہ عمادی کے ہاتھ مین دیدیا گیا، پہلی اپریل سنہ سے[۱]،

تم اپنی نسبت سر دست طے کرو، کہ اگر تم انگریزی واقعی محنت سے پڑھنا چاہو اور دو برس تک مستقل پڑھو اور اس قدر پڑھ لو کہ اچھی طرح کتب بینی کرنیکے قابل ہو جاؤ تو تمہارے وظیفہ کا جس کی مقدار موجودہ معاوضہ کے برابر ہوگی انتظام کیا جائے اور اگر مولویانہ کاہلی سرایت کر گئی ہے تو اور کچھ صورت سوچی جائے ۔

شبلی، ۳۱ - مارچ سنہ ۱۹۰۸ء

---

[۱] چند ماہ کے بعد پھر واپس دیا گیا دیکھو ۲۴

۲۳

عزیزی،

مجھکو حیدر آباد آنا پڑا، یہان ایک سرکاری کام سے طلب کیا گیا ہون[۱]، دو تین ہفتہ شاید رہنا ہو،

ندوہ کی تمام کاروائیان ابھی تک خواب خوش ہین، تعبیر نکلے تو اطمینان ہو، زمین کے لئے لکھنؤ

سے رپورٹ جا چکی، اب ہز آنر کے حکم کا انتظار ہے،

یہان نئی اسامیان[۲] تجویز ہوئی ہین، اس مین مین نے تمہارے لئے تحریک کی ہے، لیکن اس

تجویز کے جاری ہونے مین کم از کم سال بھر کی دیر ہوگی، ورنہ انشاء اللہ کامیابی کی بظاہر امید ہی،

والسلام

شبلی

۶ جولائی ۱۹۰۸ء، حیدر آباد

(۲۴)

عربی اخبارات مین نے منشی محمد علی کے پاس بھیجدیئے،

برکت علی شاہ امام مسجد چکوکی ڈاکخانہ خاص ریاست کپورتھلہ ضلع جالندھر، حضرت امیر حمزہ کا نسب

پوچھتے ہین،

[۱] حیدر آباد کی مشرقی یونیورسٹی کے وضع نصاب کے لئے،

[۲] یعنی حیدر آباد کی مشرقی یونیورسٹی مین، چنانچہ ۱۹۱۵ء مین نیم منظوری بھی ہو چکی تھی، لیکن مکتوب الیہ نے دار المصنفین

کے خیال سے انکار کر دیا،

طبقات ابن سعد سے لکھ بھیجو،

الندوہ کے مضامین کی فکر رکھو، مین اچھا ہونگا تو لکھونگا،

مطبع سے پوچھو کہ کیا کیا مضامین ان کے پاس موجود ہین، ترتیب مین بھی انکو ہدایت لکھا کرو،

شبلی

۲۶ - ستمبر ۱۹۰۸ء

(۲۵)

عزیزی

تم نے غلطی کی، اور ہمیشہ یہ غلطی ہوتی ہے کہ الندوہ مین علمی خبرین نہین دیتے ہو جسکی وجہ سے اکی ۲۰-۲۵ روپیہ کا نقصان اٹھانا پڑا،

مصر مین جامعہ مصریہ کا خاص پرچہ نکلا ہے یہی نام ہے، اسکے اڈیٹر سے خط کتابت کرو، اپنا پرچہ بھیجو اور مبادلہ کی درخواست کرو،

جلسہ سالانہ کے مختصر حالات اور ایڈریس عربی المؤید وغیرہ مین بھیجنا چاہیے تھا نہ بھیجا ہو تو اب بھیجو[1]

مین الندوہ کے لئے کوئی مختصر سا مضمون بھیجتا ہون،

شبلی حیدرآباد

۲۴ - جنوری ۱۹۰۹ء

---

[1] المؤید مصر مین مکتوب الیہ نے بھیجا، اور اُسنے خوشی سے دو نمبرون مین شائع کیا،

(۲۶)

عزیزی،

مین نے شرح نہج البلاغۃ معتزلی[51] ندوہ کے لئے خریدی جسکو ساتھ لاؤنگا۔ اسکے علاوہ متعدد کتابین بمبئی مین خرید کر کے، قاری میران شاہ سے بھجوائین، معلوم نہین پہنچین یا نہین، حصّے باقی رہ گئے تھے، وہ آج بھیجتا ہون، اس مین سے الہلال کا حساب صاف کردو، اور ایک اعجاز خسروی[52] مطبع نولکشور سے خرید لو، اور مصری جدید مطبوعات کے لئے رکھ لو،

مضمون کی بیان توقع نہین،

مین انشاءاللہ جلد آتا ہون، جدید اسٹاف[53] کا انتظام کرنا ہی،

والسلام

شبلی

۶۔فروری ۱۹۰۹ء، حیدرآباد

(۲۷)

دونون پرچون مین تمہارا مضمون بہت اچھا نکلا[54]، اب تم کو تصنیفی سلیقہ آچلا، البتہ عبارت کی ابھی تک کمزوری باقی ہی، وہ بھی جاتی رہیگی۔

یہ ممکن ہی کہ تم کو مصر بھیجا جائے، اسلئے اگر تم کسیقدر انگریزی پڑھ لیتے تو تمہاری ترجیح کو کوئی

---

[51] ابن ابی الحدید المعتزلی، [52] مصنفہ حضرت امیر خسرو دربیان صنائع و بدائع، [53] دارالعلوم کے لئے [54] الندوہ ج ۵، نمبر ۱۱ و ۱۲ مضامین ایمان بالغیب و مکررات القرآن،

شخص دبانہ سکتا،

ہان شذرات ضرور ہونا چاہیئے،

شبلی

۱۴- فروری سنہ ۱۹۰۹ء

(۲۸)

سید سلیمان،

نفح الطیب مین ایک موقع پر مصاحف عثمانی اور اس مصحف عثمانی کا ذکر ہی جو اندلس بھیجا تھا اور بڑی دھوم سے اسکا استقبال کیا گیا تھا، وہ مقام اگر تم کو یاد ہو تو وہ جلد آج نکال کر میرے پاس بھیجدینا[۵۱]، فہرست مضامین کتاب مین بھی اسکا ذکر ہے،

شبلی

۱- دسمبر سنہ ۱۹۰۹ء

(۲۹)

عزیزی،

۱- روپیہ کے لئے لکھدیا ہی[۵۲]، مولوی عبدالحئی صاحب دلوادینگے،

۵۱ مضمون علوم القرآن مین حوالہ کی غرض سے، یہ مضمون تہذیب الاخلاق اپریل سنہ ۱۹۱۰ نمبر ۲ مین شائع ہوا، واقعہ مذکورہ کتاب مذکور ج اص ۲۸۳ مین ہے، ۵۲ بغرض مصارف صیغۂ تصحیح اغلاط تاریخی جس کا سکرٹری مکتوب الیہ بنایا گیا تھا، دیکھو ۳۱ و ۳۲ نیز ۹-۸۰،

مصر جانے مین مشکلات ہین، چونکہ گورنمنٹ تک یہ مسئلہ جاچکا اور بار بار جاچکا، اور جواب نہین آیا اس لیئے یہ قطعی ہی کہ مرضی نہین ہی، اب خود دارالعلوم کی طرف سے بھیجنا، دانستہ مخالفت[۱] ہی، خود اپنی طرف سے جا سکتے ہو، لیکن رخصت کا تعلق کیونکر رہیگا، اگر روپیہ ہو تو خود جا سکتے ہو، اور یہ ظاہر ہے کہ واپس آنے پر معقول جگہ مل ہی جائیگی،

(۶) چھ مہینہ مین وہان کیا پڑھوگے[۲]،

شبلی

۲۰ - اپریل سنہ ۱۹۱۰ء - الہ آباد

(۳۰)

تمہارا کوئی خط نہین آیا، ناراض تو نہین ہو، بلاغۃ الغرب[۳] کے لیئے نہ لکھا ہو تو اب لکھدو، اور الندوہ سے روپئے لے لو، ضرور بھول نہ جانا، اس کی بہت ضرورت ہی،

یہان کچھ مین چندان کام نہین کر سکتا، لیکن یہ کیا کم ہی کہ جو اس پر چاہین، وہان تو گرمی نے بولا دیا تھا،

مولوی شروانی صاحب کی تحریر سے معلوم ہوا کہ انہون نے میرے تمام خطوط محفوظ رکھے ہین[۴]،

شبلی - ۳ - مئی سنہ ۱۹۱۰ء - کلکتہ

---

[۱] مکتوب الیہ دارالعلوم سے فارغ ہوکر گو دارالعلوم ہی مین ادب اور علم کلام کا مدرس ہو گیا تھا لیکن خود مولانا کی اور بعض اعیان قوم کی رائے تھی کہ مکتوب الیہ کو لغرض تکمیل، مصر بھیجا جائے اس بنا پر اسکے متعلق گورنمنٹ سے خط کتابت کیگئی [۲] مکتوب الیہ نے لکھا تھا کہ چھ مہینے کی رخصت لیکر مین خود اپنی طرف سے مصر جانا چاہتا ہون، [۳] ایک شخص نے مصر مین فرنچ لٹریچر کے عمدہ نمونون کا عربی مین ترجمہ کیا ہی، اُسی کا نام بلاغۃ الغرب ہی، [۴] مکتوب الیہ کو مکاتیب شبلی کے جمع کرنیکا خیال اسی زمانہ مین پیدا ہوا تھا (دیکھو ۹ - ۸۰)

(۳۱)

مسعودی نے کتاب التنبیہ والاشراف مین جہان جہان حصہ ہائے زمین کا نام لیا ہے، آسیا اور وفا، اور افریقیہ لکھا ہی، شاید مروج الذہب مین بھی یہ الفاظ آئے ہون[۱]،

تصحیح اغلاط کا کام غالباً تم نے چھوڑ دیا، اور اس عذر سے کہ مولوی عبد الحی صاحب روپئے نہین دیتے، اتنی خفیف رکاوٹون سے کام رکا نہین کرتے،

مین انشاء اللہ جلد آتا ہون، کیا کہون وہان کا پانی میرے لئے نہایت مضر ہی، یہان مین خوب کھاتا ہون،

شبلی

۳ جون سنہ ۱۹۱۰ء

(۳۲)

عزیزی،

تمہارے مضمون تصحیح اغلاط پر ارباب علیگڈھ کسقدر جلد چونکے، فوراً ایک کمیٹی قائم ہوئی اور مختلف کورسون کی جانچ کے لئے مختلف کمیٹیان قائم ہو گئین لیکن ندوہ کا ذکر نہین، بلکہ بیان کیا گیا کہ یہ کام ہم

---

[۱] مکتوب الیہ اس زمانہ مین "جغرافیہ اور مسلمان" پر عربی مین مضمون لکھ رہا تھا، اسی سلسلہ مین معلوم ہوا کہ یاقوت رومی نے معجم البلدان مین اسیا، یورپ، (اورفا) کی اصطلاح لکھی ہی، یہ تعجب مولانا سے ظاہر کیا، اسکے جواب مین یہ ہی،

[۲] انگریزی کتابون مین اور کورس مین اسلامی تاریخ اور معلومات کے متعلق جو غلطیان ہین، اُنکی تصحیح کا کام ندوہ کی زیر نگرانی کیا جائے، یہ کام ایک حد تک مکتوب الیہ نے انجام دیا،

پہلے سے کر رہے ہین، خیر کام ہونا چاہئے کہین سے ہو، تاہم تمہارا دائرہ الگ ہی، وہ صرف گورنمنٹ کو مطلع کرینگے اور تم کو تصیح سے تعلق ہی،

مولوی خلیل الرحمن صاحب کا خط آیا ہی کہ **سید سلیمان** تمہاری تربیت و تعلیم کا اصلی نمونہ ہین اس لئے وہ نماز نہین پڑھتے، شاید فجر کی نسبت ان کا الزام صحیح ہو، مخالفین کو کیون ایسا موقع دیتے ہو،[1]

تصیح اغلاط کے لئے چندہ کی اپیل کرو، لوگ ضرور چندہ دینگے،

میری طبیعت اب تک صاف نہین،

شبلی

۱۶ ۱۰ اگست سنہ ۱۹۱۰ء - اعظم گڈھ

(۳۲۳)

عزیزی،

میرے کمرہ مین دو مجموعہ مسودات ہین، ان مین شعر العجم کا حصہ سویم بھی ہی جس مین تیسرے حصہ کی تمہید، اور فغانی، فیضی، عرفی، نظیری، طالب آملی، کلیم، صائب کی سوانح عمریان ہین،

تمہید **الندوہ** مین بھی چھپ چکی ہی، مل سکے تو وہ پرچہ لے لینا، یہ سب مرتب کر کے رجسٹرڈ پارسل مع بیمہ علیگڈھ مطبع فیض عام مین منشی محمد علی سے بھجوا دینا،

شبلی

۵ ۱۰ اکتوبر سنہ ۱۹۰۹ء

---

[1] سبحانک ھذا بہتان عظیم،

(۳۴)

عزیزی،

یا تو موسم لکھنؤ مین جھلس رہا تھا یا یہان بہشت کی ہوائین آ رہی ہین، تمام دن، اور تمام رات اس قدر ہوا کے جھونکے آتے رہتے ہین کہ بیان نہین ہو سکتا، شاید ابکی زیادہ رہون،

ہان اب اللہ وہ یون چلتا نظر نہین آتا، پھر تم اپنے بات ہین لو، جو شرطین پیش کرو گے منظور کرونگا مجھکو اللہ وہ سے کوئی غرض نہین لیکن وہ درحقیقت ندوہ کا ایک اعلان ہی اُسکو ٹوٹنا نہین چاہیے،

حماسۂ بحتری یہان ملا، نہایت گران ہی، انتخاب بھی اچھا نہین لیکن پھر نایاب چیز تھی اسلئے خریدی وقف[۱] کا معاملہ طول پکڑ رہا ہی اور زیادہ قوت کے صرف کرنے کی ضرورت ہی، یہان پوری کارروائی ہوگی، گو ایک گروہ مخالف بھی ہی، علماء نے کہین اختلاف نہین کیا، پشاور، اور رام پور کی رائین قانون کے متعلق آگئین،

عزلین ہو رہی ہین لیکن پھیکی، کہان تک؟ آخر عمر اور سن کا بھی کچھ تقاضا ہی!

شبلی

۲۹- مئی سنہ ۱۹۱۱ء بمبئی

(۳۵)

عزیزی،

مجھکو شاید دیر ہو جائے، اسلیئے رسالہ عربی[۲] کی نسبت تاکید کر دو کہ چھپ جائے، پروف کی تصحیح

---

[۱] تحریک وقف اولاد [۲] جرجی زیدان کے تمدن اسلام کی تنقید بزبان عربی،

مولوی شیخ محمد صاحب سے بھی کراؤ،

ایک کاغذ اس خط مین ملفوف ہی، اسکو افضل صاحب کاتب کے پاس بھجوا دینا۔ افضل صاحب کے پاس شعر العجم کے چار صفحون کی ترمیم رہ گئی ہے وہ منگوا کر، مطبع مفید عام آگرہ مین بر نگ بھجوا دینا،

نوٹس مردم شماری نو مسلمان[1]، زمیندار مین ضرور بھیجنا، اور اخبارون مین تو مین نے دیکھا،

شبلی

۲۸۔ جنوری سنہ ۱۹۱۲ء

(۳۶)

سید سلیمان

رکن الدین[2] نے یہ تجویز پیش کی ہی کہ الندوہ کے دو صفحے طلبۂ قدیم ندوہ کے لیئے خاص کر دیئے جائین، اسکی سرخی "طلبۂ قدیم دار العلوم" ہو اور اسکے ذیل مین طلبہ کے اپنے بھیجے ہوے حالات یا خیالات درج ہون، جس کا مقصد بڑا یہ ہوگا کہ تمام طلبہ مین یک جہتی اور اتحاد خیالات اور ہمدردی ندوہ پیدا ہو،

شذرات مین اس کا ذکر کر دو، اور اسپر اظہار مسرت کرو لیکن مین دیکھ لون تب مطبع مین بھیجو،

---

[1] بسلسلۂ حفاظت اسلام، نو مسلم آبادیون کا نقشہ مطلوب تھا، اس زمانہ مین آریون کی شورش کی بنا پر مولانا نے مجلس اشاعت و حفاظت اسلام قائم کی تھی، جگہ جگہ خود دورہ کرتے تھے، اور دور کے مقامات مین واعظ بھیجے تھے، مکتوب الیہ اس مجلس کا جوائنٹ سکرٹری تھا، آئندہ خطوط مین اسی تعلق سے اسکے متعلق ہدایات اور تذکرے ہین۔ دیکھو ۴۱، ۴۲، ۴۳،

[2] مولوی حکیم رکن الدین دانا، ندوی،

رکن الدین کا کارڈ مرسل ہے، اُن کا پتہ محفوظ رہے،

شبلی

۹ فروری سنہ ۱۹۱۲ء

(۳۷)

عزیزی سید سلیمان سلمہٗ،

ممکن ہے کہ مین آج کلکتہ چلا جاؤن، اسلیئے ہدایات ذیل پر عمل کرنا چاہیئے،

۱- مین نے نومسلمون کی ایک مسل[۱] بنوائی ہی، کاتب سے لیکر اُن لوگون کے نام اور اڈریس لکھ لو، جن لوگون نے نومسلمون کے متعلق خطوط بھیجے ہین،

نومسلمون کے متعلق ایک اپیل جلی خط مین عبدالولی صاحب کے ہان چھپوایا ہی، لیکن ابھی انہی کے ہان ہی، وہ منگوا کر ان اشخاص کے نام ایک ایک دو دو پرچے بھیجدو،

ایک خط کا مسودہ کاتب کو دے آیا ہون، ہر اپیل کے ساتھ وہ خط بھی بھیجدو، میرے دستخط کاتب صاحب لکھدین،

۲- اپیل مذکورہ بالا کی نسُو کا بیان میرے نام اس پتہ سے بھیجدو، شبلی۔ مکلاوڈ اسٹریٹ نمبر ۱۳۔ کلکتہ،

۳- ممکن ہی کہ میری ڈاک ڈاکیہ باہر سے سیڑھیون پر پھینک جاتا ہو، اسلیئے کاتب صاحب سے کہدو کہ جب دروازہ کھولین تو یہ دیکھ لیا کرین کہ خطوط وغیرہ تو نہین ہین، ڈاک جمع ہوتی جائے پھر

[۱] دیکھو ۳۶،

مین منگوالون گا،

۴- طلبہ کا جو وفد باہر جائے ان کو خوب سمجھا دو کہ ہر جگہ انتخاب ڈلیگیٹ کا جلسہ کرائے، یعنی لوگ جمع ہون کہ سالانہ جلسہ کے لئے ڈلیگیٹ منتخب کرین، اور اخبارات انگریزی و اُردو مین اسکے متعلق تار چھپے، یہ نہایت ضروری کارروائی ہی، ہر جگہ ایسا مجمع گو (دو ہی چار آدمی جمع ہون) باسانی ہو سکتا ہی،

۵- امام **مالک** کی مدونتہ کے ساتھ ابن رشد کی کتاب فقہ مین چھپی ہے، نہایت عمدہ ترتیب ہی اور فقہ کی تمام کتابون سے افضل ہے،

شبلی

۱- مارچ سنہ ۱۹۱۲ء- الہ آباد

(۳۸)

عزیزی،

مین کل کلکتہ پہنچا، شائد دو تین دن قیام ہو، اشاعت کا کام یہان شروع کرا دینا چاہتا ہون، خطوط لوگون کے نام بھجوا دینا[۱]، غلط نامہ تیار کر کے مطبع مین دیدو[۲]، شکر ہی کہ ورنیکولر اسکیم کمیٹی مین[۳] پوری کامیابی ہوئی، مین نے جو یادداشت لکھی تھی، انگریز اور ہندو ممبر دونون نے حرف بحرف اس سے اتفاق کیا، اور اردو، ناگری کی حالت مین آنے سے رُک گئی، ۱۵- مارچ کو پھر کمیٹی ہے،

شبلی

کلکتہ، ۳- مارچ سنہ ۱۹۱۲ء

---

[۱] متعلق حفاظت اسلام، [۲] غلط نامہ الانتقاد [۳] دیکھو ۹-۹۷-۱۴۱-۵۲.

۳۹

عزیزی سید سلیمان صاحب،

اشاعت[1] کے جوابات آرہے ہین ،میری دانست مین خط ملفوف، اور اُسکے ساتھ اور مطبوعہ کاغذات کے پمفلٹ بھیجو، چند لوگون نے استحسان اور ممبری قبول کی ہے، بہ انداز رقم ممبری،

میان مسعود سے کہو کہ ہیجیش سے تنگ آکر یہان آگیا، یہان کی آب و ہوا بہت موافق ہے اور مکان نہایت خوش منظر، اسلئے غالباً اخیر ماہ تک رہون،

دس (۱۰) ماہوار پر مسلم گزٹ مین ایسے ابتدائی معلمون کے لئے اشتہار دیدو جو دیہات مین جاکر اردو کی ابتدائی کتابین اور قرآن مجید پڑھا سکین،

صیغۂ اشاعتِ اسلام[2] کے نام کی ابھی ضرورت نہین ۔ آریہ بھڑکین گے، صرف میرا نام لکھدو،

شبلی

۳۰ جنوری سنہ ۱۹۱۳، الہ آباد

(۴۰)

برادر عزیز،

خط پہنچا، آپکے پروگرام کے ابتدائی حصے سے مین سردست متفق نہین، اسی پہلے پروگرام کو آپ کی چند رایون کے انضمام کے ساتھ بھیجتا ہون،

---

[1] مجلس اشاعت و حفاظت اسلام [2] مکتوب الیہ کی رائے تھی کہ صیغہ حفاظت اسلام عیسائی مشنریون کے طریقہ سے بڑے پیمانہ پر ہو، مولانا کی تجویز تھی کہ کام آہستگی اور خاموشی سے کیا جائے،

بڑے بڑے امراء ابھی شریک نہین ہونگے، بلکہ ایسے بڑے پروگرام سے بھڑ کینگے، ان سے استفسار کرنا اور ناکامیاب ہونا دل شکستہ کردیگا، اسلئے ابھی بہت اونچا نہ دیکھئے، اگر مارچ مین اس کا ابتدائی اجلاس کہین منعقد ہوجاتا تو آگے کو رستہ نکلتا،

غلام حسین عارف کو خاص طرح پر لکھنا چاہیئے شاید کلکتہ مین انتظام ہوسکے،

لکھتے ہو کہ لوگ میرے نام کی تکرار سے گھبرا گئے[۱] بھائی یہ کاغذات دو برس سے چھپے پڑے ہین، بیسیون ضروری فرائض آنکھ سے دیکھتا ہون اور زبان سے ہر وقت ہائے پکارتا ہون، اسی اشاعت کے متعلق الہلال مین خط تک چھپوا دیا، جب کوئی نہ کرے تو کیا کرون، واللہ اب نام و نمود اور افسری کا شوق نہین، کوئی کرے اسکے ساتھ ہون اور پیرو بن سکتا ہون،

روپیہ مولوی فضل الرحمٰن سے جمعہ کی تعطیل[۲] کے متعلق جو جمع ہی، اُس مین سے بطور قرضہ کے لو حساب درست رہے مین اگر ادا کردونگا،

یہان ذرا صحت اچھی ہی، اسلئے مقیم ہون عبد السلام آجائین تو آجاؤن کہ ان کا یہان آنا دقت طلب ہے

کلکتہ، پٹنہ، بھوپال، رامپور مین اشاعت کے کاغذات کیا بہت کم گئے، پرنس ارکاٹ کو انگریزی خط لکھوا کر اُسکے ساتھ کاغذات بھیجو، غلام احمد خان[۳] کو خاص طرح پر لکھو خود اپنی دستخط سے بھیجو،

---

[۱] ندوہ کے دیگر کارکن ہر کام کی ابتدا ان کے نام سے دیکھکر جلتے تھے، اسلئے مکتوب الیہ کی رائے تھی کہ دوسرے لوگون کے نام سے کام کیا جائے کہ ان کی یہ بھی زائل ہو، [۲] سرکاری دفاتر مین نماز جمعہ کی تعطیل کیلئے مولانا نے تحریک شروع کی تھی اسکے فنڈ کی طرف اشارہ ہی دیکھو ۹-۱۰۴، [۳] نواب غلام احمد خان کلامی مدراس،

ورجنٹ سکرٹری اشاعت اپنا نام لکھو

تم کہتے ہو کہ بجائے اپنے مشیر حسین، یا نواب علی حسن خان کا نام لکھوں، وقف اولاد کے متعلق ابتداءً مین نے خود اشتہار دیا تھا کہ جو چندہ بھیجا جائے منشی احتشام علی کے پاس بھیجا جائے، صرف ۸ ملے ان کے پاس آئے تھے، پھر اچھے صاحب[۱] کے نام سے انگریزی کاغذات بھیجے، ایک شخص نے الٹ کر جواب نہین دیا، مشیر حسین[۲] وغیرہ کا نام لکھ کر دیکھ لو، ایک درجن آدمی بھی جواب نہ دینگے تجربہ کرو تو معلوم ہو جائیگا، تم سمجھتے ہو کہ مین اپنے نام کے لئے ہر کام مین اپنا نام رکھتا ہون، لیکن سبب تجربہ کر کے، ایسا کرنا پڑتا ہی،

منشی احتشام علی صاحب نے بار بار دارالعلوم کے معاملہ مین ڈایرکٹر اور انسپکٹر سے خط کتابت کی، جواب تک نہ آیا، جمعہ کی تعطیل کا رزولیوشن، نواب علی حسن خان کی طرف سے ہزآنر کے پاس بھیجا گیا، ابھی تک جواب کا پتہ نہین، اچھے صاحب شکایت کرتے تھے،

چونکہ ایک غلط خیال جما جاتا تھا، مجھکو طول دینا پڑا، تمہارا مسودہ مین نے پسند نہین کیا، اشاعۃ الاسلام کو حک و اصلاح کے بعد بھیجتا ہون، دو ہزار یا زیادہ چھپوا لو، اور بڑا خط بھی لیکن باریک کاغذ پر اس قدر دبیز نہین،

شبلی

۲۳- جنوری سنہ ۱۹۱۳ء، الہ آباد

---

[۱] سید رشید الدین صاحب لکھنوٴ، عزیز خاص نواب علی حسن خان صاحب،

[۲] مسٹر مشیر حسین قدوائی بیرسٹرایٹ لا،

(۱۸)

عزیزی،

ارادہ ہی کہ اخیر ماہ تک یہان رہون، پھر دورہ کو اٹھون، دورہ ہی مین گرمیان آجائنگی اور سفر کا سر بمبئی سے ملجاے گا، اس لیئے رکشا پر جو نوکر ہی، اُسکو اِس مہینہ کے جتنے دن تک رہا ہی تنخواہ دیکر علیحدہ کردو،

انگریزی معلومات کو دیکھ لیا[1] سب گوڈر ہی، ان کے ترجمہ پر وقت اور روپیہ ضایع کرنا بے فائدہ ہی، منشی انعام الرحمن کی نیک مزاجی، پابندیٔ وقت۔ لیاقتِ ترجمہ سے مین بہت خوش، ہون لیکن اب کوئی کام نہین، ۱۵ فروری ۱۳ء سے ان کا تعلق نہ رہیگا اُنکو مطلع کر دینا چاہیئے، عبدالسلام کو لکھو کہ وہ چھ مہینے کی رخصت لین اور موجودہ رخصت ختم کرکے میرے پاس آجائین سفر مین بھی مین ان کو ساتھ رکھون گا،

تاریخ خمیس کی دوسری جلد بھی بھیجدو

تم اب کیا کر رہے ہو، اگر اور کوئی کام نہ ہو تو اب دوسرے حصہ کے اجزا[2] لے لو، ارکان کے پاس خطوط کی نقل گئی یا نہین[3]،

شبلی

الہ آباد، ۵۔ فروری ۱۹۱۳ء

---

[1] متعلق سیرت [2] یعنی سیرۃ نبوی کے

[3] متعلق واقعۂ میر عبدالکریم مدرس دارالعلوم،

(۴۲)

برادرم،

دیکھا! پانسو اشتہارات اور کل ۲۰-۲۵ جواب، انہی باتون کو مین دیکھ رہا تھا[۱]، خیر اب تو پیچھے ہٹنا نہین ہے، زنہار اس رسید ہی سے کام نہ لو، ورنہ شاہ سلیمان اور مولوی خلیل الرحمن صاحب فوراً آکر ہاتھ پکڑ لینگے اور کچھ کرنے نہ دینگے[۲] **ندوہ** سے بالکل آزاد رہنا چاہئے، ایک "مؤتمر دینی عمومی" کا مسوّدہ لکھ کر چھپنے کو دیدیا ہی، وہ اصل اسکیم ہے جسپر چلنا ہی، آجاے تو بھیجدون، آج جن لوگون کے جواب قبول ممبری کے آئے ہین حسب ذیل ہین،

سید عبدالودود- بریلی، الطاف حسین، وکیل عدالت منصفی ایٹہ، خان بہادر فخرالدین، بانکی پور، انجمن[۳] فنڈ نے تو مجھ سے کہا تھا کہ ۱۲ فروری کو تمام مساجد مین مکاتب کھل جائینگے، یہ ایک مہینہ کی بات ہی پھر آپ کی تحریک کے کیا معنی؟

کارڈ کا نقشہ بعد اصلاح مرسل ہی۔

ہان مولوی ناصر حسین صاحب کی کتاب فوراً بھجوا دو،

شبلی

۶- فروری سنہ ۱۹۱۳ء

---

[۱] متعلق اشاعت

[۲] ندوہ کی طرف سے جناب شاہ سلیمان صاحب وغیرہ نے اشاعت کی رسیدین چھپوائی تھین، مکتوب الیہ نے چاہا تھا کہ ان رسیدون کو کام مین لائے، [۳] لکھنؤ کی ایک مجلس جو مساجد کا اہتمام کرتی ہے،

(۴۳)

عزیزی،

(۱) تم عرب بائدہ، یا عرب کی ان مہذب سلطنتون کے پیچھے نہ پڑو[۱]، جو یمن، شام وغیرہ مین قائم تھین، ان کے متعلق چند صفحات مین اجمالی بحث کافی ہوگی، تمام کوشش، نجد، حجاز، یثرب کے متعلق معلومات کے جمع کرنے مین صرف کرنی چاہیئے، تم انہی مقامات کے متعلق مزید معلومات بہم پہنچاؤ، آبادی کعبہ اور حضرت ابراہیم و اسمٰعیل کے واقعات مین جسقدر تفصیل مل سکین محقق، وہ تلاش کرو،

(۲) عبدالوہاب نجدی کی کتاب الہدی النبوی کے چند صفحات کی نقل بھیجو، تو مین اس کے متعلق راے قائم کرکے اس کی نقل کی اجازت دون،

(۳) تاریخ الاسلام لابراہیم بن عبداللہ کی جو عبارت تم نے نقل کی ہی، اس مین کوئی نئی بات نہین یہ باتین اور کتابون مین مذکور ہین، صرف یہود سے جزیہ نئی بات ہی، لیکن اس کا ثبوت نہین،[۲]

شبلی

۱۸- اپریل سنہ ۱۹۱۳ء

لکھنؤ

---

[۱] سیرت کے لئے بطور مقدمہ کے عرب جاہلیت کی تاریخ کی ضرورت تھی، اسی کے متعلق یہ ہدایت ہی اسی مقدمہ کو بڑھاکر مکتوب الیہ نے ارض القرآن کر دیا ہے،

[۲] یہ دونون کتابین بانکی پور کے کتب خانہ مین ہین،

(۴۴)

عزیزی،

جن انگریزی کتابون کو لکھا ہی، اُنکو بے تکلف خرید لو، اور مجھکو قیمت لکھ بھیجو کہ بھیجدون، لکھنؤ مین جب آؤ گے تو غریب خانہ حاضر ہے،

سیرۃ **شامی** فی الواقع سب سے بڑی اور محققانہ کتاب ہی لیکن افسوس کہ ملتی نہین، عماد بن کثیر کی تاریخ کا پتہ لگاؤ، وہ بھی نہایت محققانہ اور محدثانہ ہی، عبدالوہاب نجدی کی سیرۃ کی نقل تم نے نہین بھیجی، **دولابی** کے دو چار صفحے بھیجدو،[1]

اشرار... کا جواب لکھنا ضرور ہی، ان منافقین نے ایک طرف تو حکام مین یون سرخروئی پیدا کی کہ مولوی عبدالکریم کی معطلی[2] پر ہم نے لوگون کو آمادہ کیا اور مجارٹی حاصل کی،

---

[1] یہ کتابین بانکی پور کے کتبخانہ مین ہین اور سیرۃ کے متعلق ہین، مکتوب الیہ نے ان کی اطلاع دی تھی،

[2] مولوی عبدالکریم، دارالعلوم کے ایک لائق مدرس تھے، مولانا کے بعد الندوہ کی اڈیٹری مقامی ارکان نے ان کے سپرد کی تھی، جس کے وہ حقیقت مین اہل نہ تھے، اسی اثنا مین انھون نے جنگ طرابلس کے زمانہ مین جبکہ مسلمانون کے جذبات بے انتہا برافروختہ تھے، الندوہ ج ۹ نمبر ۶ مین جہاد پر ایک غیر مآل اندیشانہ مضمون لکھا، جو گو اسوقت کے عام جذبات اسلامی کے مطابق تھا، لیکن احکام اسلامی کے مطابق نہ تھا، مولانا نے مقامی ارکان کے مشورہ سے مولوی عبدالکریم کو چند روز کے لئے معطل کردیا اور ڈپٹی کمشنر کو ندوہ کی برأت کی اطلاع دیدی، عام اخبارات مین اسکے متعلق بڑی شورش مخالفین کی طرف سے پھیلائی گئی، اسی واقعہ سے عام برہمی کی ابتدا، اور آخر استعفا تک نوبت پہونچتی ہے، دیکھو ۱۴-۲،

دوسری طرف مجھکو قوم مین سخت بدنام کیا، اور ہر جگہ اپنی برأت کا ڈھنڈورا پیٹتے ہین اور یہ سب کو یقین دلایا کہ ہم نے جو کچھ کیا شبلی کی دھمکی سے کیا،

افسوس ہی کہ مین اب تک صحیح نہین ہوا اور خود اپنے ہاتھ سے خط نہین لکھ سکتا،

شبلی نعمانی بقلم عبد السلام

بمبئی

(۴۵)

عزیزی،

سلام مسنون، تم کو مفصل خط لکھا تھا، افسوس نہین پہنچا، تعلق[۱] کرکے پوچھنا کیا! اگر جائز ہے تو عارضی اور مستقل دونون اور ناجائز ہے تو دونون، بہرحال آپکو جو پسند ہو مین کیونکر اُسکو ناپسند کرسکتا ہون،

اجزائے تیار شدہ، مسودہ یا صاف جو کچھ ہو رجسٹرڈ بلکہ بیمہ کرکے بھیجدیجئے[۲]،

یہان لکھنؤ کی بہ نسبت غذا دونی ہی، لیکن ضعف نہین جاتا، پھر بھی بہت غنیمت ہی،

کندی[۳] کی کتاب وُلاۃ مصر عمدہ چھپی اور مین نے لے لی ہے،

شبلی

۹ - جون سنہ ۱۹۱۳ء - بمبئی

---

[۱] مکتوب الیہ الہلال کے اڈیٹوریل اسٹاف مین داخل ہوگیا تھا [۲] سیرت کے لئے، تاریخ عرب، اور پیغمبر اسلام دیورپ پر جو کچھ مکتوب الیہ نے لکھا تھا، دیکھو مکتوب، ۴۴ و ۴۸، [۳] عبد الحکیم کندی حکام مصر کی از ابتداے فتح تا زمانہ مصنف تاریخ ہے معتبر اور قدیم تصنیف ہی،

(۴۶)

عزیزی،

افسوس ہی تمکو میرے خطوط نہین ملتے، تم نے جو کچھ لکھا ہی، رجسٹری اور بیمہ کرا کے بھیجدو یعنی مصنفین یورپ، اور عرب قبل اسلام پر اب مین عنقریب شروع سے مکمل کر دینا چاہتا ہون کہ چھپنے کے قابل ہوتا جائے، غزوات پر مفصل ریویو لکھ رہا ہون۔

افسوس ہی اسدفعہ یہان بھی اچھا نہین رہتا۔ ملیریا کی شکایت رہتی ہے۔

شبلی

بمبئی - ۱۵- جون سنہ ۱۹۱۳ء

(۴۷)

عزیزی

افسوس ہی تمہارے پاس کوئی خط نہین پہنچتا۔ متعدد خطوط تم کو لکھ چکا، ایک کا جواب نہین آیا خیر مختصر یہ ہی کہ جو کچھ تم نے سیرۃ کے متعلق لکھا ہی یعنی مصنفین یورپ پر ریویو، اور عرب قبل اسلام وہ رجسٹرڈ اور بیمہ کرکے بھیجدو،

تم سے خط کتابت رہتی تو بہت سی باتین لکھنی تھین۔

شبلی

۲۲- جون سنہ ۱۹۱۳ء

(۴۸)

عزیزی،

تم نے کعبہ کی تعمیر اور ذبیح[۵۱] کے متعلق کچھ نہین لکھا۔ قرآن مجید مین فبشرناہ بغلام حلیم جہان ہے اس سے ہر شخص نے حضرت اسحاق کو مراد لیا ہی کیونکہ بشارت کا لفظ انہی کے متعلق دوسرے مواقع مین آیا ہی، اور اسی آیت کے بعد یہ آیت ہی فلما بلغ معہ السعی الخ اسلئے اس سے بھی حضرت اسحاق مراد ہو سکتے ہین، اس کا کیا جواب ہی؟

صفۃ جزیرۃ العرب[۵۲] کہان سے ہاتھ آئی، سوسائٹی[۵۳] مین ہو تو دریافت کرو،

قبل عرب کے حالات مرتب ہو جائین تو کتاب کا نصف حصہ یعنی وفات تک کے حالات تیار ہین

ندوہ کے متعلق تم نے مطلق خاموشی اختیار کی، حالانکہ اب تم آزاد ہو،

شبلی

بمبئی - ۱۴ - جولائی سنہ ۱۹۱۳ء

(۴۹)

عزیزی،

اب مین الہ آباد جانا چاہتا ہون - غالباً ایک آدھ ہفتہ یہان اور رہون -

سیرۃ کا پہلا حصہ گویا ختم ہو گیا ہی، غزوات پر ایک مستقل باب اخیر مین لکھا ہی اور تمام

---

۵۱ یعنی حضرت اسماعیل و اسحاق مین سے ذبیح کون تھا، ۵۲ ابن الحائک الہمدانی الحمیری کا جغرافیہ عرب ہی مصنف چوتھی صدی کا آدمی ہی ۵۳ ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ،

غزوات ایک خاص سلسلہ مین آگئے ہین، بہت سی باتین نئی ہاتھ آئین،

عرب کا مضمون تمہارا واپس بھیجدونگا، انگریزی مواد مین بعض چیزین نئی ملین حضرت اسمعیل کے متعلق ایک انگریز نے ایک مستقل کتاب لکھی ہے اور تمام مباحث پر فیصلہ لکھاہی، ثابت کیاہی کہ وہ نہ ذبیح تھے نہ مورث عرب[1]۔ قرآن مجید پر ایک مستقل تصنیف[2] ملی،

ارادہ ہی کہ دو تین مہینہ مین، ابتدائی اجزاء مطبع مین بھیجدون،

سیرت کے متعلق عام جو امور ذہن مین آئین یعنی کن کن امور پر زیادہ توجہ کی جائے وغیرہ وغیرہ انکو وقتاً فوقتاً جب جو بات ذہن مین آئے، لکھ بھیجا کرو،

شبلی

بمبئی - ۲ - اگست ۱۹۱۳ء

(۵۰)

عزیزی

تمہارے ایک خط سے معلوم ہوا تھا کہ جغرافیہ بطلیموس، جغرافیہ فارسٹر، اور جدید سیاحت نامہ ہاے یمن، وہان انگریزی دوکانون پر مل سکتے ہین، بطلیموس کی قیمت دریافت کرو اور باقی کتابین وی پی بھجوادو،

مولوی ابوالکلام صاحب آج کل لکھنؤ مین ہین، ندوہ کی حالت دیکھ کر بہت متاسف ہین کہ اسقدر جلد کیونکر یہ حالت ہوگئی، مسٹر مظہر الحق گئے تھے بہت برا اثر لیکر آئے، لڑکے تو اس قدر

---

[1] دیکھو مکتوب ۵۲، ۵۵، ۵۶، نیز حمید ۱۶۱ [2] دیکھو مکتوب ۵۶،

غمزدہ ہین گویا ماتم کدہ مین ہین لیکن پھر وہی تقدیر۔

شبلی

بمبئی - ۱۳- اگست سنہ ۱۹۱۲ء

(۵۱)

عزیزی۔

کارڈ پہنچا۔ سیرت کی جو کتابین تمہارے ہان ہون اُن کو بھیجدو خصوصاً رحلۃ الحجازیہ[۱] کی ضرورت ہے بضمون مین اضافہ کرلو، لیکن انداز تحریر بدلنے نہ پائے یعنی جوڑ معلوم نہ ہو۔

مضامین کے سلسلہ کے متعلق امور ذیل ملحوظ رکھنے چاہئین،

۱۔ مختلف اخبارات مین شائع ہون۔

۲۔ مختلف النوع ہون بعض ظرافت اور لطافت آمیز بعض بالکل سنجیدہ، بعض کھلے خطوط بنام ...... ان خطوط مین بالکل سادہ اور بے غرضانہ انداز سے یہ بتانا چاہئے کہ ندوہ کی ترقی دینے کے لئے حسب ذیل چیزین ضروری ہین،

دائرہ اثر، قوت تقریر یا تحریر۔ اطراف مُلک کا دورہ۔ احباب پر اثر۔ ریاستون سے تعلقات

مولوی محمد علی صاحب نے سب سے پہلے بذریعہ وحید الزمان خان وقار الامراء سے سو روپیہ مقرر کرائے پیری مریدی کی وجہ سے اُن کا اثر تھا۔ شبلی نے بھوپال۔ رامپور۔ آغاخان سے اپنے اثر کے ذریعہ

---

[۱] یعنی خدیو مصر کا سیاحت نامۂ حج، خود خدیو کے ایک درباری نے لکھا ہے مصنف نے کتاب مولانا کے پاس ہدیۃً بھیجی تھی،

سے کام لیا۔ اب آپ کس طریقہ سے ندوہ کو ترقی دینگے۔ ان مین سے کونسا طریقہ آپ اختیار کر سکتے ہین۔

یہ خط اس طرح کا ہونا چاہیئے کہ ذرا بھی کنایہ اور تعریض نہ ہو بلکہ اس طریقہ پر ہو کہ ان کو جواب دینا لازمی ہو جائے۔

۳۔ سب سے مقدم یہ ہی کہ جلسہ انتظامیہ جس نے یہ کاروائیان کی ہین اسکی سخت بے قاعدگی دکھائی جائے، حسب ذیل۔

(۱) دستور العمل مین قاعدہ ہی کہ ہر فیصلہ طلب امر پندرہ دن پہلے ارکان کے پاس پہنچ جاے اور اُن کی تحریری رائین منگوائی جائین۔ شبلی نے استعفا جو بھیجا وہ جلسہ سے صرف چند روز پہلے اس لیے وہ پندرہ دن قبل، ارکان کے پاس کیونکر پہنچ سکتا تھا۔

(۲) دستور العمل کے رو سے ناظم کا تقرر جلسہ عام کی منظوری کے بعد ہو سکتا ہی۔ تنہا جلسہ انتظامیہ نے کیونکر ان کو ناظم بنایا، اور کیونکر انکو اختیارات حاصل ہو گئے،

(۳) جدید انتظام مین تمام معتمدیان توڑ دی گیئن، لیکن یہ تجویز ارکان کے پاس مطلق نہین بھیجی گئی، عین وقت پر مولوی عبد الحئی صاحب نے پیش کی اور منظور ہو گئی، یہ کیا طریقہ ہے اور کیونکر جائز ہو سکتا ہے، اسی طرح اکثر امور ارکان انتظامی کے پاس بالکل نہین بھیجے گئے تھے اور جلسہ نے طے کر دئے۔

باوجود تمام تخریبات کے چند باتین خود بخود مفید بھی نکل آئین۔ ہیڈ ماسٹر نے دوسری جگہ تعلق کر لیا اور سر دست چھ مہینہ کی رخصت لی پھر غالباً مستعفی ہو جائیگا۔ اس سے انگریزی کا جو سخت نقصان

تھا رفع ہو جائیگا۔ مولوی عبداللہ صاحب کے اختیارات وسیع ہوئے اور ..... کے استعفاسے ہر ہر کام مین رکاوٹ جاتی رہی ..... اسقدر بدمغز اور متفرعن نہین ہے،

معتمدیون کے ٹوٹ جانے سے اتنا فایدہ ہوا کہ بہرحال قوت ایک جگہ ہو گئی، یہ دوسری بحث ہی کہ اسوقت انجن خراب ہی لیکن کوئی کام کا آدمی منتخب ہوگا تو کام مین رکاوٹ نہ ہوگی، ورنہ معتمدین کا ہٹانا بہت مشکل تھا،

غزوات کا بلین نہایت مرتب مسلسل اور صاف ہوگیا ہی۔ تمام سرایا چند خاص قبایل سے تعلق رکھتی ہین جو قریش کے حلیف تھے یا جن کے پیشہ غارتگری کو نقصان پہنچتا تھا، اور مراحل بھی اچھی طرح طے ہو گئے ہین، حضرت اسمعیل کے متعلق ایک انگریزی کتاب ہاتھ آگئی ہی جو محض اسی بحث پر ہی کہ عرب اُن کے خاندان سے نہین ہین، اور نہ وہ ذبیح تھے[۱]،

مذہب کے اصول کے متعلق انگریزی تصنیفات مہیا کرلی ہین، ایک کتاب صرف اصول الحاد پر ہے اور ایک اس کے رد مین، ایک خاص انجیل کی رد مین ہی کہ اُسکی تعلیمات بالکل غلط ہین،

عربی مین ایک کتاب ہاتھ آئی ہی جس مین اصول فقہ اسلام کا، رومن لا اور موجودہ قوانین سے مقابلہ کیا ہے، بہرحال مواد بقدر کافی مہیا ہو گیا ہی، کام لینا باقی ہی،

علالت کی وجہ سے ہر روز دو گھنٹہ سے زیادہ کام نہین کرسکتا۔ تمہارے چلے جانیکا افسوس ہے، تم ہوتے تو لالیف کے علاوہ کتاب کے اور حصے ساتھ ساتھ ہوتے جاتے، ان حصون کو تم اچھی طرح لکھ سکتے،

[۱] مولانا نے اس مسئلہ پر سیرت نبوی مین بہ تفصیل بحث کی ہی،

کانپور[۵۱] کے واقعہ نے لکھنؤ وغیرہ مین سخت ہیجان پیدا کردیا ہی،

شبلی

۷- اگست سنہ ۱۹۱۳ء

(۵۲)

عزیزی،

تم نے خود لکھا کہ سیرۃ کی کتابین کچھ میرے پاس رہ گئی ہین، کہئے تو بھیجدون، اب بار بار لکھتا ہون کہ بھیجدو تم خبر بھی نہین ہوتے،

سیرت اس حد تک آگئی ہی کہ ابتدائی اجزا مطبع مین بھیجدون، لیکن سخت متردد ہون کہ کہان بھیجون، چھاپہ والون پر مطلق اعتماد نہین، برسون لگا دینگے، ٹائپ کے متعلق ابھی تک تسلی نہین کہ لوگ پسند کرینگے[۵۲]،

اگر ٹائپ کی راے قائم ہو جاتی تو وہین[۵۳] آکر قیام کرتا

غزوات پر آخر مین ایک تبصرہ لکھا ہی جو ۲۰ - ۲۵ صفحے ہین، اور غالباً کامیابی سے لکھا گیا ہی،

کانپور کے واقعہ پر ایک مختصر سی نظم لکھ کر زمیندار مین بھیجدی ہی- دیکھنا-

ڈاکٹر اسپرنگر کی جرمنی کتاب[۵۴] یہان ہی، ایک پارسی جو فرخ، جرمن، انگریزی کا ماہر اور عربی فارسی سے آشنا، اور فارسی کا نہایت شایق، اور اردو بخوبی جانتا ہی مجھسے دوستانہ ملتا ہی، کتاب اُس نے

---

۵۱ واقعہ انہدام مسجد کانپور ۵۲ جس کتاب کے چھپنے کے آئندہ تذکرے اور مشورے ہین وہ یہی سیرت کے ابتدائی اجزا ہین،

۵۳ یعنی کلکتہ مین ۵۴ لائف آف محمد،

ڈاکر میرے ہان رکھدی ہی، اور کہا ہی کہ کبھی کبھی آکر سناؤن گا، اُس نے شعر العجم کو بہت غور سے پڑھا ہے اور اُسکے ایک حصہ کا ترجمہ کرنا چاہتا ہی، افسوس ہی کہ رنگون مین ملازم ہی، اسلیئے اکتوبر مین یہان سی چلا جائیگا

بکہ کی تحقیق کے لئے عبرانی توراۃ کی ضرورت تھی، ایک قابل یہودی مل گیا ہی،

اڈریانوپل کی واپسی کا مادہ تاریخ قالوا انلک بضاعتنا[۱] نکلا۔ تین چار حرفون کا تعمیہ ہی سنہ عیسوی
۱۹۶۱۲
نکلتا ہے۔

ایک نہایت استاد آرٹسٹ یہودی نے (جو اب مسلمان ہی) اپنی خواہش سے میری تصویر ہات سے کھینچی ہے۔ ابھی پوری طیار نہین ہوئی۔ آجائے تو اس کا فوٹو[۲] لیا جائے

ٹرکش نائب سفیر (جو سردست قایم مقام سفیر ہی) نہایت معقول ترک ہی، اس سے اکثر ملاقات ہوتی ہے، لیکن لطف یہ ہی کہ وہ اردو فارسی، عربی کوئی زبان نہین جانتا، تاہم اس سے ملنے کو جی چاہتا ہے جب وہ نہین آتا تو خود ملنے کو جاتا ہون اُس سے خواہش کی کہ مین اپنا فوٹو اس کے ساتھ لون، مین نے منظور کیا، مجھکو تصویر سے دلچسپی نہین لیکن ایسا انکار بھی نہین،

۱؎ پوری آیت یہ ہی قالوا انلک بضاعتنا ردت الینا "ہمارا یہ سامان ہی ہکو پھیر دیا گیا،" یہ اُس موقع کی آیت ہے، جب حضرت یوسف کے بھائی، مصر سے غلہ خریدنے جاتے ہین، اور قیمت مین اپنے سامان دیتے ہین، حضرت یوسف کے حکم سے اُن کا سامان، غلہ کی بوریون مین چھپا کر واپس کر دیا جاتا ہی، گھر آکر جب وہ اسباب کھولتے ہین تو سامان نکل آتے ہین تو وہ خوشی مین کہتے ہین کہ "یہ ہمارا سامان ہی ہکو پھیر دیا گیا،" اڈریانوپل کی واپسی کیلئے اس سے مناسب تر مادہ تاریخ نہین ہوسکتا۔

۲؎ یہ تصویر پیرس کی نمائشگاہ سنہ ۱۹۱۳ مین دوسرے نمبر پر ٹھیری، مصوّر بمبئی کا تھا۔ رحیم بے نام ہے۔

آغانی مع فہرست جدید لے لی ہی، خصائص[۱] ابن جنی کے چھپوانے کا انتظام ہو رہا ہی

شبلی

۲۲- اگست سنہ ۱۹۱۳ء- بمبئی

(۵۳)

سلام علیک، کارڈ پہنچا- اب یہان سے روانہ ہوتا ہون، لیکن لکھنؤ غالباً مہینہ بھر کے بعد پہنچون، اخبارات مخالف میرے پاس نہین آتے، وہ کیونکر ماتم کر رہے ہین[۲] یعنی کس پہلو سے اپنے خیالات ظاہر کرتے ہین،

ہان وحید الدین[۳] لکھنؤ سے تشریف لیگئے اور اودھ اس کثافت سے صاف ہو گیا اخبارات مین بھی یہ ذکر آگیا ہی حقیقت مین اودھ نجاستون مین آلودہ ہو رہا تھا، حریت اور آزادی سے بڑھکر کوئی چیز نہین، لیکن سفاہت اور حریت مختلف چیزین ہین

رباعی متعلق واقعہ کانپور

گفتی کہ وضوخانہ بہ تعظیم نیرزد — زان روے کہ آن خانہ نہ مسجد نہ کنشت است
ما بندہ فرمان توہستیم ولیکن — معشوق من است آنکہ بہ نزدیک تو زشت است

شبلی- از بمبئی - ۲۷- اگست سنہ ۱۹۱۳ء

---

[۱] یہ کتاب عربی زبان کا فلسفہ ہی، مولانا نے اسکا قلمی نسخہ مصر سے نقل کرا کے منگوایا تھا یہ نسخہ ندوہ کے کتبخانہ مین ہی

[۲] مولانا کے استعفا پر [۳] گورنمنٹ کے حکم سے وہ مسلم گزٹ کی اڈیٹری سے علیحدہ کر کے لکھنؤ سے باہر گئے، وہ اس وقت مولانا کے خلاف اپنے اخبار مین ایسے مضامین لکھ رہے تھے جو تہذیب سے باہر تھے،

(۵۴)

عزیزی،

مین ٹوٹائپ کے بارہ مین تم سے متفق ہون لیکن عام پبلک تواب تک چشم آشنا نہین -

مولوی ابوالکلام صاحب سے کہو کہ چھپائی کا بہتر سے بہتر نمونہ، بہتر سے بہتر کاغذ پر ایک صفحہ چھپوا دین،

طبقات الامم مَین قلمی، اور مطبوع دونون دیکھ چکا ہون بہت عمدہ کتاب[۵۱] ہی،

اسمعیل والی تصنیف[۵۲] بھیجدیتا لیکن عین اسی وقت اس کا کام ہے، مصنف معمولی درجہ کا ہی، سید صاحب کے خطبات سے بھی تعرض کیا ہی، محقق نہین بلکہ پادری ہی، البتہ کتاب بڑی ہے اس لئے غالباً مواد زیادہ ہوگا، مین نے اس کو پڑھوا کر سنا نہین،

آج کل مین یہان سے روانگی ہے غالباً الہ آباد مین قیام ہو اور وہین سے چھپنے کا بندوبست کیا جائے

یہان بعض انگریزی لیتھو کے مطبع ہین، آج اُن کو دیکھنا ہی،

فوٹو کی ایک ہی کاپی میرے پاس[۵۳] ہی اور اُس پر سفیر ٹرکی کے دستخط ہین کہ اس نے یہ فوٹو مجھکو دیا ہے

شبلی

۲۹-اگست سنہ ۱۹۱۳ء

---

۵۱ قاضی ابن صاعد اندلسی المتوفی سنہ ھجری کی تصنیف عربی زبان مین علوم کی تاریخ پر ہے، شروع سے ہندوستان ایران بابل، یونان، روم، مصر، عرب، بنی اسرائیل کے علوم و تصنیفات کی الگ الگ تفصیل ہے، پہلے بیروت مین اور اب مصر مین بھی چھپ گئی ہی، ۵۲ دیکھو مکتوب ۵۱-

۵۳ دیکھو مکتوب ۵۳، مکتوب الیہ نے مانگا تھا،

(۵۵)

عزیزی،

ایک خیال یہ ہوتا ہے کہ بطور مسودہ کے پچاس صفحے نہایت عمدہ کاغذ پر ٹائپ مین چھپوالون، اور وہ مجلد ہو کر گران قیمت پر بکے، اگر یہ اندازہ ہوا کہ ٹائپ بھی چلسکتا ہی تو دوسرا اڈیشن بھی ٹائپ مین چھپے، ورنہ لیتھو، اسکے متعلق تمہارا کیا خیال ہی مولوی ابوالکلام صاحب کی راے بھی لکھو،

حضرت اسمعیل والی کتاب پڑھوا کر سُنی، نہایت عامیانہ کسی پادری کی تصنیف ہی، سید صاحب کا رد پندرہ صفحون مین لکھا ہی لیکن محض ایشیائی طریقہ کا طعن و تشنیع، قرآن مجید پر جو کتاب نکلی ہے وہ گرچہ اعتراضات سے پر ہے، لیکن سب ایک ہی جگہ مل جاتا ہی،

شبلی

۷ ستمبر سنہ ۱۹۱۳ء

(۵۶)

عزیزی،

سلام شوق، مسعود اگر پریس کرتے ہین، تو مین ہر طرح اعانت کے لیئے موجود ہون، سیرت بھی یہین چھپ سکتی ہی، لیکن اس کا اطمینان ہونا چاہئے کہ میری کتاب پہلا تختۂ مشق نہ بنے، وہ کمپنی بنالین اور متعدد حصہ دار پیدا کرین،

مین پریس کے سرمایہ مین بھی شرکت کرسکتا ہون، گو اسکے نفع سے غرض نہین، ایک عمدہ پریس جس سے قدیم نادر تصنیفات شائع کیجائین ایک اہم مقصود ہی، یورپ کی نادر مطبوعات کو بھی دوبارہ

طبع کر سکتے ہین،

سُنا ہی کہ ناظم حال منشی احتشام علی، ندوہ کی مالی ترقی ہین کوشش کر رہے ہین اور گورنمنٹ سے استمداد کے لئے شملہ گیے ہین، اگر یہ صحیح ہی تو بڑی خوشی کی بات ہی۔ مجھکو اِس کا بہت رنج رہتا تھا کہ میرے بعد سِرے سے یہ کام برباد نہ ہوجائے،

الہ آباد گورنمنٹ نے الہلال کا پرچہ مشہد کان پور[۵۷] قابل ضبطی قرار دیا ہی، اور حسن نظامی کا پمفلٹ بھی،

مین غالباً دو ایک روز مین حیدر آباد جاؤن، اور ایک دو ہفتہ رہ کر چلا آؤن، سیرت کے متعلق بعض کتابین وہان بھی اچھی ہین ثعلبی کی کتاب غُررِ تاریخ الفرس مطبوعہ فرانس یہان ہے،

ہاماوران ایک بادشاہ تھا جسے کیکاؤس کو قید کیا تھا۔ سودابہ، کیکاؤس کی زوجہ اس کی لڑکی تھی ثعلبی[۵۸] کی تحقیق یہ ہی کہ ہاماوران، حمیر کی خرابی ہی، وہ حمیری بادشاہ تھا اور سعدیٰ اس کی لڑکی کا نام تھا،

شبلی۔ ۱۶۔ ستمبر ۱۹۱۳ء

(۵۷)

عزیزی

سلام شوق۔ مجھکو تمہاری سلامت روی اور اصابت رائے سے بہت تعجب ہوا کہ تم نے وکیل امرتسر

---

[۵۷] مشہد اکبر کی سرخی سے مکتوب الیہ ہی کا لکھا ہوا مضمون الہلال کے لیڈنگ آرٹیکل ہین واقعہ کانپور کی نسبت شائع ہوا تھا، تمام ملک نے اس مضمون کو نہایت پسند کیا اور اب تک اُسکا نام بچہ بچہ کی زبان پر ہے مضمون اسقدر پرجوش تھا کہ گورنمنٹ نے اُسکو قابل ضبطی قرار دیا، اور اسی جرم مین الہلال سے دو ہزار کی ضمانت طلب کی ہوئی، گو یہ معلوم نہ تھا کہ وہ کسکا لکھا تھا، [۵۸] صاحب تاریخ غرر الفرس،

جو سوالات ناظم سے کئے اس کے اکثر تیسرے نمبر ائی ہین، مولوی خلیل الرحمن کھانے اور قیام کا بار ندوہ پر نہین ڈالتے، اور ایک روپیہ کرایہ کا مکان اور بورڈنگ کا کھانا اس بات کا محتاج بھی نہین،

عبد السلام کے خط سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ پنج وقتہ مسجد مین نماز پڑھتے ہین، بعض سوالات بجا ہین لیکن معمولی باتین ہین، مولوی نسیم نے وکیل مین جو تحریر شائع کی ہی اس کے متعلق یہ لکھنا چاہئے کہ بے شبہ شبلی کا یہ خیال تھا کہ سردست دونون مخالف گروہون کا کارکن حیثیت سے الگ ہوجانا چاہئے لیکن مخالف جماعت کے اصلی لیڈر تو خلیل الرحمن ہین، ندوہ کے تمام مقامی ارکان جو جلسون مین برابر شریک رہی جانتے ہین کہ منشی احتشام علی کی مخالفت پہلی نہ تھی، خلیل الرحمن کی مستمرہ پانچ برس کی کوششون کے یہ تمام نتائج ہین، چنانچہ تاریخ وار واقعات اس کی شہادت کے لئے موجود ہین، اس لئے منشی احتشام علی سے پہلے خلیل الرحمن کو الگ ہونا چاہئے تھا، اور کوئی شک نہین کہ اگر دونون فرقون سے الگ کوئی شخص ناظم مقرر ہوتا تو کام اچھا چلتا اور دونون فریق اسکو مدد دیتے،

دوسرے مولوی نسیم سے یہ پوچھنا چاہئے کہ جب دستور العمل مین یہ موجود ہے کہ ناظم کا انتخاب جلسہ انتظامیہ مین ہوگا اور جلسہ سالانہ کے اتفاق کے بعد ناظم کے عہدہ پر مقرر ہوگا، تو آپ لوگون نے ابھی سے کیونکر اُن کو ناظم کر دیا کہ وہ تمام کاغذات مین اپنے آپ کو اسی لقب سے لکھتے ہین،

اس کی علاوہ انتخاب نظامت کے لئے یہ ضروری ہی کہ کسی شخص کا نام تجویز ہو کر تمام ارکان سے رائے لی جائے، یہان یہ کارروائی کی گئی کہ نئی کیبنٹ قائم ہونے کے ایک دن بعد جلسہ

انتظامیہ ہوا (حالانکہ پندرہ دن بعد ہونا چاہئے)

جلسہ انتظامیہ کا ایجنڈا جس میں امور فیصلہ طلب درج تھے اور جو پندرہ دن قبل شایع کیا گیا تھا اس میں اس کے متعلق صرف یہ الفاظ تھے کہ ممبرون و عہدہ دارون کا انتخاب ہوگا، کسی عہدہ دار کا نام نہین پیش کیا گیا تھا

اسی ایجنڈا پر لوگون کی رائین آئی ہون گی، کیا ایسا مبہم اور مشتبہ اور مجمل طریقہ انتخاب جایز ہے پھر کس بنا پر ایک جلسہ نے جس مین پندرہ سے زیادہ اشخاص نہ تھے، تطاعت کا فیصلہ کر دیا۔

سب سے بڑھکر مولوی نسیم سے یہ پوچھنا چاہئے کہ معتمدین کے توڑنے کی تجویز مطلق ایجنڈا مین نہ تھی کس بنا پر، یہ تجویز فوراً پیش ہوئی اور فقط مقامی ارکان کی راے سے منظور کر لی گئی اور باہر کے ارکان کو خبر تک نہ ہوئی، یہ سوالات معقول اور سنجیدہ پیرایہ مین پوچھنے کے قابل مین لیکن طرز عبارت مین چوٹ اور طنز نہ ہو۔

اصل یہ ہے کہ مین ضعف کی وجہ سے خط کتابت نہین کر سکتا۔ اصلی کام یہ ہے کہ مصلحین ندوہ کے نام سے ایک کمیٹی بنانی چاہئے۔ ملک کے باا ثر لوگون سے اسکے ممبری کی درخواست کرنی چاہئے اول تمہید مین ندوہ کے مقاصد کی اہمیت پھر یہ کہ موجودہ حالت ناقابل اطمینان ہی، اس مضمون کے خطوط چھپوا کر شائع کئے جائین اور لوگ ممبر بنائے جائین، اس کے بعد ایک کمیشن قائم ہو جو لکھنؤ جا کر تحقیقات کرے،

قوم مین جمہوریت کا احساس غالب ہوگیا ہی اس لئے ہر طرف سے لوگ اسکے لئے آمادہ

ہونگے کہ یہ پوری قوم کی چیز ہے اور قوم ہی کا اُسپر تسلط ہونا چاہئے،

حضرت عایشہ کی استدراک[۵۱] کا رسالہ ملا، لیکن مستعار ہی اور کوئی شخص موجود نہین کہ نقل کرے تاہم فکر مین ہون۔

شبلی

حیدرآباد، ۲۹- اکتوبر ۱۹۱۳ء

(۵۸)

عزیزی

الحاح کی حاجت نہین، کتابت کا کچھ بندوبست کرتا ہون[۵۲]، مولوی شیر علی صاحب[۵۳] کہین سے لائے ہین،

حضرت عائشہ کے اجتہادات فقہی اور کلامی کو زور کے ساتھ لکھنا چاہئے، یعنی طرز استدلال اور بیان اور عبارت سب پرزور ہو،

صحاح مین بہت سی روائتین ان کے شان کے خلاف منقول ہین، خصوصًا وہ تمام روائتین

---

۵۱ الاصابہ فی استدراک عائشہ علی الصحابہ، حافظ سیوطی کی تصنیف ہی، سیرۃ عائشہ کے لئے مکتوب الیہ کو اس کی ضرورت تھی مختصر رسالہ ہے، ۵۲ رسالہ استدراک عائشہ کی نسبت ہی، ۵۳ مولانا شیر علی صاحب، مقیم حیدرآباد - مولانا کے احباب مین ہین، معقولات و ریاضیات مین اس عہد مین یگانہ ہین، مولانا سے مرحوم کے اصرار سے کچھ روز دارالعلوم ندوہ کے پرنسپل رہے، پھر حیدرآباد واپس گئے اب دارالعلوم حیدرآباد مین استاذ ہین، مولانا ان کے علم و فضل کے بیحد مداح تھے، ان کا ذکر آگے بھی آئیگا،

جو آنحضرت کی معاشرت ازواج کے متعلق ہین، ان کا کیا علاج سوچا ہی، مین تو سیرۃ مین ایک مستقل بحث کرنے والا ہون کہ اس قسم کی تمام روائتین منافقین مدینہ کے وسائس ہین، جو لوگ اِفک مین شریک تھے، انسے اور کیا عجب ہے،

شبلی

۵- نومبر سنہ ۱۹۱۳ء

(۵۹)

عزیزی،

بھائی جو آج تم نے جانا وہ ہمیشہ سے جانتا ہون، تاہم کیا کیا جائے[۱] خیر ملاقات پر اٹھا رکھتا ہون، تمہارے مشاغل کے متعلق پھر لکھونگا[۲]، ایک مضبوط اسکیم بنانی چاہیے۔

سیرت کے تعلق چھوڑنے مین تم نے جلدی کی اور میرے استصواب سے پہلے وہان تعلق کر لیا۔ خیر گذشت ہرچہ گذشت،

مین غالباً دسمبر تک لکھنؤ پہنچون پھر تمام مراحل طے ہونگے،

شبلی

حیدرآباد - ۷ نومبر سنہ ۱۹۱۳ء

۱؎ یہ اس عہد کے ایک مشہور مصلح اخبار نویس کی نسبت راے ہی

۲؎ مکتوب الیہ اب تک الہلال کلکتہ کے اڈیٹرون مین تھا، اب الگ ہو گیا ہے، مولانا مرحوم سیرۃ کے دفتر مین اُن کو بلاتے ہین،

(۶۰)

عزیزی،

مترجم انگریزی سو روپیہ ماہوار کا رکھا گیا، کاتب دو مقرر کرنے پڑے،

عبدالسلام کو بھوپال بھیجدینا چاہتا ہون، اس صورت مین کیا تم اسی قلیل معاوضہ (عـہ ۵۰) پر حیدرآباد رہ کر سیرۃ کے اسٹاف مین رہنا پسند کروگے،

میری اسکیم بالکل بدلگئی، یعنے اب گرمیون تک یہین جم کر رہنے کا ارادہ ہی، پورا اسٹاف یہین بلایا ہے،

شبلی

حیدرآباد - ۸ - نومبر ۱۹۱۳ء

(۶۱)

عزیزی

سلام علیکم - خط پڑھ کر افسوس ہوا کہ تم نے اتنی مدت کے بعد، میری عقل، میری ہمدردی اور میرے تعلق خاطر کو یہین تک سمجھا، کیا مجھکو اتنی عقل نہ تھی کہ مین تم کو بلاکر زیربار مصارف کرتا، کیا اتنی ہمدردی نہ تھی کہ تم کو تکلیف نہ دیتا، کیا مجھکو تم سے اتنا تعلق اور اتنی محبت بھی نہین کہ اگر تم کو فائدہ نہ پہنچا سکتا تو تمہارا نقصان نہ کراتا،

بہرحال اب مین یہان سے روانہ ہوتا ہون، تم یہان آجاتے تو بہت اچھا ہوتا کہ یہان کے عمائد سے تمہاری خوب معرفی کرادیتا - خیر یہ موقع تو نکل گیا، ایک اور کوشش ہو رہی ہے، جواب کا انتظار

ہے، لکھنؤ پہنچکر لکھونگا،

دوچار مہینہ کے لیئے سیرت مین تمہاری ضرورت ہی، یون تو ارادہ ہی کہ سیرۃ کا سلسلہ مستقل قایم کردیا جائے، اور کم سے کم میری زندگی تک تو باقی رہے لیکن بہرحال تم کو زیادہ روکنا نہین چاہتا،

پٹنہ سے عمدہ رسالہ نکالنا محال ہے، اچھی چھپائی کے بغیر سب بیکار ہے،

شبلی

حیدرآباد - ۲۰-نومبر ۱۹۱۳ء

(۶۲)

عزیزی،

تمہارا اعراض دیکھکر یہان کے قیام کا ارادہ مین نے ترک کردیا اور لکھنؤ اور اعظم گڈھ مین رہنے کے انتظامات کرلیئے، اسلیئے اب تمہارا یہان آنا بیکار ہے، مین ۶-دسمبر کو یہان سے روانہ ہونگا، بھوپال مین دوچار دن ٹھیرونگا، پھر لکھنؤ یا الہ آباد، کانفرنس کی شرکت سے فارغ ہوکر کہین مستقل قیام کرونگا، اور اُسوقت تم کو تکلیف دونگا،

تمہاری ضرورت اس لیئے ہی کہ مُبیضہ پر نظرثانی کرو، کوئی بات غلط درج ہوگئی ہو یا فروگذاشت ہوگئی ہو، اُن کو نوٹ کرتے جاؤ، بعض امور مین مشورہ کی بھی حاجت ہی، چند مہینہ کے بعد تم بالکل آزاد ہو، جو تمہاری اسکیم ہو، اس کے موافق کام کرو، مین ہر کام مین مدد دینے کو تیار ہون،

لے دکن کالج پونہ کی اسسٹنٹ پروفیسری کے لئے، ۲ے سیرت کے بقیہ

رسالہ اگر نکالتے ہو تو آپ مین کیون نہ نکالو، الہلال پریس اچھا ہی

مولوی خلیل الرحمن کی پارٹی نے اب نظامت کے پختہ کرنے کے لئے لکھنؤ مین سالانہ جلسہ کرنا چاہا ہے، میرے پاس ضابطہ کی اطلاع آگئی ہے، لیکن جلسہ سے تین چار روز قبل تک اس کا اعلان نہ کرینگے کہ جلسہ مین نظامت کا فیصلہ ہوگا، وقت پر مقامی اشخاص کا مجمع زیادہ ہوگا اور حسب مراد فیصلہ ہو جائیگا،

پٹنہ - آرہ مظفر پور - بہار مین مسلمانون کے جلسے ہونے چاہئین، جس مین لوگ کسی حقیقی قابل شخص کا نام نظامت کے لئے پیش کرین مین اپنے لئے نہین کہتا، بلکہ مقصود یہ ہے کہ قومی کام مین تمام قوم کی حقیقی رائے معلوم ہو، اور قوم کی عام دلچسپی بڑھے،

پٹنہ مین تم تحریک کر سکتے ہو، طلبا ے قدیم ندوہ، اور ڈاکٹر محمود اور اکثر بیرسٹر اور مسٹر مظہر الحق ساتھ دینگے، اس سے بڑا فائدہ یہ ہی کہ ندوہ کی اہمیت ثابت ہوگی، اب تو یہ حالت ہے کہ ندوہ مین کچھ بھی ہو جاے کسیکو خبر نہین۔ پروا نہین،

شبلی

حیدرآباد - ۲ - دسمبر سنہ ۱۹۱۳ء

(۶۳)

عزیزی،

سلام مسنون، حاشا یہ مقصود نہین کہ تم کو اسی دائرہ مین پابند رکھون، میری ہمیشہ یہ خواہش رہتی ہے کہ لعباب داعزہ درس گاہ سے نکل کر ملک مین پھیلین، اور الگ الگ نظام شمسی قائم

کرین، لیکن جب تک موقع نہ نکل آئے، اور ایک محدود خاص مدت تک (جو ۴-۵ مہینے سے متجاوز نہ ہوگی)، سیرت کے کام مین رہنا چاہئے کہ پہلی جلد تیار ہو جائے، ضعف، حافظہ و دماغ کی وجہ سے اپنی نظر ثانی پر اطمینان نہین،

انشاء اللہ کل روانہ ہون گا۔ بھوپال دو چار دن ٹھرنا ہوگا،

مسائل ذیل پر نہایت تدقیق اور تحقیق سے نظر ڈالو۔

کعبؔ اشرف یہودی اور ابو رافع کا قتل بہ اذن آنحضرتؐ جس طرح بخاری مین منقول ہی اس کو کیون کر اخلاق کے موافق تسلیم کیا جائے[۹۱]،

راوی اول جابر بن عبد اللہ ہین، کیا وہ اس واقعہ مین شریک تھے یا شرکاء سے سنا تھا،

آیتؔ تخییر سے کیا آنحضرت پر عدل بین الازواج باقی نہین رہا۔

حضرت عائشہ کی حدیثین ترجی من تشاء کے متعلق کہان تک صحیح ہین[۹۲]،

شبلی

حیدر آباد۔ ۷ دسمبر ۱۹۱۳ء

(۴۶)

کارڈ[۹۳] پہنچا۔ پروفیسر صاحب[۹۴] نے تم پر اور مجھ پر دونون پر احسان کیا ہی، ان کو عربی نحو و صرف پڑھا دو، صرف ضروری مسایل جس سے عبارت پڑھنا آجائے، پھر ادب کی ضروری کتابین،

---

[۹۱] دیکھو عبد السلام [۹۲] دیکھو حمید ۱۲۳ [۹۳] مکتوب الیہ اب پونہ کے دکن کالج مین اسسٹنٹ پروفیسر ہوتا ہے،

[۹۴] پروفیسر عبد القادر، دیکھو ۱۰-۲۷-۲۸-۲۹

خلیل الرحمن آگرہ گئے تھے، سنا ہی کہ شاہ سلیمان کو راضی کیا ہی کہ وہ لکھنؤ آکر ایک اخبار ان کی تائید مین نکالین، شاہ سلیمان نے چار ہزار کا سرمایہ مہیا کرنا اپنے ذمہ لیا ہی،

جغرافیۂ ہمدانی حافظ فضل الرحمن نے منگوایا ہی، فارسٹر کا جغرافیہ انفع الکتب ہے، یہان کے حالات مسعود لکھینگے،

سیرت کے اجزا چاہتا ہون، جلد مطبع مین بھیجدون،

وہان کسی اسلامی جلسہ عام مین خطبہ دو، جلسہ خود کرانا چاہئے، لوگ خود خواہش کرینگے،

مولوی رفیع الدین سے بھی ملتے رہو۔

شبلی

لکھنؤ - ۱ جنوری سنہ ۱۹۱۴ء

(۶۵)

عزیزی،

خط سخت انتظار مین ملا- سچ یہ ہی کہ شیخ عبدالقادر صاحب کے مکارم اخلاق، حدِ احصا سے باہر ہین ان کو عربی آجاے تو مجھکو بیحد مسرت ہوگی،

ہزبر ابد یدار توشہ بزی[۱]

دعائیہ کلمات ہین جو سلاطین کے سامنے عرض مدعا سے پہلے ادا کرتے تھے، شاہنامہ مین ہر موقع پر یہی مصرعہ بہ تغیر یسیر آتا ہی، الفاظ مفردہ کے معنے لغت مین دیکھ لو، شصت کلہ کی

[۱] مکتوب الیہ نے فردوسی کے اس مصرعہ کے معنی پوچھے تھے،

وجہ تسمیہ تمام تذکرون مین مذکور ہے، فارسی تذکرے مثلاً خزانہ عامرہ، آتشکدہ ضرور منگوالو،

شصت کلہ عنصری کا نہین بلکہ منوچہری دامغانی کا لقب ہی، دولت مند ہونے کی وجہ

سے یہ لقب ہوگیا تھا،

ندوہ کے متعلق کاروائیان صرف اخبار وکیل مین محدود رہتی ہین، اس کا اثر نہین ہوتا

متعدد اخبارات مین جانا چاہئے، پیسہ اخبار روزآنہ ضرور شائع کریگا، انگریزی اخبارات مین

تار جاے تو وہ چھاپ دینگے، خصوصاً انڈین ٹیلی گراف، اور لیڈر،

نواب علی حسن خان اور حکیم عبدالولی صاحب نے اصلاحی کمیٹی کے لئے معزز ارکان کو خطوط

لکھے ہین، بعضون نے آمادگی ظاہر کی ہی،

انسپکٹر نے دارالعلوم دیکھ کر جو رپورٹ کی، اس کی تلافی کے لئے خلیل الرحمٰن، ڈپٹی،

جاکر کرنیل عبدالمجید خان کو لاے وہ اُن کو لیکر ایک ایک انگریز کے ہان پھرے، غنیمت ہی کہ اس

شرماشرمی مین ندوہ کی عمارت پر بہت مستعدی ظاہر کی جارہی ہے، روپیہ مدرسہ کے فرخت

کا موجود ہے،

فارسٹر سے مین نے صرف کتبات[۱] لئے ہین، کتبات حمیری کے علاوہ نابتی کتبات

کے فوٹو بھی دونگا، کابیان لکھوانی شروع کرتا ہون، رعد کے ہان چھپنے کا انتظام ہوگا

تم یہ تو دریافت کرلو کہ رسالہ مین تمہارا نام اڈیٹر کے عنوان سے درج ہوسکتا ہی یا نہین

سرکاری ملازمون کو پوچھنا ضرور ہی،

۱؎ مکتوب الیہ نے فارسٹر کی نامعتبری کی نسبت لکھا تھا دیکھو حسید ا، ۔

میری نظمون کی ضبطی کا یہان بہت بُرا اثر ہوا[1]، لفٹنٹ گورنر صاحب سے ایک پارٹی مین سامنا ہوگیا پہلے تو کہا "مزاج مقدس"، پھر شکایت آمیز بلکہ طعن آمیز فقرے کہے، ابھی تک مین ان سے رل نہ سکا، جاسوسون نے ان کو سب نظمین پہنچائین اور معنی سمجھائے، چیف سکرٹری صاحب بھی مجھسے شاکی تھے، مین نے کہا یہ اتفاقیہ خلاف معمول بات ہوئی ورنہ مین نے تو ہمیشہ بے تعصبی پھیلانے کی کوشش کی ہی،

الہلال سے مضمون واپس لینا مشکل ہی، مایوس ہونا چاہئے،

اوقاف اسلامی کے متعلق تحریک شروع کی ہی، ایک کاپی تم کو بھی بھیجتا ہون،

ہان وہان پبلک سے بھی تعلقات پیدا کرو، پروفیسر صاحب کا تعلق انگریزی حلقہ تک محدود ہے وہان انجمن اسلام مین آمد و رفت پیدا کرنا چاہئے،

بہت لکھ گیا (خلاف عادت)، لیکن تم سے باتین کرنا اب یون ہی ممکن ہی، یا اپریل مین بمبئی آیا تب،

شبلی

۵- فروری ۱۹۱۴ء

(۶۶)

مولوی سید سلیمان صاحب

آج رات کو میرا صندوق چوری گیا، دو سو (۲۰۰) کے نوٹ تھے، اس کا تو مضایقہ نہین، لیکن

---

[1] دیکھو ۱۴۳-۱۴۴-

بہت ضروری کاغذات تھے، اس تردد مین اور پولیس کی آمد و رفت مین جواب کا فی نہ لکھ سکونگا

افتخار عالم صاحب[۱] میری لائف کیا لکھین گے، کبھی تم اور دنیا کے تمام کامون سے فارغ ہونا تو تمہین لکھنا،

وقف پر اب خود گورنمنٹ کانفرنس بٹھاتی ہی اسی مہینہ مین،

ہمدانی وغیرہ کے لیئے پھر یاددہانی کر دینا، اس وقت مشوش ہون،

شبلی

۱۸- فروری سنہ ۱۹۱۴ء

(۶۷)

عزیزی

جو شرطین تم نے پہلے خط مین لکھی تھین، کیا اس سے بھی اُنکو اب انکار ہے، وہی قبول کرلو، کمیشن غیر معلوم الاسما سہی، آخر چارہ کار کیا ہی، کوئی بات ذہن مین آے تو لکھو، میان مسعود کیا کہتے ہین، نواب علی حسن خان صاحب یا حکیم عبد الولی صاحب بحیثیت سکرٹری کمیٹی اصلاحی، ان لوگون سے ملین، شاید کوئی بات طے ہو،

وقت ایسا ہی کہ علیگڈھ والے جو ندوہ کے ابتدا سے دشمن تھے، البشیر وغیرہ اب ندوہ کی حمایت کے پردہ مین اصلاح کے دشمن بن گئے ہین اور میرے انتقام

[۱] مولوی افتخار عالم صاحب مارہروی، سوانح نگار مولوی نذیر احمد مرحوم، مولانا کی لائف لکھنا چاہتے تھے، حالات پوچھتے تھے، مکتوب الیہ نے ان کے لئے سفارش کی تھی، اسپر لکھتے ہین،

کے لئے ہر قسم کے بہتان وافترا سے کام لے رہے ہین، پیسہ اخبار وغیرہ نواب اسحاق خان کے زیر اثر ہین، ہمدرد پر اندرونی دباؤ پڑ رہا ہے، یہان بڑے بڑے مخالفت کے سامان ہین، اور حکیم صاحب کا بُرزور ہات نہ ہوتا تو یہان ہرگز جلسہ نہ ہوسکتا، اور اب بھی طرح طرح کی کوششین جاری ہین[1]

شبلی

دہلی - مئی ۱۴ء

(۶۸)

برادرم،

مجھکو معلوم نہ تھا کہ تم پونہ آگئے، یہان نہایت سکون سے کام ہورہا ہی، ہندوستان مین تمام وقت رائگان گیا، اب تو کام پورا کرکے یہان سے نکلونگا، نہایت قابل مسرت انکشافات ہوے خیبر وغیرہ کی نسبت قطعی ثابت ہوا کہ یہودیون نے مدینہ پر چڑھائی کا ارادہ اور تیاریان کرلی تھین، اور امدادی قبایل خیبر مین پہنچ چکے تھے، اور بہت سے اہم امور مین ترتیب کتاب بھی اب جاکر طے ہوئی،

اچھا یہ تو خاص ذاتی کام ہی، ندوہ تو سردست گیا، اب کیا کرنا چاہئے، آزاد[2] سے مشورہ ہوا، راے یہ ٹھیری کہ اصل غرض قابل اشخاص کا تیار کرنا ہی، اس لئے مین خود دو چار

---

[1] یہ خط طلبہ ندوہ کی اسٹرائیک اور دہلی مین حاذق الملک حکیم اجمل خان کی کوشش سے جو ندوہ کا اصلاحی جلسہ اس زمانہ مین ہونے والا تھا اس کے متعلق ہی، [2] مولوی ابو الکلام آزاد

قابل طلبہ اپنے پاس رکھون اور انکو کسی کسی فن مین تیار کرون، اور صحیح مذاق ان مین پیدا کرایا جائے ان کے مصارف کا تکفل بھی (جنکو ضرورت ہو) میرے ذمہ ہوگا - اگر تم اس رائے سے متفق ہو تو لکھو اور کوئی طالب العلم اس کے قابل ہو اور میرے ساتھ رہنا چاہے تو اس کے نام سے مطلع کرو، نیز ایک وظیفہ فنڈ قایم ہونا چاہیئے، اس مین کچھ ماہوار تم بھی دو،

میان حمید الہ آباد جا رہے ہین، چارج دیچکے، شاید بمبئی ہوتے جائین، اب کی مولوی سید علی اور شبلی متعلم[۷۱] بھی اسٹرایک کے جرم مین نکالے جانے والے ہین،

کردیا سفاک نے میدان صاف

ایک اسکیم حسب رائے مذکورہ بالا تیار کرو، اور اسکے کام ہلوگون مین تقسیم کر لئے جائین ایک حصہ میان حمید کے ذمہ بھی ہوگا،

شبلی

بمبئی - ۲۱ جون سنہ ۱۹۱۴ء

(۶۹)

برادرم،

مین نے مسعود کو لکھا تھا، انھون نے لکھا کہ درجہ تکمیل مین کوئی اس قابل نہین، محسن کو بھی اسی مین شمار کیا ہی، بہرحال خلیل وغیرہ کو لکھدو - جب چاہین یہان چلے آئین،

عبد السلام کو تو الہلال مین بلایا ہی - مجھکو لکھا تھا کہ جون مین جاؤنگا، اگر وہان نہ جائین تو

---

۷۱ مولوی شبلی متکلم ندوی مولانا کے مخصوص شاگرد، اس وقت ندوہ مین مدرس تھے،

اور کوئی بندوبست کیا جائے، شبلی کے لیے بھی بہت ٹھکانے ہین، ان مین تصنیف یا تقریر کا مادہ ہوتا تو مین اپنے ہان بلا لیتا، عبدالرحمٰن نگرامی بھی قابل تربیت[1] ہی

قبل اسلام عرب پر مین نے اجمالاً لکھا ہی، افسوس وہ اجزا یہان نہین ہین، لکھنؤ سے منگوایا ہی، بہرحال مناسب ہوگا تو سیرت مین تمہارے ہی نام سے شامل کر دون[2] گا،

مولوی سید علی بیچارون[3] کا کوئی ٹھکانا نہین، ان کی بڑی فکر ہی، بعض ارکان کو مین نے خط تو لکھا ہی کہ ان کو ہلاکت سے بچالین،

شبلی

بمبئی - ۲۳ جون ۱۹۱۴ء

(۷۰)

برادرم،

آج بھوپال سے خط آیا، حضرت عائشہ کی سوانح کا بہت تقاضا ہی یعنی جلد تیار کردو، تم ایک مدت سے اسمین مصروف[4] ہو، استدراکات علی الصحابہ کا انتظار تھا، وہ مین نے تم کو دیدی (ہان اس کو مولوی شیر علی صاحب کے پاس فوراً بھیجدو) اب کیا انتظار ہی، مفصل جواب لکھو کسقدر ضخامت ہوگی، مجتہدات لکھ لئے ہین یا نہین، بیگم صاحبہ معقول معاوضہ دینگی، وہ یہ

---

[1] یہ سب بعض طلباے دارالعلوم کے نام ہین [2] لیکن طول و ضخامت کی وجہ سے سیرت مین داخل نہ ہوسکا اور ارض القرآن کے نام سے الگ شائع ہوا [3] دیکھو مکتوب ۷۹، اسٹرائک کے جرم مین الزام شرکت کی بنا پر ناظم جدید نے ان کو علیحدہ کرنا چاہا تھا، [4] دیکھو مکتوب ۷۷، ۵۹، ۸۳، ۸۴، ۸۷، ۸۸

بھی چاہتی ہین کہ اور ازواج کی بھی سوانح عمریان قلمبند ہو جائین، لیکن چونکہ جلد چاہتی ہین اور تم کو فرصت نہ ہوگی اس لئے کچھ اور انتظام کرنا پڑیگا، حضرت عایشہ کے متعلق میری خاص معلومات ہین مین تمھارا مسودہ دیکھتا تو رائے ظاہر کر سکتا،

ماسٹر دین محمد ندوہ سے موقوف ہو کر بمبئی آتے ہین، اُن کا کیا ٹھکانا کیا جائے، مفت مین لڑکر الگ ہو گئے،

عبید جاہلی کا دیوان نہایت پر تکلف لندن مین مع ترجمہ انگریزی چھپا مین نے لے لیا، معجم الادبا کی بھی چھٹی جلد آگئی، اس مین جاحظ کا بھی حال ہو، اسی کے کتاب دلایل النبوۃ کے سو نسخے ایک وقت ایک مصنف نے لوگون کے پاس دیکھے، آج ایک صفحہ موجود نہین، وذلک من جنابا الاشعریۃ،

شبلی

بمبئی - ۳۰ جون سنہ ۱۹۱۴ء

(۱۷)

حضرت عائشہ اور دیگر ازواج مطہرات کو ملا کر، ایک مستقل

بھی شامل سیرت ہو اور مخصوصاً تمھارے نام سے ہو اس کی اشاعت اور اسکا نفع بھی تم ہی سے متعلق ہوگا، البتہ یہ ضرور ہے کہ صاف شدہ مسودہ مین ایک نظر دیکھ لون،

اگر ازواج کا حال، جدا سلسلہ مین تو مجھکو سیرۃ مین سے یہ حصہ بالکل الگ کر دینا پڑیگا، عبدالسلام دو دو کام کیونکر کرین گے، ان کی زبان ادب آشنا ہی نہین،

میان حمید حیدر آباد پہنچ گئے، مولوی شیر علی صاحب بھی غالباً وہان لے لئے جائین،

شبلی

۲-جولائی سنہ ۱۹۱۴ء

(۷۲)

برادرم،

مسند[1] عائشہ میرے پاس ہی، مین دیدونگا طبقات مین لغویات زیادہ ہین، اس سے کیا فائدہ بخاری
مسلم، ابوداؤد کافی ہین، یہ کتابین یہانگی کسی انجمن سے مل جائینگی، شیخ عبدالقادر صاحب بھی لاسکتے ہین،
ان کے مجتہدات کے نوٹ مین دیکھون تو بتاؤن کہ کسقدر اضافہ ہو سکتا ہی، فن درایت کی
وہ خاص موجد ہین، اس کو خوب پھیلا کر لکھ سکتے ہین، فقہیات اور اعتقادیات مین بھی انکا بڑا حصہ ہی،
تم پورا ایک خاکہ دو چار صفحہ مین لکھ کر بھیجدو تو مین رائے دون،
ہان اسلم جیراجپوری نے بھی تو شاید حضرت عائشہ کی سوانح لکھی ہی، اس کو دیکھ لو کہ اس
سے بہت الگ رہے یا بہت آگے نکل جائے،
تم نے لکھا کہ مسعود علی اطمینان دلاتے ہین وہ کیا بات ہی؟
حمید کا خط حیدر آباد سے آیا، مولوی شیر علی کی پروفیسری کا یقین دلاتے ہین،

شبلی

بمبئی، ۳-جولائی سنہ ۱۹۱۴ء

---

[1] یعنی مسند ابن حنبل جلد حضرت عائشہ،

(۷۳)

ترمذی مین اکثر مسایل مین حضرت عائشہ رضؓ کی اجتہادی مسایل کی تصریح ہی، ان کو الگ یکجا جمع کر لیا ہی یا نہین، ایک فہرست تمہارے ہات کی لکھی ہوئی میرے پاس ہی جسمین خاص حضرت عائشہ رضؓ کے معلومات ہین، ان پر جو اعتراضات ہین، ان کے تفصیلی جوابات پیش نظر ہین یا نہین تمہارا سرمایہ اجمالاً پیش نظر آجائے تو اُسپر اضافہ کے متعلق اپنی راے لکھون، یون کیا بتاؤن اور کیا لکھون،

آج ایک حمایل ۵ مارچ پر ہدیہ لیا ہے

شبلی

بمبئی - ۶ جولائی ۱۹۱۴ء

(۷۴)

مشرق کا مضمون تو بہت پرزور اور پر از لطافت[۱] ہی، البتہ ایک غلطی کی فوراً اصلاح کرا دینی چاہئے مین نے یکمشت چندہ چھ سو دیا تھا مضمون مین چھ ہزار چھپ گیا ہی، اس قسم کی غلطی سے مضمون کا مضمون مبالغہ آمیز ہو جاتا ہی، غالباً مشرق نے خود یہ تصرف کیا ہی،

ایک کارڈ ابھی لکھ چکا ہون، جواہر خمسہ، اربع عناصر اور فلک ہی، یونانیون کے نزدیک

---

۱ مشرق گورکھپور مین ایک بزرگ نے مولانا پر اعتراضات کا سلسلہ لکھنا شروع کیا تھا، اسکے جواب مین مکتوب الیہ نے جو مضمون لکھا تھا، اُس کی نسبت ریمارک ہی،

فلک کا عنصر ایک عنصر خاص ہی لیکن یہ تشریح قطعی نہین، ممکن ہے کہ اور کچھ مراد ہو۔[۱]

شبلی

بمبئی - ۱۵ جولائی سنہ ۱۹۰۴ء

(۷۵)

عزیزی

قاری صاحب ابھی تک تگ ودو مین ہین،

مسودہ دستور العمل پر کون لکھے، اتنا درد سر کسکو ہی کہ دونون دستور العملون کا مقابلہ کرکے وجوہ نقص بتائے، اصلاحی کمیٹی سے اتنا بھی نہ ہوسکا کہ اپنا مسودہ شائع کردیتی، نواب صاحب ممبرون کو تار دیتے ہین کہین سے جواب نہین آتا، ۱۷ جولائی کو ان کی کمیٹی ہی، جو طے ہوگا شائع ہوگا مسودہ نے جو کچھ بھی پبلک کو مداخلت کا حق تھا وہ بھی اڑا دیا، مثلاً انتخاب نظامت مین جلسہ عام کی منظوری کی قید تھی، اب جلسہ عام کچھ نہ رہا، اور لطف یہ کہ اس کا کورم بھی صرف پچیس آدمیون سے پورا ہوجائیگا، سب سے مقدم بات یہ ہی کہ موجودہ باڈی جو جولائی سنہ ۱۹۱۴ء مین بالکل بے قاعدہ منتخب ہوئی، کیونکہ ان ممبرون نے منتخب کیا جنکی میعاد ممبری دو مہینے پہلے ختم ہوچکی تھی، وہ بعینہ قایم رہی اور وہی لوگ جدید ممبرون کو انتخاب کرینگے، اس لئے ارکان کی نوعیت ہمیشہ وہی باقی رہیگی جو تھی، حالت یہ ہی کہ ایک شخص بھی نہین جو قانون اور قاعدہ کو پڑھے اور قانونی حیثیت سے تیار ہو، آرٹیکل، لکچرز وغیرہ مین صرف لفاظی درکار ہی وہ موجود ہی، باقی اصل ضابطہ اور قاعدہ کی بحث آجاتی

---

[۱] دیکھو مکتوب ۹۲۔

ہے تو سب رہ جاتے ہین، ابوالکلام صاحب کا تار آیا کہ تم لکھ کر بھیجدو، مجھپر یہ بہت جبر ہوتا ہے اور بالکل جی نہین لگتا،

بہرحال، ایک آرٹیکل لکھ کر وکیل مین بھیجدو جس مین صرف یہ بات دکھائی جاے کہ اصلاح کے لئے جو ذرایع اب تک ممکن تھے مسودہ دستورالعمل سے اب اس کا بھی استیصال کر دینا مقصود ہے، اس لئے کہ موجودہ کمیٹی باوجود بے قاعدگی باقی رہی، جلسہ عام کا کوئی حق نہین رہا، ناظم کے اختیارات کی وسعت اور عمومیت کی کوئی حد نہین رہی، البتہ ایک لطف کی بات ہی، ناظم کے لئے لکھا ہی کہ مشاہیر علما سے ہو، معلوم نہین مولوی خلیل الرحمن نے یہ طے کرلیا ہی کہ ان کو لوگ مشاہیر علما مین تسلیم کرتے ہین،

ماسٹر دین محمد بھی یہان آگئے

شبلی

۱۶- جولائی ۱۹۱۴ء

(۷۶)

جواہر خمسہ کے متعلق آج تصریح ملی، یعنی ہیولیٰ، صورت جسم، عقل نفس، مجھکو دیا تھا لیکن ذہول ہوگیا تھا، آج ابن تیمیہ نے منہاج السنۃ مین یاد دلایا،

شیخ صاحب سے جواہر خمسہ کی نسبت کہدینا،

شبلی

۱۸ جولائی ۱۹۱۴ء

(۷۷)

معلوم نہین امام مالک کے اجتہادیات کو تم نے کس حد تک لکھا ہی[۱]، موطا کی شرح زرقانی اس کے لیئے نہایت مفید ہی، یہان ملتی ہی لیکن گران ہی،

میان حمید کے خط سے معلوم ہوا کہ مولوی سید علی[۲] بھی وہان لے لیئے جائینگے اور مولوی شیر علی کا تو گویا فیصلہ ہو چکا، ایک دو جگہ اور خالی ہین، کسکی تحریک کرون، تمہارا وہان جانے مین کچھ بہت فائدہ نہین، اور علمی مذاق فنا ہو جائیگا، وہان کے مصارف بہت ہین،

شبلی

بمبئی - ۲۵ جولائی سنہ ۱۹۱۴ء

(۷۸)

بدایۃ المجتہد ابن رشد، اور احکام القرآن ابوبکر عربی، منگوا لو، امام مالک کی فقہ پر اُن سے کافی مدد ملے گی،

تم نے شروع کر دیا تو خیر ورنہ ابن تیمیہ کی تالیف فرض اولین ہی، مجھے اس شخص کے سامنے رازی و غزالی سب ہیچ نظر آتے ہین[۳]، ان کی تصنیفات مین ہر روز نئی باتین ملتی ہین بار بار دیکھنا

---

[۱] مکتوب الیہ نے حیات مالک لکھنی شروع کی، اُسکے متعلق مشورہ ہی [۲] دار العلوم حیدر آباد مین، مولوی سید علی زینبی امروہوی، مدرس ادب دار العلوم ندوہ مولانا کے مخلصین مین تھے، ان کا ذکر آگے بھی آئیگا [۳] مولانا روز بروز ابن تیمیہ کے بہت معتقد ہوتے جاتے تھے، بلکہ ایک بار مکتوب الیہ سے یہ بھی فرماتے تھے کہ مین عقائد اور فقہیات ہر چیز مین ابن تیمیہ کو تسلیم کرتا ہون،

شرط ہی، اس شخص کی راے ہی کہ یہود و نصاری اگر اپنے مذہب پر قائم رہین (تثلیث چھوڑکر)
اور اعمال حسنہ بجالائین، تو اسلام انکو اجازت دیتا ہی، اسپر کافی بحث کی ہی، گو اصل نتیجہ کو کسیقدر
ماند کردیا ہی، تمام قران مجید سے استدلال کیا ہی،

شبلی

۲۸ جولائی سنہ ۱۹۱۴ء

(۷۹)

میرا[۱] سب کچھ جاتا رہا۔ اناللہ

شبلی۔

الہ آباد۔ ۱۰۔ اگست سنہ ۱۹۱۴ء

(۸۰)

واقعہ[۱] حال نے میرے حواس کھودیئے، اس لئے ممکن ہی کہ جواب نہ گیا ہو،

مین اب اعظم گڈہ مین ہون، اور ارادہ ہی کہ یہین مستقل قیام کرون، استقلال کا ہر طرح سامان کر رہا ہون، دار المصنفین کے لئے بنگلہ اور باغ وقف کرنا چاہتا ہون، چونکہ خاندان کے اور لوگ شریک ہین، اس لئے ان کو بھی وقف پر آمادہ کر رہا ہون، پندرہ بیگہ خام کا رقبہ ہی، اسی مین نیشنل اسکول بھی آجائیگا،

درجہ تکمیل کے لئے شایقین کو اطلاع دینا ہی، اگر آؤ تو اعظم گڈھ آؤ تمہارے قیام کے لئے

[۱] اطلاع وفات مولوی محمد اسحاق برادر مولانا ے مرحوم [۱] وفات مولوی اسحاق،

الگ کمرہ مع ضروریات کے موجود ہی،

شبلی اعظم گڈھ، ۵ ستمبر ۱۹۱۴ء

(۸۱)

تمہارا انتظار بہت[۵۱] رہا۔ مسعود آے بھی اور چلے گئے، وہ تو اس ویرانہ کو علمی کوششون (دار المصنفین وتکمیل وغیرہ) کی جولانگاہ بننے کے قابل خیال کرتے ہین، کتابین بقدر ضرورت مہیا ہو گئی ہین، چہ سات الماریان بھر گئی ہین، وقف نامۂ باغ زیر تحریر ہے، بنگلہ کے بغل مین مختصر سا دار الضیوف بنگیا ہی، غالباً تمکو تکلیف نہ ہوگی لیکن آؤ تو چند روز ٹہیرو، پا در رکاب آنا پسند نہین، شائد اسوقت تک مسعود دوبارہ آئین، علی محسن وغیرہ امتحان کے بعد آئینگے،

ندوہ کی اب یہ نوبت پہنچی کہ آفتاب احمد خان کے ماتحت لازم معائنہ کو آتے ہین اور دلی کے جلسہ کی تحریک کا جواب دیا جا رہا ہی،

شبلی ۔ اعظم گڈھ، ۱۰۔اکتوبر ۱۹۱۴ء

(۸۲)

بھائی[۵۲] مجھکو اور لوگون کو کیون دق کر رکھا ہی، آنا ہی تو آؤ ورنہ الیاس احدی الراحتین،

شبلی

اعظم گڈھ، ۲۶۔اکتوبر ۱۴ء

---

۵۱ افسوس ہو کہ مکتوب الیہ اتفاقاً بیمار ہو گیا، اس لئے تاریخ مقرر پر نہ پہونچ سکا،

۵۲ مکتوب الیہ کے نام آخری خط، آہ جب وہ پہونچا تو بلانے والا بستر مرگ پر دراز تھا،

۳۴- مولوی مسعود علی صاحب ندوی کے نام

(۱)

عزیزی، دعاؤسلام،

خط پہنچا[۱] مین بخوبی اندازہ کرتا ہون کہ تم کو میرے قطع تعلق کا کسقدر رنج ہوا ہوگا، لیکن بھائی چارہ کیا تھا، میرے لئے، دار العلوم کے لیئے، قوم کے لیئے یہی مفید تھا کہ اس بک بک اور زق زق سے رہائی حاصل کیجائے، اگر کام کرنا ہوگا تو کام بہت ہین،

ہان بہتر تو ہی کہ یہان آجاؤ، یہان نہایت عمدہ موسم ہی، گرمی نام کو نہین، تفریح بھی ہوجائیگی،

بھائی مین تو عام لوگون کو بھی نہین بھولتا، تم کو کیا بھولون گا،

کئی لڑکون کو جوابی خط لکھ چکا ہون، اسیلئے مختصر پر اکتفا کرتا ہون،

شبلی - بمبئی ۲۲- جولائی ۱۹۱۳ء

---

[۱] مکتوب الیہ کا سال فراغت یہی ہی، اس لئے اس زمانہ سے خط شروع ہوتے ہین، یہ وہ زمانہ ہی جب مولانا نے دار العلوم کی معتمدی سے استعفا دیدیا ہی، اور تمام طلبہ بیقرار ہین، مکتوب الیہ کا ندوہ کی اصلاحی کوششون مین بڑا حصہ ہے، اس لیے ان خطوط مین زیادہ تر اسی کے متعلق واقعات ہین، ان خطون مین نواب صاحب سے مقصود نواب سید علی حسن خانصاحب خلف نواب صدیق حسن خان مرحوم ہین، وہ اصلاحی کمیٹی کے سکرٹری تھے،

(۲)

عزیزی، سلام ودعا،

خط پہنچا، تمہارے وداعی جلسہ[۱] کا حال پہلے ایک خط سے معلوم ہوا تھا، مین ایک نہایت ضروری لیکن پُرکیف خدمت مین مصروف ہون، (سیرۃ نبوی) وہ جسقدر زیادہ ختم کے قریب آتی جاتی ہی، ذوق بڑھتا جاتا ہی، اسلیئے اکثر یہ ارادہ ہوتا ہی کہ پہلی جلد تمام کرکے یہان سے نکلون، وہان یہ یکسوئی کہان لیکن بظاہر پہلے آنا پڑیگا، اس غرض سے کہ بعض امور مین میان حمید سے مشورہ رہ سکے،

ندوہ سے تعلق منقطع ہونا تو محال ہے لیکن یہ وہین آکر فیصلہ ہوسکتا ہی کہ تعلق کی نوعیت کیا ہو، لوگ تو لکھتے ہین کہ ابھی سے حالت بالکل بدل گئی ہے۔ درحقیقت اب وہ محض لونڈون کا مکتب رہ جائیگا،

تمہارے اشغال کی نسبت وہین آکر فیصلہ ہوسکتا ہی، کیونکہ یہ باتین خط کتابت سے انجام نہین پاسکتین، دیر تک بالمشافہ تبادل خیالات رہنا چاہئے،

حالت موجودہ کا افسوس ضرور ہی لیکن ہمکو اس پیر بے مغز سے یہ سیکھنا چاہئے کہ اس نے دس برس متواتر کوشش مین کبھی ناکامی سے ہمت نہین ہاری، پبلک کی قوت ملک مین بڑھتی جائیگی اس سے کام لینا چاہئے، چند سازشی آدمی مفت مین ایک بڑے قومی کارخانہ کو دبا بیٹھین

[۱] تکمیل تعلیم کے بعد مدرسہ سے جب مکتوب الیہ رخصت ہوئے، تو طلبہ و مدرسین نے نہایت گرمجوشی سے وداعی جلسے کئے، اس کی طرف اشارہ ہی،

اسکو قوم کیونکر دیکھ سکیگی لیکن قوم کے متوجہ کرنے کی تدبیرین کرنی چاہیئے،

تم عملی آدمی ہو، اس لئے قومی اشغال مین اہل قلم سے تمہاری زیادہ ضرورت ہی،

شبلی

۱۴-اگست سنہ ۱۹۱۳ء

(۳)

عزیزی،

دعا و سلام، تمہاری تمام تجویزات سے مجھکو اتفاق ہی، لیکن اس کے لئے ضرور ہی کہ میرا قیام لکھنؤ مین ہو، لیکن لکھنؤ مین بار بار اسہال اور پیچش کے ایسے سخت دورے پڑتے ہین کہ بہت ڈر لگتا ہی، غالباً الہ آباد مین مستقل قیام مناسب ہوگا، اور لکھنؤ کا ماہوار دورہ،

سیرت مین دونون صاحبون کا تعلق بظاہر دقت طلب ہی، اس لیئے کہ اب صیغہ عربی سے مقدم کام انگریزی کا آپڑا ہے، اور لائق مترجم "۱۰۰" سے کم مین نہین ملتا، تاہم یہ مشکل بھی حل ہو جائیگی یہ بھی ایک مشکل ہی کہ سیرت کی مدت مئی سنہ مین ختم ہو جائیگی، معلوم نہین بھوپال اس کے بعد اضافہ کرتا ہی یا نہین، خیر ایسی باتین مہمات مین سدِ راہ نہین ہو سکتین، لیکن عزم و ثبات درکار ہی،

ایوب[۱] سے معلوم ہوا کہ تم حیدر آباد آکر وکالت کا امتحان دینا چاہتے ہو، اس حالت مین وہ سب خواب اضغاث احلام ہین،

شبلی - حیدر آباد - ۱۸ - اکتوبر سنہ ۱۹۱۳ء

[۱] مولوی محمد ایوب صاحب ندوی وکیل حیدر آباد،

(۴)

عزیزی

یہ کیا بات کہتے ہو کہ لکھنؤ اور تم لوگون سے متنفر ہو گیا ہون، تو پھر جی کر کیا کرونگا؛

نظارۃ القرآنیہ مین جانا بیکار ہے، بجز ؁ ماہوار کے اور کچھ حاصل نہین وہ ہمین کیا سکھا ئینگے

مین انشاء اللہ اوایل دسمبر تک لکھنؤ پہنچ جاونگا، مستقل قیام کے لئے سب سے پہلے تو صحت شرط ہی

پھر ایک وسیع مکان کا ملنا، جو ؁ للعہ کرایہ تک کا ہو،

اتفاق کی بات نظامت پر انھی دونون شرر[1] اور مولوی عبدالودود بریلوی نے پرزور مضامین لکھے،

عبدالباری[2] کو بھی لکھو، دوسرے ارکان کو آمادہ کرنا چاہئے، ارکان کا لکھنا خاص اثر رکھتا ہے، نواب علی حسن خان سب کچھ لکھ سکتے ہین لیکن لکھنا نہین آتا،

افسوس ہی اب مین بہت بیمار رہتا ہون، ہفتہ مین بہ شکل دو تین دن لکھ سکتا ہون،

شبلی

حیدرآباد - ۴ - نومبر ۱۹۱۳؁ء

(۵)

افسوس یہ ہوا کہ تمہارے اور عبدالسلام کے نام خطوط امین آبادہی کے پتہ سے بھیجے تھے

خیر، مکان کی حفاظت کا کیا بندوبست ہی، اور خوشنویس صاحب کیونکر کام کرتے ہون گے،

---

[1] مولوی عبدالحلیم صاحب شرر [2] مولوی عبدالباری ندوی،

یہ تو بڑا ہرج ہوگا، معلوم نہین مقدمہ[51] مین کیا ہو رہا ہی، پتہ کیا لگا ہوگا!

میان ماجد[52] کا انگریزی مضمون دار المصنفین وغیرہ رجسٹرڈ بھیجدو،

عبدالسلام تعین مضامین قرانی کے منتظر ہین، اُن سے کہو کہ خود کوئی کتاب قرآن مجید پر لکھتے تو کیونکر لکھتے، میرے کام مین ایسے بھولے بنجاتے ہین[53]،

شبلی

الہ آباد، ۲۸-فروری ۱۹۱۴ء

(۶)

عزیزی،

اجلسہ مین عبدالسلام کے اور میرے[54] خطوط غلط یا صحیح پڑھے گئے پھر کیونکر ممکن ہی کہ وہ درج کارروائی نہ ہو، اور اس سے یہ لوگ سازش کا کام نہ لین، ان لوگون نے اپنی تمام خرابیون اور اسٹرائیک[55] کے سارے زور کو صرف سازش اور میرے شرکت کی ادعا سے ٹھنڈا کر دینا چاہا ہی، اور البشیر وغیرہ بھی اثر ملک مین پھیلا دینگے،

---

[51] مولانا کے کاغذات چوری گئے تھے اسکے متعلق استفسار ہی، دیکھو ۴۲ (۶۶، نیز ۴۴-۴، [52] مسٹر عبدالماجد بی-اے

[53] دیکھو مکتوب ۲، نیز ۴۴ ۴، [54] دیکھو ۴۴، [55] مولانا کے استعفا کی بنا پر طلبہ ناظم جدید سے برہم تھے اسکے بعد اور بھی کئی باتین ناظم جدید کی طرف سے اشتعال انگیز ہوئین جن سے لڑکون مین جوش پیدا ہوا اور دو مہینہ تک انھون نے مدرسہ جانا چھوڑ دیا، تمام ملک مین ایک شور برپا تھا، طلبہ کی تائید مین ملک مین ۱۵ جلسے ہوے بڑے بڑے اخبارات ان کے ہمزبان تھے، اس موقع پر مکتوب الیہ بھی لڑکون کے ساتھ تھے،

۲- تم نے مدرسہ الگ کرلیا اور فرض کرو چند روز چلا بھی سکے، تو بحث یہ ہی کہ کب تک؟ اور اس سے ان کو کیا تنبّہ ہوگا! وہ دیوبند وغیرہ سے لونڈے بلوالین گے اور خود شہر مین وظایف پر ل جائینگے،

۳- عبد السلام کو اب فیصلہ کرلینا چاہیئے، اگر لکھنؤ مین رہین تو ان سے تدریس ادب کا بھی کام لو، اور اگر وہ کلکتہ جائین تو سیر کے لئے کسی ایسے شخص کو لو، جو درس کے کام بھی آئے،

۴، پورا اطمینان ہوجاتا تو مین بمبئی چلا جاتا،

۵، ماہوار مالی اعانت کی کیا سبیل ہی، اس مین میرا جو حصہ ہو بتا دو،

۶- ماسٹر دین محمد کو بلالو، شاید لکھنؤ مین اس قدر ارزان لایق شخص نہ مل سکے،

شبلی

دہلی- اپریل ۱۹۱۴ء

(۷)

مولوی مسعود علی،

(۱) میری تمام ذاتی کتابون کی یعنی جو کتب خانہ کی نہین ہین، گو اور کسی کی ہون، مولوی عبد السلام سے کہو کہ فہرست بنا کر میرے پاس بھیجدین،

(۲) انگریزی کتابون مین مسٹر بنٹ کی ایک کتاب ہی، مولوی عبد الماجد صاحب، بی-اے سے کہو کہ میرے پاس بھیجدین،

۱- بلاغت

۲- مسایل عقاید وکلام،

۳- مسایل حکمیہ وتمدن

۴- اخلاق

عبدالسلام قرآن مجید ایک طرف سے پڑھنا شروع کرین، جو آیت جس مدین آئے الگ کاغذ پر اس عنوان کے تحت مین لکھتے جائین،

اُن الفاظ کو بھی یکجا کرنا چاہئے جو قرآن کے اصطلاحی الفاظ ہین، مثلاً صلوٰۃ، زکوٰۃ، منافق، مومن، رکوع، سجود، وغیرہ، یعنی قرآن مجید نے زبان مین کتنے اصطلاحی الفاظ اضافہ کئے،

ضروری اکرام اللہ خان[۵۱] نے ایک یادداشت کی بیاض بنادی تھی، جو لوگ کتاب مستعار لے جاتے تھے، اُسپر اُن لوگون کا نام لکھ لیا جاتا تھا، اس کو دیکھکر لوگون سے کتابین واپس لے لو، اور میری کتابون مین داخل کردو،

شبلی

۶ اپریل ۱۹۱۴ء

(۸)

مولوی مسعود علی،

مین بار بار روکتا تھا کہ اسٹرائیک سے کیا نتیجہ ہوگا؟ لیکن آخر ہوئی اور لطف یہ کہ اسکی اتنی

۵۱ مولوی اکرام اللہ خان ندوی، اڈیٹر الندوہ سلسلۂ جدید، دیکھو مکتوب ۱۱

قیمت ٹھیری کہ میری سازش تھی ؛

مجلس انتظامیہ اپنی رپورٹ شایع کرگی، اس مین بڑے بڑے نام ہین، اس کے مقابلہ مین بیچارے بچون کی کیا وقعت ہوگی،

بہرحال کیا حال ہی، اور کیا اسکیم ہی؟

یہ لوگ چھ برس سے میرے خلاف ارکان مین برہمی پیدا کرانے کی سازش اور کوشش کراتے رہے، وہ اسٹرائک نہین اور یہ اسٹرائیک ہی،

غریب لڑکے کیونکر بسر کرتے ہین، اور کب تک کرینگے، مکان کونسا ہی، وہ بھی تو خالی کرایا جائیگا[۱]،

شبلی

دہلی، اپریل سنہ ۱۹۱۴ء

(۹)

عزیزی،

حیدرآباد کی ماہوار، اب تک نہین آئی ورنہ روپیہ پہنچ گئے ہوتے، آج کل مین آئیگی یہ لکھو کہ درجہ تکمیل مین کون کون ہین، اُن کا امتحان آخری کب ہوگا،؟

مین چاہتا ہون کہ دو چار قابل طلبہ اپنے ساتھ رکھون، کسی فن کی ان کو تکمیل کراؤن، ان مین سے جن مین تصنیف کا مادہ ہو ان کو تصنیف کے لئے تیار کیا جائے،

---

[۱] دیکھو ہ،

جو غیر مستطیع ہون گے، ان کے مصارف کا بندوبست ہوگا، اس لئے ایسے طلبہ کی (اگر ہون اور

پسند کرین) ایک فہرست لکھ بھیجو،

ماسٹر صاحب نے تو لکھا ہی کہ وہ نوکری چھوڑکر یہان آتے ہین،

سید سلیمان کا کیا پتہ ہی،

شبلی

بمبئی، ۱۵ جون سنہ ۱۹۱۴ء

(۱۰)

عزیزی،

تم لکھتے ہو کہ کوئی مستقل کام نہین، اصلاح ندوہ سے بڑھکر کیا کام ہی،

نواب صاحب بالکل اکیلے ہین، کوئی ان کو مدد نہین دیتا، حالانکہ یہ کام پھیلایا جائے تو

بہت پھیل سکتا ہی،

اصلاحی مسودہ دہلی سے آگیا ہی، اب جلسہ کو لکھنؤ مین جمع ہوکر ترمیم و اضافہ کرنا اور اسکو شائع

کرنا ہے،

اشاعت کا خود ایک کام ہی، پھر تمام ملک سے آرار کا طلب کرنا، اصلاحی کمیٹی کے ممبرون

کے دایرہ کو وسیع کرتے جانا، مختصر انگریزی رپورٹین تیار کرانا وغیرہ وغیرہ، سیکڑون کام ہین ندوہ

ایک دن مین تو درست نہین ہوگا،

معین الدین خورد کا ایک حسرت آمیز خط آیا تھا، ملجاے تو سلام کہنا، وہ ابھی میرے پاس

رہنے کے قابل نہین ہے ورنہ مین بلالیتا،

سید سلیمان نے محسن کی تعریف لکھی ہے کہ وہ ہمارے پاس رہنے کے قابل ہین، انشاپردازی کا بھی مادہ ہے،

خلیل[1] صاحب اگر آئین تو بلالون، اُن کے لیئے وظیفہ تو مین خود اپنے ہان سے دونگا لیکن رہنے کیلئے اگر وہ سلیمان عبد الواحد[2] سے بندوبست کرلین تو آسانی ہوگی، یہان بڑا مسئلہ مکان کا ہے، کئی لڑکے ہوجائینگے، تو ایک کمرہ لے لیا جائیگا،

شبلی

بمبئی، ۲۳-جون سنہ ۱۹۱۴ء

(۱۱)

عزیزی،

فوراً مطلع کرو کہ عبد السلام کہان ہین، اگر وہ منظور کرین تو چھ مہینہ یہان آکر رہین، بشرطیکہ آزاد صاحب بھی اجازت دین،

سرکار بھوپال چاہتی ہین کہ ازواج مطہرات کے حالات پر ایک مستقل کتاب ہوجائے، عبد السلام سیرت کی ضمن مین ان کے حالات لکھ چکے ہین، اب کچھ تفصیل اور علمی حیثیت اضافہ کردینی ہوگی،

ہان طلبہ مین سے کوئی شخص سیرت کے دفتر کے قابل ہو تو مطلع کرو،

خلیل صاحب تکمیل کے لیئے یہان آئین تو آجائین، کچھ سیرت کا کام بھی دیدونگا کہ

طریقۂ تصنیف سے آشنائی ہو،

شبلی

بمبئی، ۳۰ جون سنہ ۱۹۱۴ء

(۱۲)

الندوہ نکلا، اگر تم ایسی خوشخط، صاف، اور عمدہ چھپائی کا انتظام کر سکتے ہو تو مین قطعاً ایک رسالہ کا انتظام کر دون، اور کوئی وجہ نہین کہ تم اکرام اللہ خان کے برابر کام نہ کر سکو،

شبلی

۲۹ جولائی سنہ ۱۹۱۴ء

(۱۳)

عزیزی؛

بھائی وہ لوگ دار المصنفین، ندوہ مین بنانے کب دینگے کہ مین بناؤن، میری اصلی خواہش یہی ہے لیکن کیا کیا جائے، حالانکہ اس مین انہی کا فائدہ ہے،

قاری عبد الولی نے ولایت سے مشین منگوائی ہے پیشگی یہان آکر دیگئے ہین، اگر آگئی تو شاید وہ کام وقت پر دے سکین اور رسالہ نکل سکے،

ایک علمی رسالہ کی سخت ضرورت ہے، مین بالکل تیار ہون،

شبلی

۲۷ جولائی سنہ ۱۹۱۴ء

(۱۴)

عزیزی،

سخت حیرت ہوتی ہی کہ اس مین کرنے کا کیا کام ہی جسقدر رائین آگئی تھین، نواب صاحب ارکان لکھنؤ سے بلگران کی رائین لکھوا لیتے، اگر وہ نہ لکھتے تو خود رایون کا خلاصہ اور اس کے مطابق دستور العمل کو درست کر کے اخبارون مین بھیجدیتے، کم سے کم اخبارون مین وہ اصولی امور چھپوا دیتے جو ندوہ کے دستور العمل سے مخالف ہین، کام ہر جگہ ایک ہی دو آدمی کرتے ہین، باقی لوگ براے نام ہوتے ہین،

خیر اب بھی نواب صاحب سے کہو کہ دونون دستور العملون مین جو اہم اصولی اختلاف ہین اس کو تو اخبارات مین شایع کر دین، اور خود دستور العمل جہان تک کہ ارکان کا متفق علیہ ہی اسکو شائع کر دین،

دلی جانا ہی تو فوراً جانا چاہیے، پھر رمضان آجائیگا،

تمھارے پاس عبد الباری کے لیے جو خط بھیجا تھا وہ پہنچا یا نہین،

شبلی

۲۳-جولائی سنہ ۱۹۱۴ء

(۱۵)

عزیزی،

خط پہنچا، واقعی ایک کارکن آدمی کے لیئے بے شغلی سے بڑھکر کوئی عذاب نہین، لیکن تم نے لکھا تھا کہ تم نے کسی شغل کی بنیاد ڈالی ہی اور اب شروع کر دوگے، وہ کیا تھا،

قاری عبدالولی یہان آئے ہین مشین خریدنا چاہتے ہین، اگر چھپنے کا انتظام ممکن ہوتا تو ایک ماہوار رسالہ کی بڑی ضرورت تھی، علمی سطح بالکل گر چکی اور انگریزی تعلیم بھی جہل کے برابر بن گئی، اصلاح کا کام اونچے ہاتون مین چاہنے سے کیا ہوگا، کام کرنے والے کہان ہین، اپنے دھندے سے کس کو فرصت ہی،

ایک کام کرنے کا تو یہ ہی کہ دار المصنفین کا بندوبست کرو، راجہ صاحب محمود آباد نے مجھ سے کہا تھا کہ مین نے نجف کے پاس زمین لی ہی چاہو تو وہین تم کو بھی دلا دون، کہو تو مین اُن کو لکھون، اور تمام معاملات تمہارے ہات سے انجام پائین، اگر زمین ملجائے تو ایک مختصر پھوس کا بنگلہ اور چند اور چھپر کے کمرے بنوالیئے جائین، پھر کام چلتا رہیگا، غالباً وہان میری صحت بھی درست رہے،

سیرت مین دو کاتب یہان کام کر رہے ہین،

شبلی

بمبئی - ۱۸ جولائی ۱۹۱۴ء

(۱۶)

عزیزی،

میری ایک قلمی نادر کتاب جہان آرا بیگم کی تصنیف سطلا و مذہب، منشی محمد علی کے پاس ہے، لوہے کی صندوق مین رکھوادی گئی ہے، نیز ایک عالمگیر کا فرمان ہی، دونون چیزین ان سے

ؔ مونس الارواح، حالات شیخ معین الدین اجمیری، یہ نسخہ اب دار المصنفین کے کتب خانہ مین ہے،

لیکر، سردست تو نہایت حفاظت سے نواب علی حسن خان صاحب کے پاس محفوظ جگہ رکھوا دو، پھر مین آئندہ لکھون گا کہ وہ کہان بھیجی جائین، نہایت احتیاط سے ہر کام خود کرنا،

شبلی

۲۷- جولائی سنہ ۱۹۱۴ء

(۱۷)

عزیزی،

تمہارے استقلال سے بہت مسرت ہوئی، خدا قائم رکھے، مین نے (احباب نے بھی یہی مشورہ دیا)، تو یہ عزم کرلیا ہی کہ جہان رہون ندوہ اپنے ساتھ رکھون، ندوہ در و دیوار کا نام نہین سید سلیمان وغیرہ کا نام ہی، ایسے اشخاص پیدا کرنے چاہئین، دو شخص آج از کلکتہ سے بھیجتے ہین، انگریزی کا بھی انتظام ہوگا،

جلسہ سالانہ کے متعلق ایک نکتہ بڑے تجربہ کے بعد قابل لحاظ ہے، مین دیکھتا ہون کہ اصلاح مین جسقدر زور آتا ہی، مخالفت کا زور اس سے بڑھ جاتا ہی، فرض کرو جلسہ سالانہ ان کی حالت پر چھوڑ دیا جائے تو کمزور رہے، لیکن اگر مخالفت کا قصد کیا جاسے تو یہ لوگ بے انتہا زور صرف کر دینگے، اور بڑے بڑے آدمی جلسہ مین شریک ہوکر اس کو اور باوقعت کر دینگے، اور عوام کو بلا کر ہر ناجایز کاروائی کو ووٹ سے منظور کرا لینگے،

نواب صاحب نے ضروری خطوط کا جواب نہین لکھا، خصوصاً میرے بعض مسودات اب تک نہین آئے، پیارے صاحب کو لکھتا ہون وہ خبر تک نہین ہوتے مل جائین تو

تاکید سے یاد دلا دو،

شبلی

۲ جولائی سنہ ۱۹۱۴ء

(۱۸)

عزیزی،

جو مصیبت مجھ پر پڑی، اس نے بہت دنون کے لیئے بیکار کر دیا، اسپر یہ مصیبت کہ مرحوم کی زوجہ حال نے وفات کی ساتھ ہر قسم کے قانونی اور عدالتی بلکہ فوجداری جھگڑے شروع کر دیے، اب مجھکو یہان سے ٹلنا مشکل ہو گیا ہی، مقدمات شروع ہو گیئے اور ہم ہی دونون بھائی مدعا علیہم ہین،

شبلی

الہ آباد، ۱۸ - اگست سنہ ۱۹۱۴ء

(۱۹)

آخر ساری دُنیا لٹا کے گھر مین آیا،[۱] آؤ تو یہین آؤ، ہان اتنا اور کرو کہ میری کتابون کے دو صندوق اور کچھ کتابین، مطبوعات یورپ پیارے صاحب نے نواب صاحب کے خواب گاہ کے کمرے مین میرے سامنے رکھوا دی تھین، وہ بھی ساتھ لیتے آؤ، صندوق سواری گاڑی مین بریک روانہ کر دینا یہان چھڑا لیئے جائینگے،

---

[۱] مولوی اسحاق کا انتقال

میری کریمان و ٹبری [illegible] مگر گرانی میں [illegible]

قریب قریب معمول پر جاتے تو کچھ حرج نہیں،

شبلی

[illegible] ۵ اگست [illegible]

(۳۰)

عزیزی

خط پہنچا، موقوفی کی وجہ کیا قرار دی ہے،

اس وقت [illegible] فلکٹ [illegible] خیالوں کیلئے ایک [illegible] ہو جائیگا ورنہ [illegible]

[illegible] میں خلل مچا دینگے کہ میں [illegible] رہا ہوں

[illegible] حسین نے میرے خط کے جواب میں ایک مضمون چھاپ کر [illegible]

[illegible] کے پاس ہوگا، اس میں ماسٹر [illegible] صاحب کی [illegible] میرے خط میں [illegible]

خط بعینہ نقل کیا ہی، اپنی راے لکھو،

میں [illegible] تعلیم پوری کر [illegible]

[illegible] علم کلام اور خطابت و تقریر میں تکمیل ہو جائیگی

اس مہینہ کے [illegible]

شبلی، ستمبر [illegible]

[illegible]

(۲۱)

عزیزی،

درجہ تکمیل یا تصنیف والون کے متعلق نقشہ ذیل کی خانہ پری کر کے بھیجدو،

۱۔ نام اور پتہ یعنی سکونت وغیرہ،

۲۔ مستطیع ہین یا غیر مستطیع،

۳۔ کس فن کی تکمیل چاہتے ہین، سردست صرف تفسیر اور ادب کی تکمیل کا انتظام ہوسکتا ہے

۴، کتنی مدت قیام کرینگے،

۵۔ مقصد زندگی کیا ہے،

۶، وضع ولباس وفرائض مین علما کی وضع کے پابند رہ سکتے ہین یا نہین، گو یہ جزوی بات ہے لیکن مین شروانی اور بوٹ تک کو ناپسند کرتا ہون، قص لحیہ تو سخت ناگوار ہے،

مین صرف تعلیم نہین بلکہ تربیت بھی چاہتا ہون، ایسے لوگ درکار ہین جنکی صورت اور سیرت دونون عالمانہ ہو، علما کا ہمیشہ قاضی ابو یوسف کے زمانہ سے ایک خاص لباس رہا ہے، طلبہ بھی اسی کے قریب قریب استعمال کرتے تھے،

سرائیرس کے منتظم دلیسر نہین ہین، مدرس حال گو اُن کے نزدیک ناقابل ہین لیکن انکو فوراً موقوف نہ کرینگے، اور شاید اس مین کچھ دیر لگے،

درجہ تکمیل والون کے ساتھ شبلی یہان چلے آئین، جب تک کوئی انتظام نہ ہو وہ تکمیل مین رہین اور اگر دفتر تصنیف سیرۃ مین وہ کوئی کام انجام دے سکے تو مین اس مین

منتقل کردون گا،

شبلی

اعظمگڈھ، ۱۵، اکتوبر ۱۹۱۴ء

(۲۲)

عزیزی،

تمہاری خاموشی سخت حیرت انگیز ہے، مین صرف تمہارے خطوط کے انتظار مین گھر نہ جاسکا
اور اب اتوار تک اور انتظار کرنا پڑیگا،

عبدالباری آتے ہین،

علیگڈھ کا مشن آیا یا نہین اور کب آئیگا؟

مین نے نواب صاحب کو تار دیا تھا، ان کو ملا یا نہین،

یہ مشن نہ قوم کا منتخب کردہ ہی نہ اصلاحی کمیٹی نے اس کو تسلیم کیا ہی، اس لئے نواب صاحب
یا مولوی نظام الدین صاحب کو اس کے قبول کرنے اور اس مین شامل ہونے کا حق نہین،

درجہ تکمیل مین کون کون لڑکے تیار ہین، ادھر کئی لڑکون نے خط لکھے،

باغ کے پہلو مین سڑک پر جو سرکاری بورڈنگ ہی اس کے خریدنے کا بھی بندوبست
ہو رہا ہی[1] جس سے سڑک کا سامنا ہو جائیگا، شبلی

اعظم گڈھ، ۱۵۔ اکتوبر ۱۹۱۴ء

---

[1] بغرض دار المصنفین،

(۲۳)

عزیزی،

تم نے جو کچھ لکھا، ہمدرد دیکھ کر، مین نے سب کچھ سمجھ لیا تھا، اور اسی وقت آزاد اور حاذق الملک کو خطوط لکھے، بہرحال صاف کارروائی یہ ہے کہ نواب صاحب کو لکھدینا چاہیئے کہ مجھکو اصلاحی کمیٹی کی منظوری بغیر کوئی حق نہین کہ مین اس کمیشن کو قبول کرون،

مولوی نظام الدین حسن[۵۱] نہایت ضابطہ کے پابند ہین، اسلئے وہ ذاتاً شریک ہو سکتے ہین، لیکن اصلاحی کمیٹی کی طرف سے نہ شریک ہونگے، اُن کو اسی امر کو خوب ذہن نشین کردو،

باقی جو کارروائی مناسب ہو کرو،

شبلی

اعظم گڈھ، ۱۶- اکتوبر سنہ ۱۹۱۴ء

(۲۴)

عزیزی،

اچھا ہے، بقر عید کے بعد ہی آئین[۵۲] مین بھی اب تک مکان پر نہین گیا، عید کر آدن، جو شخص کم از کم نحو و صرف پر اچھی طرح قادر نہ ہو، اور عربی پیچیدہ عبارت کے صحیح پڑھنے پر قادر نہ ہو، وہ درجہ تکمیل کے قابل نہین،

کتب خانہ کی کتابین ابھی میرے پاس باقی ہین، کوئی آدمی جائے تو اس کے ہات

۵۱ مولوی نظام الدین حسن بی۔ اے، ایل ایل۔ بی، لکھنؤ، ۵۲ طلباے دار المصنفین،

بھیجدو، فتح الباری کی ایک جلد بھی رہ گئی،

نواب صاحب کو خط لکھا، خدا جانے پہنچا یا نہین، کوئی جواب نہین آیا،

مولوی فضل الرحمٰن سے کتابون کی عام فہرست بھجوا دو یعنی جسقدر کتابین اُن کے ہان ہون

قاری عبدالولی کے ہان میان اسحاق مرحوم کا مرثیہ چھپنے کو بھیجا، مہینہ بھر ہو چکا خبر تک نہین، ہو سکے تو تاکید کر کے چھپوا دو،

شبلی

اعظم گڈھ، ۲۱-اکتوبر ۱۹۱۴ء

(۲۵)

عزیزی،

افسوس تم مجبوراً ایسی جلدی چلے گئے کہ تمام فیصلہ طلب باتین رہ گئین، نواب صاحب کا یہ حال کہ کسی خط کا جواب تک نہین آتا،

بہ تحقیق معلوم ہوا کہ مولوی نظام الدین صاحب نے صحیح اور صاف صاف رپورٹ لکھی لیکن کمیشن ان کی رپورٹ کو چھپانا چاہتا ہی بعینہٖ بھیجنا نہین چاہتا،

سید سلیمان آتے آتے رہ گئے یعنی بیمار ہو گئے،

عبدالشکور[۱] کا ایک قصیدہ ملا، تمہارے پتہ سے جواب مانگا ہی جواب کی کیا حاجت ہی

[۱] ابوالحسنات عبدالشکور بہاری طالب علم ندوہ

بقرعید کے بعد آجانا چاہیے،

قصیدہ مین کچھ غلطیان اور کمزوریان ہین، لیکن طبیعت مین قابلیت ہی، اس لئے بہت جلد یہ خامیان نکل جائینگی،

خوب سوچا، ٹاٹ مین حریر کا پیوند نہین لگ سکتا، ولن یصلح العطار ما افسد الدھر پھر اچھی قوتون کو کیون ضایع کیا جائے، دار المصنفین - درجہ تکمیل، سرائے میر[۵۱] کا درجہ ابتدائی پورا جامعہ اسلامیہ کا مصالحہ ہی، کام کرنے کی ضرورت ہی، سرائے میر والے چند بار آئے، وہ تمہارے بہت آرزومند ہین، وہان کے موجودہ علمی ناظم اور بانی مدرسہ مولوی شفیع کی خواہش ہی کہ تم ناظم یا نائب بن جاؤ، اور وہ واعظ بن کر قصبات کا دورہ کرتے رہین کہ مالی حالت کی طرف سے اطمینان ہوجائے، وہ کہتے ہین کہ مجھکو نظم ونسق نہین آتا،

کلکٹر صاحب کے ہان وقف نامہ کی تعیین اسٹامپ کی درخواست دی تھی، کل حکم آگیا آٹھ آنہ سیکڑہ شرح ہی، اب تکمیل وقف نامہ مین کوئی انتظار نہین، البتہ مستورات کیلئے پھر ہا جانا پڑیگا، بقرعید کی صبح کو جاؤنگا،

انسپکٹر مدارس آئے تھے، وہ سرائے میر کو دو مہینہ کے بعد دیکھین گے اور امداد کی پوری توقع ہی، مولوی عبد الودود[۵۲] کل ملنے آئے تھے، بیکاری سے گھبرا گئے ہین،

نیشنل اسکول کی تعمیر کا کام شروع ہوگیا، نئے کمرون کی بنیادین پڑرہی ہین،

---

[۵۱] دیکھو ۱۰-۴۸-۶۵

[۵۲] ندوی،

تم بھی اپنی نسبت اب کوئی قطعی فیصلہ کرلو،

شبلی

اعظم گڑھ - اکتوبر سنہ ۱۹۱۴ء

(۲۶)

عزیزی،

الٹی گنگا بہاتے ہو، پہلے آزاد، سلیمان لکھین، تب اصلاحی کمیٹی کام کرے، بھائی ان لوگون کو قانون سے کیا خبر، اور کس کو غرض ہے کہ تمام دستور العملون کو پڑھے اور مقابلہ و ترمیم و تنسیخ کرے، دلی مین یہ تماشا دیکھ چکا،

پہلے خود نواب صاحب، خوب اچھی طرح قانون پر تیار ہو جائین، معمولی دفعات کو چھوڑ کر اساسی اور اصولی باتون کو لے لین، پھر اور ممبرون کو دونون دستور العمل دکھا کر اور بھیج کر رائین لکھوائین، لوگ خود کچھ نہ کرینگے، لیکن اگر سکرٹری صاحب اپنی یادداشت بھیجین تو لوگ دستخط کر دینگے، علی گڈھ تک مین یوہی کام ہوتا ہے، کام ایک ہی کرتا ہے، اور لوگ فقط ساتھ دیتے ہین،

نواب صاحب کسی اور کو کیون تلاش کرتے ہین، آفتاب احمد خان۔ عبد اللہ خان، اور عبد الحق جو کچھ کر رہے ہین تنہا کر رہے ہیں خبارات ہرگز ایک حرف نہین لکھین گے،

زمیندار بیچارہ نے لکھنا چاہا، لیکن واقفیت نہین بیچارہ اتنا لکھ کر رہ گیا کہ عبارت اچھی نہین،

نواب صاحب کو فوراً چند مہم باتون کے متعلق یادداشت لکھ کر شایع کرنی چاہئے افسوس ہے

انھون نے بالکل سکوت اختیار کیا، ورنہ مین خود لکھ کر بھیجدیتا، وہ تو خطون کا جواب تک نہین دیتے

پھر مین کیا کرون،

فقط دستورالعمل کے شایع کرنے سے کچھ حاصل نہین، کون تمام دستورالعمل پڑھتا ہی اصولی امور کو نمایان کرنا چاہیئے یعنی،

۱- مسودہ ندوہ کے رو سے بھی ارکان موجودہ جدید ارکان کا انتخاب کرینگے، اور یہی سلسلہ اور اُن کی ناجائز کثرت کا اثر ہمیشہ متعدی ہوتا رہیگا،

۲- دستورالعمل قدیم مین ناظم کا تقرر جلسہ سالانہ عام پر موقوف تھا، اب پبلک کو آسنا دخل بھی نہین رہا۔

۳- جلسہ سالانہ عام، کا کورم پچیس (۲۵) شخصون کا رکھا گیا ہی، سات کرڑوڑ مسلمانون کی قسمت پچیس (۲۵) کے ہات مین ہوگی، اور اس طرح کے اصولی امور نمایان کرنی چاہیئن،

شبلی

۶ اکتوبر سنہ ۱۹۱۴ء

(۲۷)

عزیزی،

بھائی تمہارا ایسے مقدمہ مین پھنسنا تو بہت بُرے نتایج پیدا کریگا، تم سے بہت سے کامون کی امید تھی،

ندوہ کی سفاکیان جاری ہین،

مین یہان تکمیل کا درجہ کھول دون گا، تم طلبہ کے نام سے مطلع کرو، اور خود ان کو لکھدو کہ مجھسے خط کتابت کرین،

مین نے یہان اپنا مستقل انتظام کرلیا ہی، ہر طرح کا آرام اور پھیلاؤ ہی، تعلیمی کام شروع ہوگئے ہین، کسی طرف سے کوئی رکاوٹ نہین، بالکل ایک بادشاہت سلوم ہوتی ہی اور افسوس ہوتا ہی کہ مین نے کیون اتنے دن پاجیون مین بسر کئے

باغ ہی، بنگلہ ہی حکومت ہی، گریجویٹ ہین، اسکول ہی، تعلیمی انجمن ہی، اور سب حسب دلخواہ کام کرتے ہین، نہ کہ وہان سگانِ بازاری کے ساتھ عوعو مین مبتلا ہونا،

دار المصنفین بھی شروع ہوجائیگا[۱]،

شبلی،

اعظم گڈھ، ۴ ستمبر ۱۹۱۴ء

(۲۸)

عزیزی،

بھائی جو اسکیم پیش نظر ہے، اس مین تمہاری سب سے زیادہ ضرورت ہی لیکن مجھکو خیال ہے کہ تم نہ آسکو گے، تمہارا طبعی میلان قاعدہ کے مطابق لکھنؤ اور اطراف لکھنؤ مین پبلک کام کرنے کا ہوگا، اسلئے مین نے تم کو نہین لکھا، بہرحال تم آؤ تو کیا کہنا، لیکن مستقلاً یہان رہنا ہوگا، بنگلہ اور باغ مین خاندان کے اور لوگون کی شرکت ہی اس لئے باضابطہ وقف نامہ تکمیل

---

[۱] آئندہ خطون کا اکثر سلسلہ دار المصنفین سے ہی،

پا جائے تو پوری اسکیم شروع کی جائے،

شبلی

اعظم گڈھ - ۱۱ ستمبر ۱۹۱۴ء

(۲۹)

عزیزی،

افسوس بخار مین یہ خط لکھ رہا ہون، اسلیئے مختصر ہوگا، مین اگر صحیح رہا تو دار المصنفین کی تجویز، اور اعظم گڈھ مین عام تعلیم کی اشاعت، ان دونون کامون کو وسیع پیمانہ پر جاری کرون گا، بنگلہ کی درستی ہو رہی ہی اور کتب خانہ وسیع کیا جا رہا ہی، تم خود اندازہ کر سکتے ہو کہ کون کام تمہارے مناسب ہوگا، مکان .... والد مرحوم کا خالی ہی، یعنی مین نے کرایہ سے روک رکھا ہی اور اس کا کرایہ اپنے ذمہ لے لیا ہی، کیونکہ وہ مکان والد نے مظفر کو دیدیا تھا، وہ مکان نہایت کافی ہے طلبہ دار التصنیف اور دار التکمیل کے لئے بھی اس مین کافی جگہ ہی، میرے بنگلہ اور نیشنل اسکول سے قریب بھی ہی،

لیکن اصلی سوال تمہارے الاؤنس کا ہی جو کام تم سے تعلق ہوگا، اس کے لیئے ضرور ہی کہ تمہاری پوزیشن معزز ہو، اس لئے یا تو معاوضہ معقول ہو جسکی نسبت ابھی کوئی اطمینان کی قابل انتظام نہین، یا اگر آنریری کام کرو تو مصارف کا بار پڑیگا، اگرچہ مکان مفت ہوگا اور دیگر مصارف بھی بہت کم، تاہم آخر مصارف ہون گے،

میرے پاس اسوقت صرف بھوپال کی ماہوار، اور اپنا ذاتی وظیفہ ہی، دار المصنفین کیلئے

کئی برس کے بعد، آمدنی کی صورت نکلیگی، وظایف تکمیل کا کسیقدر انتظام یون ہوا ہی کہ ۲۰
ماہوار میان حمید دینگے، اور اسی قدر ایک اور صاحب، کتب خانہ، بنگلہ، باغ کی وسعت
اور ترمیم مین بہت مصارف پڑ رہے ہین اور پڑینگے، اور یہ سب اپنی ذات سے کر رہا ہون اور
کرنا پڑے گا،

شبلی

اعظم گڈھ - ۱۸ ستمبر سنہ ۱۹۱۴ء

(۳۰)

فوراً یہان آؤ تو تمام اسکیم کا فیصلہ کر سکو گے، افسوس مجھکو بخار آرہا ہی، مین ہر چیز کا مقابلہ
کر سکتا ہون، لیکن بیماری سے سخت بدہمت ہو جاتا ہون،

شبلی

۲۰ - ستمبر سنہ ۱۹۱۴ء

(۳۱)

افسوس تم سے اتنا نہین ہو سکتا کہ میری تعزیت یا عیادت کو آؤ، دور ہی سے باتین
کرتے ہو،

شبلی

اعظم گڈھ

۲۲ - ستمبر سنہ ۱۹۱۴ء

(۳۴۲)

عزیزی

مین ایک مفصّل اسکیم لکھ چکا ہون، اب جو آنے والے ہون فوراً آجائین تاکہ ایک صحیح اسکیم قایم ہوجائے، شبلی متعلم بھی، اور اور لوگ بھی،

تم اپنی نسبت فیصلہ کرلو کہ کہان رہنا بہتر ہی، لکھنؤ سے بالکل قطع تعلق مناسب معلوم نہین ہوتا، ورنہ ایک عمدہ اسکیم یہ تھی کہ سرا سے سیر کا نظام تمہارے ہات مین ہوتا، اگر اس کا کچھ تدارک یعنی تلافی ہو سکے تو سرائے میر کے ارادہ سے آجاؤ، سیر ادورہ بھی اکثر رہیگا،

سید سلیمان بیمار ہو گئے، اور میرے پاس نہ آسکے،

یہ بہ تحقیق معلوم ہوا کہ علی گڈھ والے مولوی نظام الدین کی رپورٹ بھوپال نہ بھیجینگے،

آج ٹکٹ نہ لا، اس لئے بیرنگ،

شبلی

۱- نومبر ۱۹۱۴ء

(۳۴۳)

عزیزی!

سخت افسوس ہو کہ آنیوالے ابتک نہین آچکے مین گھر جا کر عین بقرعید کے دن چلا آیا

ف۱ مولانا کی زندگی کا سب سے آخری خط یعنی وفات سے ۱۳ دن پہلے کا، اس وقت مولانا کے اصلی خیالات کیا تھے اس خط سے معلوم ہونگے،

دومکان خالی کرالیئے ہین، اور اُن کے کرایہ کا نقصان گوارا کر رہا ہون، شبلی متعلم، یا تو بالکل بیکار تھے یا اب بندرہ تک، ان کو کوئی کام نکل آیا، اگر اسی قسم کے بچے کچے لوگ ہین تو یہ کیا کرینگے خود یہان لوگ اکثر دریافت کرتے ہین کہ طلبہ کب تک آئینگے،

یہان کافی گنجائش ہی، مدرسین کا ضروری اسٹاف بھی ہو جائیگا، مستطیع جسقدر چاہین، آسکتے ہین، اور کچھ غیر مستطیع بھی، انتظار میرے لئے نہایت تکلیف دہ چیز ہے علی محسن وغیرہ کیا کر رہے ہین،

تمہاری نسبت یقیناً سکرا میر مین رہنا بہتر ہے، اور چھ مہینہ کی رائے ٹھیک ہی، تم کو ہر بات کا تجربہ ہو جائیگا، اختیارات جسقدر چاہو ملجائینگے،

افسوس ہی کہ مجھکو اصولی امر مین اختلاف ہی، مین تیس برس سے مسلمانون کی حالت پر غور کر رہا ہون، خوب دیکھا، اصلی ترقی کا مانع وہی گران زندگی ہی جو سید صاحب سکھا گئے، ہندو اسی سے بازی سے لیگئے، اور قیامت تک لیجائینگے، مین اپنے مصارف برابر گھٹا رہا ہون، سرمائی کچھ نہین بنوائی، پرانی چھینٹ کی اچکن اس سال کو بھی ختم کریگی اور اور انشاء اللہ اخیر سادگی تک آجاؤنگا، بھائی ظاہری ٹیپ ٹاپ سے کیا ہوتا ہی، یہ سچ ہے کہ لوگ بدحیثیت کی وقعت نہین کرتے، لیکن یہ اُن لوگون کے لئے ہی جنکو دو چار دن کا تجربہ ہو، جن لوگون مین برسون آدمی رہ چکا اور رہیگا، وہان ظاہری ٹیپ ٹاپ محض بیکار ہی، خیر یہ سب ملے ہو جائیگا،

شبلی

اعظم گڈھ، ۵ نومبر ۱۹۱۴ء

۴۴۔ مولوی ضیاء الحسن صاحب بی۔ اے ندوی کے نام

(۱)

عزیزی!

خط پہنچا، مین نے چونکہ استعفا[۱] دیدیا، اور مدار المہام کے ہان سے منظور بھی ہوگیا، صرف اعلیٰ حضرت کی منظوری باقی ہی، اس لئے جلد یہان سے روانگی کا قصد ہی، لیکن ابھی متعیّن نہین کہ کہان جاؤن گا، میری صحت کیلئے ضروری ہی کہ چار پانچ مہینہ تک صرف سیر و تفریح کرون، مین چاہتا ہون کہ چند روز تک آپ کا میرا ساتھ رہتا تاکہ مین ادب اور فلسفہ کی بعض کتابین آپ کو پڑھاتا، اور مضمون نگاری کی بھی تعلیم دیتا،

دیکھئے خدا کب موقع لاتا ہی،

شبلی

۴۔ جنوری سنہ ۱۹۰۷ء

---

[۱] حیدرآباد کی نظامت سررشتہ علوم و فنون سے، مولانا اس کے بعد ندوہ تشریف لائے ہین اور چار برس لکھنؤ مین مکتوب الیہ مولانا کی صحبت مین رہے، اس لئے درمیان کا کوئی خط نہین ہے، اس کے بعد وہ لکھنؤ سے علیگڈھ گئے اور مکاتیب شروع ہوئے، [۲] نظام دکن،

(۲)

مبارک - تمہارے پاس ہونے کی بیحد خوشی ہوئی، اور تمہاری نسبت حسن ظن بڑھ گیا، فرائد معانی و بیان مین ہی، مطوّل وغیرہ کی بہ نسبت کسیقدر جدت ہی۔ کلکتہ مین ایک حصہ اس کا چھپا ہی، مولوی فاروق صاحب کے ایک عزیز گورکھپور مین ہین ان کے پاس بھی جدید الخط نسخہ ہے،

اب تو تم ضرور کالج مین پڑھو گے، الندوہ مین تم پر نوٹ دون گا،

شبلی

۲۵ جون ۱۹۰۹ء

(۳)

عزیزی

۱- مین تو مدت سے یہین ہون،

۲- معجم الادبا[۱] کی جو جلدین عربی زبان مین چھپی ہون اس کو والیو بھیجدیجئے،

۳- اورنگ زیب کے مضامین کے پرچے یہان تو بالکل نہین، لیکن وکیل امرتسر نے اُن کا پمفلٹ شائع کر دیا ہی، آٹھ آنہ قیمت ہی، وہان سے منگوالو،

۴- موسی بن عقبہ مشہور مورخ ہی، اس کے مختصر حالات تمام رجال کی کتابون مین ملینگے، فرصت ہوگی تو اس کا اور مدینۃ العلوم[۲] کا حال نقل کرا کر بھیجدون گا،

[۱] مصنفہ یاقوت رومی، عربی زبان کی تراجم مین سب سے بسوط کتاب ہے [۲] ازنیقی کی مدینۃ العلوم جو کشف الظنون کا ماخذ ہی،

آج بیگم صاحبہ بھوپال کے شکریہ کا جلسہ[۵۱] ہے مین ایک نظم بھی پڑھونگا،

پھر ہردوئی اور بنارس کے دربار مین جانا ہی،

مین نے علوم القرآن[۵۲] لکھنا شروع کر دیا،

ہارونیز[۵۳] صاحب سے درجہ تکمیل کے نصاب کے متعلق خط کتابت کرنی چاہتا ہون،

شبلی

۱۹-نومبر سنہ ۱۹۰۹ء

(۴۸)

عزیزی

ہان تجارب الامم[۵۴] بھی بھجوا دو،

سلیمان یہین ہین،

ڈاکٹر[۵۵] صاحب کے متعلق الگ مفصّل خط لکھونگا،

بنارس ربار مین گیا تھا، کل آیا ہون زکام کی بہت تکلیف ہی۔ رجال کی کتابین یہان بھی کہان ہین۔ تہذیب التہذیب کے اخیر حصے ابھی نہین آئے جسمین موسی بن عقبہ کا حال ہی،

شبلی ۔ ۲۷-نومبر سنہ ۱۹۰۹ء

---

۵۱ متعلق عطیہ ابواز ندوہ ۵۲ صرف ایک فصل لکھی تھی جو تہذیب الاخلاق امرتسر مین چھپی، ۵۳ پروفیسر عربی علیگڈھ کالج، درجہ تکمیل ادب ندوہ کے لئے ان سے مشورہ مطلوب ہی، ہارونیز صاحب جرمن یہودی مستشرق ہی،

۵۴ مصنفہ ابن مسکویہ مطبوعہ یورپ ۵۵ ڈاکٹر ہارونیز پروفیسر عربی علی گڈھ کالج،

(٥)

عزیزی،

امیہ بن ابی الصلت کا ترجمہ کرا رہا ہون،

نیکولسن کی کتاب[51] صورۃً مین نے دیکھی ہی،

محرّم کے زمانہ مین، مین نہین کہہ سکتا کہ کہان رہون گا، لیکن انشاءاللہ مین خود ڈاکٹر صاحب سے علیگڈھ آکر ملونگا،

جن کی نسبت آپ نے سرٹفکیٹ[52] کے لئے لکھا ہی، ان کی کوئی عبارت عربی مین بھجوا دیجئے، یون نادانستہ کیون کر لکھون،

شبلی

لکھنؤ - ٥ دسمبر سنہ ١٩٠٩ء

(٦)

عزیزی،

نصاب[53] بھیجتا ہون،

عربی عبارت[54] تو بہت معمولی ہی، اس سے گئی گذری اور کیا ہوتی، سرٹفکٹ لکھون گا تو یہ لکھونگا

---

[51] لٹریری ہسٹری آف عربیا، [52] مولانا کی عادت تھی کہ بغیر واقفیت کامل کسیکو سرٹفکیٹ نہین دیتے تھے، منصور احمد ایم - اے علیگڈھ سے تحصیل عربی کے لئے یورپ جاتے تھے اور سرکاری وظیفہ کے لئے سند درکار تھی،

[53] نصاب دارالعلوم ندوہ [54] منصور احمد صاحب کی عربی عبارت،

کہ عربی عبارت معمولی لکھ سکتے ہین، یہ ان کے کیا کام آئیگا، اس کے علاوہ جب ڈاکٹر صاحب اُن کو سرٹیفکٹ دینگے تو اسکے سامنے میرے سرٹیفکٹ کی کیا ضرورت، اور لندن مین اسکی کیا وقعت ہوگی، باوجود اس کے تم کہو تو بھیجدون لیکن الفاظ کمزور ہون گے،

شبلی

۹ ستمبر ۱۹۰۶ء

(۷)

عزیزی،

سلام علیکم، ہان مضمون ضرور بھیجو، الندوہ کا انتظام اب مستقل اور مستحکم کردیا گیا ہی، عبدالسلام نے مستقل اڈیٹری قبول کرلی ہے،

کتاب[۱۵] العمدہ کا ریویو باقی رہ گیا ہی، اب کے پرچہ مین نکلیگا، لیکن یہ ظاہر ہے کہ نہایت کوتہ قلمی کرنا پڑی ہے

شعرالعجم مین ۲۵ سے زیادہ کمیشن نہین ملسکتا، اگر میر[۵۲] صاحب اس قدر منظور کرین تو مین مطبع کو لکھدون، وہ کتابین دیدینگے، اور تم میر صاحب سے قیمت لے لو،

اورنٹیل کانفرنس کا مضمون متعلق قرآن مین نے عربی مین نہین دیکھا، پتہ بتاؤ تو مہیا کیا جاسئے،

---

۵۱ ابن رشیق القیروانی مطبوعہ مصر، ریویو الندوہ نمبر ۱۰، ۱۱ ج ۶

۵۲ میر ولایت حسین صاحب منیجر بک ڈپو علی گڈھ،

عمارت[1] اب زمین سے اوپر آگئی، اب امید ہوئی ہی کہ جلد بنے،

شبلی

۲۲- دسمبر ۱۹۰۹ء

(۸)

مطبع کو لکھدیا، وہان سے کتابین سے لو، مین رنگون کہان جاسکتا تھا[2]،

تین ہزار جو مصطلحات[3] کے بلئے ملے ہین، یہ کالج کی زمین مین مدفون ہون گے،

دلی سے جلسہ سالانہ ندوہ کی دعوت آئی ہی، منظوری کا فیصلہ ۱۶- جنوری کو ہوگا، اگر جلسہ

وہان ہوا تو آپ کے بہت سے نئے کام کے ارادے ہین،

شبلی

۴- جنوری ۱۹۱۰ء

(۹)

عزیزی،

یہ کیا معاملہ ہے، کیا میر ولایت حسین صاحب یہ چاہتے ہین کہ کتابین ڈپوٹی شاپ مین

رکھدی جائین، اور فروخت ہونے کے بعد اس کی قیمت دی جائے، اس طرح مین نے کبھی

معاملہ نہین کیا نہ اب کرتا،

اور اگر یہ نہین ہی تو قیمت بھیجکر کیون نہین منگواتے، یون کیون مطبع سے طلب کرتے ہین،

[1] ندوہ کی، [2] کانفرنس کے اجلاس مین [3] علمی اصطلاحات کی اردو ڈکشنری لکھنے کیلئے کانفرنس کو ملے تھے،

جلسہ سالانہ ندوہ دہلی مین قرار پایا، علی گڈھ کے لوگون کو کثرت سے شریک ہونا چاہئے،

شبلی - ۷ جنوری سنہ ۱۹۱۰ء

(۱۰)

عزیزی،

مین انشاءاللہ دو تین دن مین وہان آتا ہون اور جناب ڈاکٹر صاحب سے ملون گا، پروفیسر ابوالحسن سے کہدو کہ میرے لئے گسٹ ہاؤس مین انتظام رکھین گے،

سخت افسوس ہی کہ تم جلسہ مین نہ شامل ہوسکو گے، ۲۸ - مارچ کو اخیر جلسہ ہی، یہان بعض لڑکے عربی تقریر مین خوب تیار ہو رہے ہین، ایک لڑکا اس قدر ادیبانہ عربی بول سکتا ہی کہ حیرت ہوتی ہے شمس العلماء بلگرامی[۵۲] لڑکون کی تقریر سنکر بہت محظوظ ہوئے،

عمارت تیزی سے بن رہی ہے، نہایت شاندار عمارت ہوگی، اُس پاس کے سرکاری کالج اور بورڈنگ ابھی سے دب گئے،

فمن الناس کے متعلق تفسیر کبیر اور کشاف مین کوئی اختلاف قرارت مذکور نہین، حالانکہ ان دونون کو اس کا التزام ہے،

اور الیاس کا لفظ کسی طرح صحیح نہین ہوسکتا، جملہ نہایت لغو ہوجائیگا،

شبلی - ۱۲- فروری سنہ ۱۹۱۰ء

---

۵۱ خواجہ مولوی عبدالواجد صاحب ندوی اسسٹنٹ ایڈیٹر الہلال ۵۲ شمس العلماء سید علی بلگرامی،

(۴۵) مولوی عبدالسلام صاحب ندوی کے نام

(۱)

مآثر رحیمی کے مضمون[1] کی تصحیح اور درستی مین بہت توجہ کرنا، بُرا چھپیگا تو مجھکو بہت رنج ہوگا، رپورٹ کا کیا حال[2] ہی،

سلیمان پر بھروسا نہ ہوتا تو مین کوئی مضمون لکھ بھیجتا، خیر! اب ڈارون کی تھیوری پر لکھ رہا ہون[3]،

شبلی

اعظم گڈھ، ۱۶- مئی ۱۹۰۷ء

(۲)

عزیزی عبدالسلام،

رسالہ ادیب کی نسبت تم نے جو ریمارک لکھا ہی، وہ ایڈیٹوریل مین لکھا جس سے

---

[1] دیکھو ۱۱-۱، مضمون الندوہ مین نکلا ہے، [2] طلباء دارالعلوم کے جلسہ دستار بندی کی رپورٹ مکتوب الیہ مولانا کے حسبِ حکم ترتیب دے رہے تھے، [3] دیکھو ۲-۴، مضمون الندوہ ج ۴ مین چھپا ہے اس تاریخ کے دوسرے ہی دن مولانا کے پاؤن مین صدمہ پہونچا تھا،

قیاس ہوتا ہی کہ سیر الکھا ہوا ہی، مجھکو اس سے نہایت افسوس ہوا۔ سیرا دہ طرز عبارت نہین ہے اور جو مصرع تم سے نقل کیا، اس کو تو مین اپنے حق مین ازالہ تہنیت غرفی سمجھتا ہون، آئندہ احتیاط رکھو کہ ایسے مبتذل اور عامیانہ فقرے درج نہ ہونے پائین[۵۱]،

شبلی

دہلی - ۲۶ مارچ ۱۹۱۰ء

(۳)

مولوی عبد السلام صاحب،

خط پہنچا، میان نعیم سے پوچھو کہ اگر اُن کو وقت اور فرصت مل سکے تو دفتر سیرت[۵۲] سے وہ وہین بیٹھے چند گھنٹون کیلئے ترجمہ کی خدمت قبول کرلین۔ معاوضہ بقدر کارگذاری جو وہ تجویز کرین، مضامین قابل ترجمہ مین بھیجدیا کرون گا،

سیرت مین سے تم چند ممتاز یہودیون کے قتل یعنی کعب بن اشرف وغیرہ جو ابتداے ہجرت مین قتل کرائے گئے، ان روایتون کو تہذیب التہذیب وغیرہ سے اور اصول درایت سے جانچو، مولوی چراغ علی نے اسپر ایک خاص رسالہ لکھا ہی لیکن اس کی تنقید کی حاجت ہے جو یہان نہین ہوسکتی، دوسرے یہ کہ انھون نے صحابہ کو بوجہ صغر سن ناقابل اعتبار بتایا ہے

---

۵۱ مکتوب الیہ اس زمانہ مین الندوہ کے سب اڈیٹر تھے، انھون نے الہ آباد کے رسالہ ادیب پر الندوہ نمبر ۳ جلد، مین ریویو کرتے ہوئے یہ لکھا تھا: حال مین الہ آباد سے ادیب ظاہری شکل وصورت مین اس آب و رنگ سے نکلا کہ تمام لوگ پکار اٹھے ع اس طرح کا جمال ہو ایسا شباب ہو۔ ۵۲ مکتوب الیہ اسوقت مددگار سیرت تھے، اس تعلق سے یہ خطوط مین،

یہ کافی نہین،

مسلم گزٹ کا اب کون اڈیٹر ہی،[1]

میان حمید کو حیدرآباد پانسو کی جگہ پر بلاتے ہین، مین تو پسند نہین کرتا، لیکن حمید سے
مین نے دریافت کیا ہی، اگر وہ چاہینگے تو جسقدر اس کام کی تکمیل کی مراتب باقی ہین پورا کردونگا

شبلی

۱۹ ستمبر سنہ ۱۹۱۳ء

(۴)

مولوی عبد السلام،

تم اسقدر بھولے کیون ہجاتے ہو، تم خود اگر قران مجید پر کوئی کتاب لکھتے تو کن
عنوانون کو لیتے، انہی کو شروع کرو، پھر مین بتاتا بھی جاؤنگا، سردست چند حسب ذیل ہین
۱- زبان کی تہذیب، غیر قابل اظہار چیزون کو دوسری طرح سے ادا کرنا، مثلاً
لامستم النساء، اذا جاء أحد منكم من الغائط
۲- احکام توراۃ کے خلاف احکام،
۳- تاریخی ترتیب قرآن، سورتون کی تعیین تو آسان ہی، اتقان مین بھی مذکور ہے لیکن
صحاح ستہ سے مستنبط کرنا چاہئے پھر ممکن۔ آیتون کی ترتیب۔

---

[1] مولوی وحید الدین سلیم کے بعد [2] سیرت کے تعلق سے قرآن مجید پر مولانا مکتوب الیہ سے کچھ لکھوانا چاہتے تھے، یہ عنوان اور مواد بار بار پوچھتے تھے دیکھو ۱۳-۴-۶-

۴- مدنی اور مکی سورتون کی خصوصیات امتیازی،

تعجب ہے کہ تم نے مقدمہ[۱] سرقہ کے متعلق کچھ نہین لکھا کہ کیا ہو رہا ہے۔ مولانا کی نسبت اگر کچھ ثبوت نہین ملتا تو اسکو چھوڑ کیون نہ دیا جائے،

مبیضہ کی جلد مین دار المصنفین کا انگریزی مضمون ہے، وہ رجسٹرڈ بھیجدو،

میان مسعود سے کہدو کہ شیخ عبد اللہ وکیل علی گڈھ کا خط آیا ہے کہ اوقاف کی ممبری قبول[۲] ہے

شبلی

الہ آباد - ۲۶ - فروری سنہ ۱۹۱۴ء

(۵)

مولوی عبد السلام،

تم جاتے ہو تو رسالہ کا کیا حشر[۳] ہوگا، میان مسعود اکیلے کیا کر سکینگے، لیکن اگر یہی قصد ہے تو اکرام اللہ خان کو لے لو، مین اُن سے کچھ سیرت کا کام لونگا، اور بیس[۴] پچیس معاوضہ دونگا،

اگر اور کوئی شخص تصنیفی استعداد رکھتا ہو تو بتاؤ کسی اور کو بھی تو تیار کرنا چاہئے،

تم الہلال مین جاؤ مضایقہ نہین، لیکن یہ شرط کر لو کہ تم الہلال مین جذب نہ ہو جاؤ، یعنی جو

---

[۱] متعلق مقدمہ سرقہ، مولانا ملازم تھا دیکھو ۲۴، ۲۶، نیز ۴۳، ۵۱، [۲] مولانا نے اوقاف اسلامی کی اصلاح کی جو تحریک شروع کی تھی، مولوی مسعود علی ندوی اس کے مددگار رہتے، [۳] خیال تھا کہ ایک علمی رسالہ نکالا جائے، اور مکتوب الیہ اس کے سب اڈیٹر ہون لیکن وہ اب الہلال کلکتہ مین جاتے ہین،

لکھوا پنے نام سے لکھو، ورنہ تمہاری زندگی پر بالکل پردہ پڑجائے گا، اور آیندہ ترقیون کے لئے مضر ہوگا،

تم ایک مہینہ یا چالیس دن کی تعطیل لے سکتے ہو،

کس قدر افسوس کی بات ہی کہ کاتب کا مفت ہرج ہو رہا ہی۔ کاتب کا پتہ قاری عبدالولی سے ملیگا، اسی محلہ مین رہتے ہین، ان کو جاکر لاد، اور مسودہ یا کاپی لکھنے کے لئے اجزا دیدو ایک دفتی مین چھوڑ آیا ہون جس پر لکھا ہی کہ برائے کاپی، اس مین سے ایک دو جزو دیدو، جب وہ ہوجائے تو نئے اجزا دیئے جائین، یہ کام بڑی مستعدی سے کرو، ورنہ مجھکو ایک ایک دن کا سخت ملال ہورہا ہے،

کاتب کے لئے یہان مسعود کو بھی لکھا تھا، شاید ان کو خط نہین ملا،

شبلی

الہ آباد - ۳- مارچ ۱۹۱۴ء

(۶)

جناب مولوی ناصر حسین کے بھائی مولوی ذاکر حسین صاحب، انساب سمعانی مستعار لیگئے ہین اُن سے مانگ لاؤ،

مسودات مین تم نے جو احکام کی تاریخ کا ذخیرہ جمع کیا ہی وہ سیرت کے پٹھے مین ہے نواب صاحب کے ہان سے لیکر میرے پاس بھیجو، لیکن رجسٹرڈ - اور طبق پر اپنا نام بھی لکھو کہ واپس جائے تو تم کو ملجائے،

اخلاق نبوی کا ذخیرہ بھی اسکے ساتھ بھیجدو، رجسٹرڈ،

شبلی

الہ آباد- ۱۲ مارچ ۱۹۱۴ء

(۷)

مولوی عبد السلام،

بھائی تم ناراض ہو گئے، البشیر وغیرہ کا مجھپر کیا اثر پڑسکتا ہی، ہمدرد یا کسی نے تمہارے متعلق ایک حرف بھی نہین کہا، یہ خبر بھی تمہین نے دی، میری غرض تو صرف اس قدر تھی کہ کام بھی کرتے جاؤ،

تم کہتے ہو کہ اپنے ہواخواہون کی مبالغہ آمیز سفارش کرتا ہون، بھائی تم سے بڑھکر کون ہواخواہ ہوگا کہ باوجود میرے منع کرنے کے تم نے سلسلۂ مضامین نہ چھوڑا،

مولوی ابو الکلام یہان نہین ہین لیکن تمہارے بہت طالب ہین اور مجھسے وعدہ لیا ہی کہ الہلال مین جانے کی اجازت دون گا،

اور الہلال مین جاؤ تو ناراض ہو کر کیون جاؤ،

تم میری[۱] وجہ سے، یا مین تمہاری وجہ سے بدنام ہو چکے، پھر اخیر مین ناچاقی یہ کسقدر

[۱] مکتوب الیہ نے مولانا سے مرحوم کے معتمدی دار العلوم کے استعفا کے بعد ایک طالب علم کو مولانا کی طرف سے جو خط لکھا تھا، اور جسکو مخالفون نے بددیانتی سے اڑاکر اخبارون مین شائع کرا دیا تھا اور جسپر اخبارات مین مخالفت و موافقت کا ہنگامہ برپا ہو گیا تھا، یہ تمام خط اسی واقعہ سے متعلق ہی، دیکھو ۴۳-۴۲-۵

افسوس کی بات ہی،

شبلی

دہلی - ۲۱، اپریل ۱۹۱۴ء

(۸)

مولوی عبدالسلام،

سات الماری کتابین جو جا بجا سے آئین اسقدر مخلوط ہوگئی ہین کہ کتابون کا پتہ لگنا مشکل ہوگیا ہی، صرف مستعملہ کتابین پیش نظر ہین، کتابون کی پشت پر چٹین لگائی جارہی ہین اور فن وار لگائی جائینگی، لیکن آج کل کوئی محرر تک پاس نہین،

مقتطف جلد بندھ کر آئے تو بھیجدون،

تم نے اپنے خط کی معذرت[۱] مین لکھا تھا کہ وہ ہیجان اور جوش کی حالت کا تھا، گویا اصلی خیالات نہ تھے، لیکن اعتصاب کا مضمون لکھ کر اس خط پر رجسٹری کر رہے ہو، اِس کے علاوہ تمہاری تحریرون کا اثر اس لئے بیکار جاتا ہی کہ لوگ ابتک سمجھ رہے ہین کہ تم میرے پاس ہو اور کرایہ کے مضامین لکھ رہے ہو،

---

[۱] دیکھو مکتوب ۷، اخبارات مین مکتوب الیہ نے اپنے خط کی معذرت مین لکھا تھا کہ وہ خط ہیجان اور جوش کا نتیجہ تھا چند مہینون کے بعد دارالعلوم کے طلبہ نے ناظم کے خلاف جب اسٹرائک کردی تھی تو بعض علما نے کہا کہ یہ اسٹرائک ناجائز ہے، مکتوب الیہ نے اس کے جواز مین الہلال کلکتہ مین جسکے وہ اسوقت سب اڈیٹر تھے ایک سلسلہ مضامین شروع کیا تھا، دیوبند کے مولوی شبیر حسن نے ان مضامین پر ایک تردیدی مضمون لکھا، دیکھو ان کے لئے الہلال جلد ۴ و ج ۵

شبیر حسن نے صاف اظہار کیا، مین نے چاہا کہ اس کا دفعیہ کر دیا جاتا ہے مگر خیال ہوا کہ شاید تمہاری مرضی کے خلاف ہو، تمہاری ضد اور ہٹ بھی عجیب چیز ہے،

ندوہ والے یہ اخیر چال خوب چلے، آفتاب احمد خان کانفرنس کی حیثیت سے ندوہ کے معائنہ کو آتے ہین، تلمذ حسین ان کے رہنما ہون گے، پورا دار ہے مولوی نظام الدین کو بھی برائے بیت لے لیا ہی،

تمہارے مضامین دیکھتا ہون، مولوی ابو الکلام صاحب اجازت دین تو نام لکھا کرو، ایسے مضامین گمنام ٹھیک نہین، اس سے کیا فائدہ کہ ایک شخص کی زندگی گم ہو جائے، تمہاری قوت اور نمود سے بہرحال ہماری سوسائٹی کو فایدہ ہی ہوگا،

شبلی

اعظم گڈھ - ۵ اکتوبر ۱۹۱۲ء

۴۶۔ مولوی عبدالباری صاحب ندوی (اسٹنٹ پروفیسر دکن کالج پونا)

کے نام

(۱)

عزیزی،

خدا تمہارے عزم و ارادہ مین استقلال و برکت دے، ہمت بلند دار کہ الخ

مین نے جو کچھ کہا تھا وہ قطعی ہے، یہ ممکن ہے کہ کوئی عہدہ دار صاحب مخالفت کرین، اس کا البتہ کوئی قطعی فیصلہ مین نہین لکھ سکتا، انشاء اللہ اوایل جولائی مین وہان پہنچ جاؤنگا، موسم یہان نہایت خنک اور خوشگوار ہے، شب کو رضائی کی ضرورت ہوتی ہے،

وقف کے متعلق مسٹر جینا سے مفصل بحث ہوئی،

یہان ایک جلسہ بھی میری تحریک سے ہوگا گورنر بمبئی وقف کے مویدہین،

بحتری کا حماسہ ہات آیا،

شبلی، بمبئی

(۲)

عزیزی،

ہان مجھکو بہت تعجب ہوا کہ تم آے اور بغیر ملے چلے گئے ۵۱ دوبارہ دریافت کیا تھا، اقبال ۵۲

---

۵۱ یعنی عربی کی تکمیل کے بعد انگریزی کی تحصیل ۵۲ اقبال احمد بی۔ اے وکیل الہ آباد، مولانا کے ایک عزیز،

بہت خوشی سے تم کو اپنے گھر پر رکھتے، افسوس تم علی گڈھ[1] سے چلے گئے خیر اب استقلال سے ایک جگہ جم کر رہو

آئندہ مراحل کیلئے بھی مجھسے جو کچھ ہو سکتا ہی مین ہمیشہ موجود ہون،

اب کی لیگ کو مجبوراً اپنی اسکیم (بظاہر) بدلنی پڑی سلف گورنمنٹ کا حاصل کرنا رزولیوشن مین داخل کیا گیا، اور باتفاق منظور ہوا، تاہم حسب موقع تاویل کیلئے سوٹ ایبل کی قید بڑھادی گئی، جلسہ کا عام رنگ جمہوریت کا تھا، گو اس مین مغالطہ بھی دیا گیا،

سیرت بدر تک پہنچی،

(۳)

ہان بھائی اب مین اپنا سایہ رہگیا ہون،

یہ حیرت انگیز بات ہی کہ بھوک مین کمی نہین، لیکن اگر دونون وقت کھاؤن تو کئی دن کھانے کے قابل نہین رہتا،

علی گڈھ کے لڑکے اب ہم لوگون سے بھی آگے ہین، بلکہ سچ یہ ہی کہ ان کی حالت شوریدگی تک پہنچ گئی ہی، آزاد[2] وہان جائین تو لڑکے ان کی گاڑی کھینچین،

جمون سے ایک انجمن کا سخت تقاضا آیا ہی، اخیر مارچ مین کوئی جلسہ ہی کشمیر کا ارادہ تو کرتا ہون اور کشش کے اسباب بھی ہین خصوصاً یہ حکومت کے بڑے ارکان میرے دوست اور شاگرد ہین، لیکن مار گزیدہ از ریسمان می ترسد، ایک دفعہ اسقدر صدمہ اٹھا چکا ہون کہ

[1] یعنی علی گڈھ کالج سے، [2] مولوی ابو الکلام آزاد،

ابتک نہین سنبھلا[۵۱]،

سیرت چل رہی ہی، اب نظر آتا ہی کہ واقعی ایک ایسی تصنیف کی سخت ضرورت تھی، یہ دوسری بات ہی کہ مین پورا کر سکونگا یا نہین،

چند اخلاقی اور تاریخی نظمین لکھنی شروع کی ہین، ایک دو الہلال مین نکلی ہین، قرن اول کے اخلاقی واقعات نظم مین آجائین تو اچھا ہی،

راجہ[۵۲] صاحب بغیر اس کے نہین پگھلتے کہ شیعہ ممبر بنائے جائین اور اسکو احتشام علی وغیرہ منظور نہین کرتے کہ اُن کی نمود مین فرق آجائیگا،

آغا خان کی لیڈری ع خوش درخشید و لے دولتِ مستعجل بود،

اب کی مسلم لیگ کی صدارت میان شفیع[۵۳] کو ملی، لوگ کہتے ہین کہ روح اور فرشتہ کا تناسب ہی لیکن ع اس گنہگار کو درکار تھا ایسا ہی شفیع[۵۴]،

شبلی

لکھنؤ، یکم مارچ ۱۹۱۳ء

(۴)

عزیزی،

السلام علیکم، آزاد کا کیا ٹھکانا، وہ کشمیر جائین تو زمانہ کو کیا کرین یہ بلا ان کے ساتھ

---

۵۱ پہلی بار کشمیر جا کر مولانا سخت بیمار پڑ گئے تھے، ۵۲ راجہ سر علی محمد خان والی محمود آباد، ۵۳ آنریبل میان محمد شفیع لاہور ۵۴ اس موقع پر مولانا نے جو نظم لکھی تھی اس کا ایک مصرع ہی،

ہے، مین وہان کے ملیریا سے سخت خایف ہون، اسلئے ہمت کرکرکے رُک جاتا ہون، غالباً
منصوری جاؤن یا پھر وہی بمبئی،

سیرت سادہ طور پر فتح مکہ و حنین تک پہنچگئی، اب اطمینان سے اس کو دوبارہ دیکھنا
ہے کہ چھپنے کے قابل ہو، عبدالسلام کو بھی بلا لیتا ہون،

امتحان کے بعد تا افتتاح اسکول تم کہان رہوگے،

الہلال کو گویا اب کی فتح ہوئی یعنی ڈیپوٹیشن ٹوٹ گیا لیکن راجہ صاحب وغیرہ
اسلئے مجھ سے ناراض ہین، حالانکہ مین نے اس مین کوئی دلچسپی نہین لی،

شبلی

۳۱- مارچ سنہ ۱۹۱۳ء

(۵)

عزیزی،

سلام و دُعا، خط ملا کشمیر کیا آؤن، اب بمبئی کے قابل بھی نہین رہا، یعنی دن بھر دروازے
بند رکھتا ہون، ہوا ذرا خنک ہوگئی ہے تو اس کی برداشت نہین ہوسکتی، ایک مرتبہ صرف
اسی بے احتیاطی سے بخار آچکا، بھائی تیل تمام ہوچکا، بخدا اب مجھ مین کچھ نہین رہا، غذا
۲۴ گھنٹون مین سب ملا کر پاؤ بھر، بات کرنا گران ہوتا ہے، حالانکہ بخار وغیرہ کی
کچھ شکایت نہین،

میرے خلاف اس قدر طوفان برپا رہا لیکن لکھنے کی طاقت نہ تھی اور اب تک

کوئی مفصل تحریر نہ لکھ سکا...... کو بہت دنون سے جانتا ہون، ان کا سفلہ پن تو ہمیشہ سے معلوم ہی لیکن اسقدر بد نفسی کا خیال نہ تھا، سخت خیریت یہ ہی کہ اب تک میری طرف سے ان کی نسبت کوئی بات وجود مین نہین آئی، مین نے کسی کی شکایت تک نہین کی،

ابتدا یون ہوئی کہ...... وغیرہ نے ان کو یقین دلادیا کہ اس سے آپ کی آزاد گوئی ثابت ہوگی، اس بھٹری مین وہ آے اور پھر یہ لوگ اور بڑھاتے گئے، یا شاید اور کوئی وجہ ہو،

بھائی بات یہ ہی کہ،

خاطر یک دو کس ارشاد شود از تو بس است
زندگانی بہ مراد ہمہ کس نتوان کرد

یہان بعض عمدہ کتابین ہات آئین، انساب سمعانی نہایت نایاب اور ضخیم کتاب یورپ نے فوٹو مین چھاپی، جامع مسجد کے کتبخانہ مین قفال کی کتاب محاسن الشریعۃ کا قلمی نسخہ ہے جو نایاب ہی،

سیرت ہوتی جاتی ہے، غزوات پر ریویو لکھ رہا ہون، افسوس سید سلیمان کو آزاد نے چھین لیا، عبد السلام اچھے ہین لیکن لایغنی مغناہ،

بھائی مین تو اب چراغ سحر ہو رہا ہون، تم لوگ اب اپنی ذمہ داری کو محسوس کرو، مین اپنے عیوب کو سب سے بہتر جانتا ہون، المرء اعرف بنفسہ، لیکن علمی صحیح مذاق کا پھیلانا اپنا کام سمجھتا رہا، اگر اس مین ذرا بھی کامیابی ہوئی ہو تو مسلم گزٹ کے مصنوعی معایب کے قبول کرنے پر آمادہ ہون، سخت افسوس یہ ہی کہ ہر حیثیت سے زمانہ مین خر بازاری بڑھ گئی ہے، نیک و بد

کی تمیز مطلق نہین، ابھی آغاخان، علی محمد خان، محمد علی کو آسمان پر چڑھایا، ابھی اُوپر سے زمین پر دے پٹکا، اپنی گرہ کی عقل نہین، مسلم گزٹ کی ہر تحریر کو ایک لونڈا پڑھ کر سمجھ سکتا ہی کہ معاندانہ اور یک طرفہ ہے، لیکن سیکڑون احمق اس کی حریت کے قائل ہین،

ایک نظم الہلال مین اپنے نام سے بھیجی ہی، زیادہ پُرجوش ہی، لوگ اور برا مانین گے،

مدینہ یونیورسٹی کی تجویز مین قسطنطنیہ کو لکھنؤ سے توارد ہوا خیر لیکن بہت ضروری چیز ہے،

افسوس ہے کہ اب ہمت نہین کہ اس کے متعلق کچھ کرسکون، پہلی سی بات ہوتی تو مدینہ جانا کیا مشکل تھا،

شبلی

بمبئی - ۱۰ - جون سنہ ۱۹۱۳ء

(۶)

عزیزی،

خط پہنچا، ہان آنکھ خوب پختہ ہوگئی، یہ سال تو گیا، جیتا رہا تو اگلے برس قدح ہوگی،

مئی تک تو ضرور بمبئی چلا جاؤنگا، پارسال اپریل مین گیا تھا، اپریل مین میرا کمرہ ناقابل برداشت ہوجاتا ہی، یارون نے میرا صندوق جس مین ما (۲۰۰) کے نوٹ اور ضروری کاغذات تھے میرے نوکر کو ملاکر سرقہ کرادیا، پولیس نے بھی یون ہی تحقیقات کرکے اغماض کیا،

دارالعلوم مین اندھیر مچا ہوا ہی، مولود تک روکا گیا، تین دن کی سخت مطارقہ کے بعد بہت سی شرائط پر اجازت ملی

سیرت نبوی عنقریب بطبع جائیگی، گو ابھی پہلا حصہ بھی مکمل نہین ہوا،

شبلی - الہ آباد، ۹ - مارچ سنہ ۱۹۱۴ء

(۷)

سلام علیکم، جو خبرین تم نے سنین، ایک بھی صحیح نہین، اب مین کشمیر کے سفر کے قابل کہان ہون، ؎ از ضعف بہر جا کہ نشستیم وطن شد،

شبلی

۱۶- مارچ سنہ ۱۹۱۴ء

(۸)

عزیزی،

مین ابتک یہین اعظم گڈھ مین رہا اور گھر جو تین چار کوس ہی نہ جا سکا، ارادہ جانے کا تھا لیکن اتوار یا دوشنبہ تک تمہارا انتظار کرونگا، فرضاً اگر گھر گیا بھی تو اُس وقت تک آجاؤنگا، مین واقعات حال[1] سے اسقدر افسردہ ہو گیا ہون کہ اب کسی بات سے طبیعت شگفتہ نہین ہوتی،

شبلی

اعظم گڈھ- ۱۷- اکتوبر سنہ ۱۹۱۴ء

---

[1] بھائی کی وفات،

(۴۷) مولوی معین الدین ندوی کے نام

(۱)

عزیزی معین الدین! جو مصیبت مجھپر پڑی، شاید تمہین معلوم ہین، عزیز بھائی اسحاق نے جو میرا دست و بازو تھا انتقال کیا، مین مدت تک کسی کام کے قابل نہین رہا،

دار المصنفین کا بس انتظام ہو گیا تھا، شوال مین یہ کلاس کھل جاتی لیکن اب کیا کہون،

شبلی، الہ آباد، ۱۴۔ اگست سنہ ۱۹۱۴ء

(۲)

عزیزم،

جواب طلب باتین پہلے لکھ چکا ہون، ندوہ کے طلبہ کا مختلف مقامات ملک مین پھیلنا مقاصد ندوہ کیلئے زیادہ مفید ہی، بہ نسبت اسکے کہ ندوہ ہی مین رہین، یا پرائیوٹ تعلقات پر اکتفا کرین،

سید سلیمان کیلئے بھی مختلف کوشش کر رہا ہون، اگرچہ سر دست صرف ۳۔۴ مہینے کیلئے مجھکو انکی ضرورت ہی

انتظامی جلسہ مین سالانہ جلسہ کی تاریخ معلوم ہو گی، اگر تار کے ذریعہ سے مطلع کرو تو بہتر ہے،

مسعود علی بڑے تقاضہ سے مجھکو بلاتے ہین، یون بھی آنے والا تھا لیکن وہان کہین میری جمعیت خاطر مین فرق نہ آئے، خلاف مزاج باتونکے دیکھنے سننے کا اب قابل نہین رہا،

شبلی ۔ ۴ جولائی سنہ ۱۹۱۴ء

(۴۸) مولوی سیّد ابوظفر دسنوی ندوی کے نام

(۱)

سوٴر[1] کے چند خصائل بد ہین، قرآن مجید مین توصاف حرمت کی تصریح ہی، حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر، توریت[2] وانجیل کا حال مجھکو معلوم نہین،

عوام کو رام کرنا تو بہت آسان ہی، آنحضرت صلعم کے صحیح اخلاق، تواضع، فیاضی، عفو وغیرہ کا بیان موٴثر طرح کیا جاے تو عوام پر بھی نہایت قوی اثر ہوتا ہی،

وقف اولاد کا ڈیپوٹیشن عنقریب کلکتہ جائیگا،

سنسکرت کے پڑہنے والے نہین[3] ملتے،

تم وہان کیونکر پہنچے؟

شبلی

۶ جنوری سنہ ۱۹۱۲ء

(۲)

مین آج کل سخت عدیم الفرصت ہون،

---

[1] ایک عیسائی نے مکتوب الیہ سے سوٴر کی وجہ حرمت پوچھی تھی، مکتوب الیہ نے مولانا سے دریافت کیا

[2] توراۃ نے بھی سوٴر کو حرام بتایا ہی، انجیل کو حلال وحرام سے تعلق نہین، [3] یعنی ردّ آریہ کی غرض سے دار العلوم مین طلبہ نہین ملتے،

ابن خلدون اور ابن خلکان مین ابن خلکان زیادہ معتبر ہے، گو ابن خلدون فلاسفر ہے، خطیب بغدادی چوتھی صدی مین تھا،

شبلی - ۱۱ جنوری سنہ ۱۹۱۲ء

(۳)

نعمت خان عالی سخت متعصب شیعہ تھا، عالمگیر کے باورچیخانہ کا مہتمم تھا، سیرت غزوۂ بدر تک پہنچی - ناظم کوئی مقرر نہین ہوا،

شبلی - ۲۰ جنوری سنہ ۱۹۱۳ء

(۴)

عزیزی، السلام علیکم،

سُوّر نہایت بے عزت جانور ہے، کوئی جانور ایسا نہین ہے کہ اپنی جفت کی نسبت اسکو عزت نہ ہو اور دوسرے سے اس کا تعلق پسند کرے، لیکن سوٗر اس سے مستثنیٰ ہے، اس کے علاوہ طبعاً اس کی غذا فضلہ ہے، اور وہ نہایت ذوق سے کھاتا ہے، مجھکو خود یہ مشاہدہ گذرا ہے،

حضرت عیسیٰ نے شادی نہین کی تو یہ ان کی رہبانیت تھی، ان کی یہ عام تعلیم تھی، اُن کا مقولہ ہے کہ سوئی کے ناکہ سے اونٹ نکل جاسکتا ہے لیکن صاحب دولت خدا کی سلطنت مین داخل نہین ہوسکتا۔ شادی نہ کرنا تمدن کے خلاف ہے، اس لئے وہ کسی خاص آدمی کے لیئے جائز ہوسکتا ہے، لیکن سوسائٹی کے لئے مضر ہے،

رسول اللہ نے ۲۵ برس تک خدیجہؓ کے سوا جو شادی کے دن ۴۰ برس کی تھیں،

کسی سے شادی نہین کی، یہ شباب کا بلکہ انحطاط کا زمانہ ہی، اسلئے اگر مقصود ہوائے نفس ہوتی تو اس زمانہ مین اور شادیان کی ہوتین، جو شادیان کین اکثر پولیٹکل تھین یعنی اُن کے ذریعہ سے بڑے بڑے عرب کے قبایل سے اتحاد پیدا ہوا اور اُن مین اسلام پھیلا،

ازواج مطہرات کی تفصیلی حالات دیکھو تو صاف معلوم ہو جائیگا، اس بحث پر سرسید و مولوی امیر علی نے اچھا لکھا ہے اکم از کم مولوی امیر علی اور سرسید کی تصنیفات پڑھنی چاہیئے،

شبلی، ۲۳ جنوری سنہ ۱۹۱۲ء

(۵)

۱۔ ہندوستان نہ دار الحرب ہی نہ دار الاسلام بلکہ دار الامن ہے کسی کا مال غصب کرنا کسی حالت مین بھی جائز نہین،

۲۔ بنک کا سود میرے نزدیک جائز ہے، شاہ عبد العزیز صاحب کا فتوی اس کے متعلق چھپ گیا ہے،

۳۔ وقف کی کارروائی جاری ہی، ابھی وفد پیش نہین ہوا

شبلی

۱۲ فروری سنہ ۱۹۱۲ء

(۶)

دار الامن کے احکام مین تنوع ہے، یعنی وہان سے ہجرت واجب نہین اور نہ جہاد

ــه مولانائے مرحوم نے فقہ حنفی کی رو سے ہندوستان کے دار الحرب، اور منافع بنک کے سود ہونے پر ایک پورا رسالہ لکھا ہی جو عنقریب طبع ہوگا،

جائز ہے لیکن ربا جائز ہے جس طرح کا ربا بین الحربی والمسلم[۵۱]

وقف کے مسئلہ مین انشاء اللہ کامیابی ہوگی، اسی مہینہ مین اس کا فیصلہ ہوجائیگا

مین پیکٹ وغیرہ بھیجنے کا کام نہین کرسکتا، سید سلیمان کو لکھو وہ مجھ سے البلاغ لے لین اور تم کو بھیجدین،

جلسہ سالانہ مین آؤ،

شبلی، ۱۰ مارچ ۱۹۱۲ء

(۷)

سلام مسنون، یہان کی سند گورنمنٹ مین مسلم نہین ہی،

المشیر[۵۲] دیوبند سے تنخواہ پاتا ہے جی چاہے تو جواب لکھ سکتے ہو، ان بیچارون کی روٹی یون ہی چلتی ہے،

شبلی

لکھنؤ، ۱۹ مارچ ۱۹۱۳ء

(۸)

عزیزی،

دُعا، یہان نوکری ملنا باہر کے لوگون کو سخت مشکل ہی، مین یہان ۴ برس تک ملازم رہا، اس زمانہ مین بھی کسی عزیز کو کوئی ملازمت نہ دلا سکا،

---

۵۱ فقہاے احناف کے نزدیک ۵۲ مراد آباد کے ایک اخبار کا نام،

میرے لیے جو کچھ ہوجاتا ہی وہ مخصوص حالت ہی اور بغیر میری کوشش کے ہوتا ہی،
تم اگر تصنیفی لیاقت مین ترقی کرتے تو مین مسرت مین سے لیتا،

شبلی

۳۰-اکتوبر ۱۹۱۳ء - حیدر آباد - کاچی گوڑہ

(۹)

عزیزی،

دُعا، تمہارے ایک ہم وطن اور شاید قرابتی بھی مولوی عبدالغنی صاحب اسٹنٹ اکاؤنٹ جنرل جو علمی مذاق بھی رکھتے ہین، ان سے مین نے تمہارے متعلق ذکر کیا تھا، اونھون نے کہا کیا وہ یہان سو للعہ کی ملازمت منظور کرینگے، میرے حوالہ سے تم ان کو خط لکھو، شاید وہ کوئی صورت نکالین، میری تائید کی ضرورت ہوگی تو مین موجود ہون، بات یہ ہی کہ مین نے اپنے بیٹے کے لئے بھی کبھی سفارش نہین کی، لیکن موقع آجاے تو ہر طرح کی تائید کر سکتا ہون، مین نے تمہاری تعریف بھی ان سے کردی ہی،

یہان تعلیمات کے افسر لطیفی صاحب ایک شخص بمبئی کے ہین، وہ پنجاب مین سویلین تھے، انگریزی دان ہین، عربی سے واقف نہین،

شبلی

۱۱-نومبر ۱۹۱۳ء - حیدر آباد، کاچی گوڑہ

ضمیمہ مکاتیب جلد اول

۴۹- صفی الدولہ حسام الملک نواب سیّد علی حسن خان صاحب کے نام

(۱)

مطاعی! ایک نہایت ضروری امر گذارش ہی، آپ کو معلوم ہوگا کہ یورپ مین علوم شرقیہ کے علما کا ایک مجمع ہی جسکو اورنٹیل کنفرنس کہتے ہین، یہ نہایت معزز کنفرنس ہی، اور تمام یورپ و مصر و شام کے علما جمع ہوتے ہین، اس دفعہ اس کا اجلاس اٹلی مین ہی، ریاست حیدرآباد نے سید علی بلگرامی کو اسکی شرکت کیلئے بھیجا ہی اور پنجاب گورنمنٹ نے ہماری مسٹر آرنلڈ کو مین بھی انشاء اللہ جاؤنگا، آپ قصد کرین تو متعدد فایدے ہین،

(۱) ریاست کی ناموری،

(۲) آپ کو یونیورسٹی کا فیلو ہونا آسان ہوگا،

(۳) آپ کی عہدہ ڈایرکٹری کی گورنمنٹ کے نزدیک نہایت وقعت بڑھجاے گی،

(۴) واپسی کے وقت مصر و قاہرہ کی سیر،

لطف صحبت الگ، خرچ بہت سے بہت ایکہزار، مع خرچ واپسی، جواب سے مطلع فرمائے،

شبلی نعمانی، ۱۳ جولائی ۱۸۹۹ء

(۳)

مخدومی، تسلیم، والانامہ ورود فرما ہوا، آپ کو نہین بلکہ ریاست کو مبارک باد دیتا ہون کہ اسکے علمی ترقی کے آثار شروع ہو گئے،

آپ یقین فرمائین کہ مین آپ کے حق مین دعائے خیر کیا کرتا ہون اسس لئے نہین

کہ آپ دولت مند ہین، اس کو تو مین کمینہ پن سمجھتا ہون بلکہ اس لئے کہ آپ کی ذات سے ایک ایسی زمین کی تربیت کی امید ہی جہان کبھی علم کی ہوا بھی نہین چلی تھی،

آپ کی یہ تجویز کہ مین قوم کے روپیہ سے جاؤن، آپ کے علمی مذاق کی دلیل ہے لیکن اس کے دو پہلو ہین (۱) میری مالی اعانت، تو اس کی ضرورت نہین، اور اگر کسی قدر ہے تو اس کو حمیت نفس نے رفع کر دیا ہی (۲) قوم کی علمی قدر دانی کا ثبوت، تو اس قدر دانی کا ثبوت اور لوگون پر بھی ہو سکتا ہی،

مولانا! اصل یہ ہی کہ ابھی ملک کی یہ حالت نہین کہ اس قسم کے کام تحسین کی نگاہ سے دیکھے جائین، آپ کو تو یہ پہلو پیش نظر ہی کہ قوم نے ملکر ایک اچھا کام کیا، اور عام زبانون پر یہ ہوگا کہ شبلی دریوزہ گری کر کے یورپ گیا،

مین جس وقت اچھا ہو گیا یعنی گھر سے نکلنے کے قابل ہوا تو سب سے پہلے آپ کی ملازمت کا قصد کرون گا، لیکن ہنوز دہلی دور است، آپ کو میرے اشتداد علالت کا اندازہ نہین، مختصر یہ ہی کہ مین نے وصیت نامہ تک لکھوا دیا تھا، اور باوجود عدم دولت مندی کے اس بیماری کی بدولت قریباً میرے ہزار روپیے صرف ہوئے،

اسی زمانہ مین سفیر کابل مقیم شملہ نے دس ہزار روپیہ نقد کے معاوضہ پر ابن خلدون کے ترجمہ (بحکم امیر صاحب) کے لئے مجھکو لکھا، مین نے انکار کیا، اگرچہ اب صحیح ہو کر بھی مین نے انکار لکھا،

ہان ایک خوشی کی بات یہ ہی کہ امیر صاحب انگریزی علوم و فنون جدیدہ کے ترجمہ

کا ایک محکمہ قائم کرتے ہین، فارن آفس سے مشورہ بھی لے لیا ہی،

اس مین ۴ انگریز اور ۱۶ مترجم نوکر ہون گے، مجھکو بہ مشاہرہ معتد بہ اس محکمہ کا سکریٹری کرنا چاہتے تھے لیکن مین نے اس لحاظ سے انکار کیا کہ کلکتہ مین پابندی کے ساتھ رہنا مین پسند نہین کرتا، اور محکمہ وہین قائم ہوگا، تاہم میرے ذریعہ سے مترجمون کا انتخاب ہو رہا ہی جب صحراے افغانستان مین یہ اوپج پیدا ہوئی ہی تو بھوپال کا مرغزار تو بڑی قابلیت رکھتا ہی، والتسلیم

مکاتیب سلاطین کا نسخہ قلمی آج ارسال کرتا ہون رسید عنایت فرمائیگا،

شبلی

اعظم گڈھ، ۹۔ اگست سنہ ۹۹ء

(۴۴)

مکرمی،

والا نامہ اور روداد پہنچی،

مین ایک مہینہ سے حیدر آباد مین ہون، آتے ہوئے خیال تھا کہ آپ سے ملتا آؤنگا لیکن سرکار عالیہ کی علالت سے خیال ہوا کہ آپ پریشانی کی حالت مین ہون گے بہرحال یہان آیا تو نواب مدار المہام بہادر نے مجھکو روکنا چاہا، یہان ایک خدمت امور مذہبی کی ہی جسکا بجٹ کئی لاکھ کا ہی، یہ خدمت مجھے دیے جانے کی تجویز ہوئی، لیکن ابتک مین نے منظور نہین کی،

یہان ایک بڑا جلسہ میرے لکچر کے لئے ہوا جسمین قریباً ڈیڑھ ہزار بزرگون کا مجمع تھا، لکچر کا سبجکٹ علم کلام تھا، ایک صاحب قلمبند کرتے گئے تھے، چنانچہ جسقدر قلمبند ہوا وہ چھپکر شائع ہوگا اور خدمت اقدس مین پہنچیگا،

مین مولوی سید علی صاحب بلگرامی کے دولت خانہ پر مقیم ہون، ان سے آپ کا ذکر بھی آیا، آپ کے بھوپال کی ملاقات کا ذکر کر کے آپ کی تعریف کی، مین مناسب سمجھتا ہون کہ آپ جناب نواب صاحب مرحوم و مغفور کی عربی تصنیفات مطبوعۂ مصر و ہند ان کو تحفۃً ارسال فرمائین،

نواب صدیق حسن خان،

روداد مرسلہ مین نے دیکھی اور نہایت مسرت ہوئی، خدا کرے روز افزون ترقی ہو، مین تو چاہتا ہون کہ واپسی مین خود مدارس کو دیکھکر ایک یادداشت لکھون لیکن آپ فرمائین تو روداد ہی پر اپنی راے لکھکر اخبارات وغیرہ مین بھیجدون انگریزی روداد مولوی سید علی صاحب نے لے لی، مدت کے بعد آپ سے ہمکلامی کا لطف ملا، اس لئے خلاف عادت درازنفسی تک نوبت آئی، والسلام

شبلی نعمانی

۲۷ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء

(۵)

مکرمی،

آپ کا اس سے پہلے کوئی والانامہ نہین آیا،

کالج مین جو رقم آپ دیجئے بھلا وہ کیا ملتی ہی، اردو کیلئے جو جلسہ لکھنؤ مین بہ صدر نجمنی
نواب محسن الملک ہوا تھا، اس کے لئے جونپور سے چندہ آیا تھا، اس کو مین مانگ رہا ہون
وہ تو ملتا ہی نہین، کالج کے چندہ مین سے بھلا کون دیتا ہی،
آپ اپنے فرایض پوچھتے ہین، کیا قواعد انجمن آپ کے پاس نہین بھیجے گئے ارشاد
ہو تو اب بھیجدون،
ندوۃ العلما کی طرف سے میری اڈیٹری مین ایک ماہوار علمی رسالہ نکلنے والا ہی
انشاء اللہ زور کا پرچہ ہوگا، آپ کبھی کبھی اس مین اظہار خیالات فرمایئن،
انجمن کی طرف سے مین مصحفی اور میر تقی وغیرہ کی مصنفہ تذکرۃ الشعرا چھپوانا چاہتا
ہون کیا آپ کے کتب خانہ مین ان تذکرون مین سے کوئی ہی؟
مین آج کل مثنوی مولوی روم پر ایک بڑا مفصّل ریویو لکھ رہا ہون، مع سوانح عمری
مولانا روم،

شبلی

۲۱- اپریل سنہ ۱۹۰۲ء

(۶)

مکرمی،

والا نامہ پہنچا، دریافت خیریت سے اطمینان ہوا،
میرا اب کے سخت ہرج ہوا، مدتون سے تصنیف کا کچھ کام نہ کرسکا، اس لئے مینے

ندوہ سے چند مہینون کی رخصت لی، یہان نہایت تنہائی اور سکون کا مکان ہی، شہر سے دور باغ ہے، بنگلہ ہی دور دور تک آدمی کا پتہ نہین، کتب خانہ ہی غرض بڑے اطمینان سے مصروف تحریر ہون،

بمبئی اور حیدر آباد چلتے لیکن وہ ممالک گرمی اور برسات کے کام کے ہین جب کہ یہان آگ برستی ہی، یا سخت گھمس ہوتی ہی، اس وقت تک مین کچھ لکھ لون گا غرض کم از کم، ایک مہینہ کے بعد چلئے، آئندہ جو راے ہو اس سے مطلع فرمائیگا،

نواب صدر الدین خان بڑودہ اپنے چھوٹے بچہ کو ندوہ مین بھیجتے ہین، مین نے لکھدیا ہی کہ ابھی ٹھیر جائے،

ہسٹری آف پرشین لٹریچر مصنفہ براون، میرے کتبخانہ مین نہین نکلی لیتا آونگا،

جناب نواب صاحب کی خدمت مین تسلیم،

شبلی

اعظم گڈھ، ۲۹ مارچ سنہ ۱۹۰۷ء

(۷)

مکرمی،

تسلیم، جلسہ[1] قرار پاگیا، ایک ہزار تخمینہ مصارف ہی حصہ رسدی آپ پر بھی آیا ہی، فیاض القوانین کی نقل کا بہت اصرار ہی، کسی کاتب کو وہین مقرر کر دیجئے کہ وہین بیٹھکر نقل کرے اجرت وہ خود دینگے بلکہ دے رہے تھے، مین نے کہا پھر منگوا لون گا،

[1] آئندہ خطوط ندوہ کے اصلاحی جلسہ کے متعلق ہین جسکے نواب صاحب ممدوح سکرٹری تھے اور جس کا ہونا دہلی مین قرار پایا تھا،

کاتب نہ ملے تو قمی صاحب جو مقبرہ گولا گنج مین رہتے ہین اُن کو بلوا لیجئے ،

شبلی

۸- اپریل سنہ ۱۹۱۴ء

(۸)

مکرمی، تسلیم

خط پہونچا، واقعہ یہ ہے کہ یہان کا جلسہ عام وہین کی اصلاحی کمیٹی کی فرع ہی، اس بنا پر تار صرف سکرٹری کے نام بھیجا گیا، باقی حکیم صاحب اور دیگر صاحبون کے نام الگ خطوط جائینگے، حکیم صاحب کل کام کرتے ہین لیکن ان کی کثیر الاشغالی کا یہ حال ہی کہ ان کا ایک دن کا کام مین ایک مہینہ مین بھی انجام نہین دیسکتا، اسلئے ان سے فروگذاشت ہوجائے تو کیا تعجب ہی، مین صحت کے لحاظ سے یہان مقیم ہون ،

یہان کے جلسہ کی مخالفت کی کاروائی بہت زور شور سے کردی گئی ہی، اور اخبارات کو اپنے موافق کیا جارہا ہی، یہ خیال ہی کہ خود لکھنؤ سے مخالفت کی ایک بڑی پارٹی شریک جلسہ ہوگی اور ہر قسم کی ابتری ڈالیگی ،

آپ صاحبون کو بھی پوری جمعیت کے ساتھ آنا چاہئے، اگرچہ لڑائی مقصود نہین بلکہ خواہش یہ ہی کہ غیر طرفدار لوگ، معاملہ کا بہ آسانی تصفیہ ہونے کی راہ نکالیں ،

شبلی

دہلی، ۱۷-اپریل سنہ ۱۹۱۴ء

(۹)

مکرمی،

مقامی کمیٹی جلسہ کے انتظام مین مصروف ہی، باہر سے بہت سے لوگ آتے نظر آتے ہین خطوط آرہے ہین، مولوی خلیل الرحمن صاحب، منشی سخاوت علی، نواب وقار الملک، مولوی حبیب الرحمن خان کے مواجہہ مین مختلف جلسے معاملات کے طے ہونے کے ہوے، گو مین شریک نہ تھا، اب تک جو امور طے ہوے بظاہر قابل اطمینان ہین، دیکھئے اگر اخیر تک قائم رہ جائین، ایک خاص امر مین زیادہ بحث ہی اور وہ ۱۰ کے جلسہ کا انعقاد ہی،

بہرحال دو ایک دن مین آخری نتائج معلوم ہو جائینگے اور مطلع کرونگا، کوئی امر بغیر آپ کی اصلاحی کمیٹی کے منظوری کے طے نہ کیا جائگا، ابھی تک مسودہ ہی،

گرمی حد سے زیادہ ہی، ہر وقت بہبی پیش ہے،

میان مسعود کو بلوا کر خط دکھا دیجئےگا، والتسلیم

شبلی

۲۹-اپریل ۱۹۱۴ء

(۱۰)

مکرمی،

پرسون یہان اصلاحی کمیٹی کی مجلس شوریٰ منعقد ہوئی، بہت دیر تک بحث رہی

مسٹر محمد علی نے اس بات پر زور دیا کہ یہ کمیٹی پچھلے واقعات کی تنقید سے تعلق نہ رکھے بلکہ صرف یہ پیش نظر رکھے کہ اب ایسے قاعدے بنائے جائین اور پبلک مداخلت کو اس قدر قوی کیا جائے کہ کسی کو خودغرضانہ کاروائیون کا موقعہ نہ ملے، غرض یہ قرار پایا کہ ۲۸ مئی کو ایک جلسہ مدعو کیا جائے جس مین تمام ارکان جمع ہون اور پورا خاکہ اس طرح مرتب کر لیا جائے کہ بار بار اجتماع کی ضرورت پیش نہ آئے، ہر طرف کی توسط کے لحاظ سے ان لوگون نے دہلی کو مقام جلسہ تجویز کیا، اور مجھسے کہا کہ تم نواب صاحب کو لکھو کہ وہ تمام ارکان کے نام گشتی خطوط جاری کر دین خط مین جلسہ کی اہمیت ظاہر کیجائے اور لکھا جائے کہ بار بار آپ لوگون کو سفر کی تکلیف نہ دیجائیگی لیکن اسدفعہ تشریف لانا ضرور ہے، ارکان کے نام آپ کو معلوم ہونگے یعنی مسٹر محمد علی، پیرزادہ مولوی محمد حسین بتوسط حکیم اجمل خانصاحب، مولوی عبداللہ صاحب فتحپوری، مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسر مولوی غلام الثقلین، آپ اور حکیم صاحب، اور مولوی نظام الدین صاحب، کاروائی جلد کر دیجئے، آپ کو دہلی آنا پڑیگا مین صرف اسی لیئے روک لیا گیا، ورنہ بمبئی جانا ضرور ہے، یہان گرمی بہت تکلیف دہ ہے،

آپ کی مقامی کمیٹی کیلئے بہت کام باقی ہین، آپ نقایص موجودہ کی تحقیقات بھی کر سکتے ہین اور شائع کر سکتے ہین، مرزا سمیع اللہ بیگ کی رپورٹ تعلیم ضرور قابل اشاعت ہے،

خطوط اسقدر جلد جاری ہونے چاہئین کہ ۲۸ تک لوگ دہلی آ سکین، مولوی غلام الثقلین

کو خاص طرح سے تاکیداً لکھئے،

میرے خاص ضروری کام جو پیارے صاحب سے متعلق ہین، اسکے لئے دوسرا صفحہ ملاحظہ فرمائیے،

شبلی

(۱۱)

مکرمی،

تسلیم، حکیم صاحب شملہ چلے گئے، جلسہ مشورہ صرف ایک ہوا، اس کی کیفیت لکھ چکا ہون، حقیقت یہ ہی کہ طریقہ کاروائی ۲۸ مئی کو اچھی طرح تعین ہوسکیگا کہ دونون کمیٹیون مین کام کیونکر تقسیم ہو، بے شبہہ پچھلے واقعات اور خرابیون کے پیچھے پڑنا چندان سودمند نہین لیکن اب جو کچھ ہو رہا ہی، اس کی خبر تو رکھنی چاہیئے،

وہان کے ارکان کو صرف اصلاح کی ضرورت پر متوجہ کرنا چاہیئے، اور جب نیک نیتی اور بے غرضی سے کام ہوگا تو آپ کا دائرہ خود بخود بڑھتا جائیگا، اڈیٹر مسلم گزٹ کو ہموار کرنا ضرور ہے،

تعجب ہی کہ مسٹر محمد علی سے بھی وہ لوگ ناراض ہین، حالانکہ وہ وہی کہتے ہین جو ڈاکٹر ناظر حسن وغیرہ کہتے ہین، نظامت کی نسبت نواب اسحاق خان نے تو جلسہ عام مین تسلیم کرلیا کہ ناقص اور بے ضابطہ ہی، یہ بھی یقینی ہی کہ موجودہ ارکان سب بے قاعدہ ہین، اور نئے سر سے انتخاب کی ضرورت ہی، اسیوقت نظامت کا بھی قطعی فیصلہ ہوگا،

جلسہ عام وہ لوگ لکھنؤ مین کرنا چاہتے ہین اور نظامت کو باقاعدہ بنانا چاہتے ہین

اس کے متعلق بغیر مواجہہ اور آپ کے مشورہ کے کوئی راے عرض نہین کرسکتا،

کیا یہ توقع ہی کہ حکیم عبد الولی صاحب اور مولوی نظام الدین حسن صاحب دہلی مین آمئن، دہلی کی روداد، آپ یا مولوی نظام الدین حسن صاحب کی طرف سے مختصراً قلمبند ہو کہ سرکار بھوپال کے پاس جانی چاہیئے، اور یہ کہ اس کا پہلا اجلاس ۲۴ مئی کو دہلی مین ہوگا، ارکان کا نام بہ تفصیل لکھا جائے، اور یہ امر کہ اگر منتظمین نے اصلاحین منظور کین، اور ان پر عمل کیا تو اطلاع دیجائیگی،

شبلی، ۱۹ مئی سنہ ۱۹۱۴ء

(۱۲)

مکرمی،

کئی خط جواب طلب لکھ چکا ہون، مخالفون نے اب یہ مشہور کرنا شروع کیا ہی کہ مین نے ندوہ کا نصاب تعلیم ملحدانہ رکھا تھا جو ابتک جاری ہی. نواب اسحاق خان کی یادداشت مین بھی اس کا اشارہ ہی،

نصاب تعلیم مطبوعہ ندوہ سے کسی کے ذریعہ سے منگوا کر ایک میرے پاس بھیجدیجئے اور زیادہ مل سکے تو زمیندار اور وکیل مین بھیجدیجئے کہ اس مین سے عربی کتابون کے نام چھاپ دین اور مخالفین سے پوچھین کہ اس مین کونسی کتاب ملحدانہ ہی

مسعود علی کہان ہین، مسودات رجسٹرڈ اور بیمہ کرا کے بھجوائیے، بذریعہ ڈاک کے،

شبلی، ۷-جون سنہ ۱۹۱۴ء بمبئی

(۱۳)

مکرمی،

معلوم نہین آپ کیا کر رہے ہین، مین نے جو ترمیمات بھیجی تھین ان کو آپ نے کیا کیا، ندوہ نے اپنے قواعد اخبارات مین شایع کر دیئے،

اصل نقطۂ بحث یہ ہی کہ موجودہ کمیٹی اور ارکان باضابطہ ہی، اور یہ قائم رہیگی، تغیر صرف اسقدر ہی کہ جن ممبرون کی جگہ خالی ہوتی جائیگی، جدید قاعدہ کے موافق ان کی جگہ نئے ممبر منتخب ہون گے،

لیکن اصل بات یہ ہی کہ چونکہ ایک دفعہ محض بے ضابطہ اور دھاندلی سے ۲۵ کے بجائے ۱۵ ممبر کی تعداد کر دی گئی، اور ایک ہی جلسہ مین ۵ جدید فوراً انتخاب کر لئے گئے، جو ایک خاص پارٹی کے تھے، اس لئے ان کی کثرت ہمیشہ کمیٹی کو یک طرفہ رکھتی ہے، موجودہ قواعد مین اس کثرت کی کوئی دوا نہین، وہ سب ممبر باقی ہین اور جدید ممبرون کے انتخاب مین ہمیشہ اس کثرت کا اثر باقی رہتا ہی،

پیرزادہ صاحب کے دستور العمل مین ایک حد تک اس کا علاج ہی، لیکن آپ کی طرف سے کوئی کاروائی نہین ہوئی، آپ کو اپنا دستور العمل بعد غور اور مشورہ فوراً شایع کر دینا چاہئے تھا، ورنہ اب فوراً کرنا چاہئے، اخبارات کو بھی متوجہ کیجئے،

ابھی صرف ایک ٹکڑا دستور العمل کا چھپا ہی، پورا چھپ جائے تو مین اچھی طرح سے تنقید کر کے آپ کے پاس اپنی راے بھیجدون گا، کلی امور، تقرر ممبران، اور تقرر ناظم

اور شرکت قوت قومی ہی بجدید دستور العمل مین جو کچھ قومی قوت کی شرکت تھی وہ بھی جاتی رہی
اب ساری قوت صرف چند ارکان کے ہات مین ہی،

مولوی ابوالکلام صاحب کو بھی لکھئے، منتظر جواب۔

شبلی

۶ جولائی سنہ ۱۹۱۴ء

(۱۴)

مکرمی،

مین بمبئی آگیا،

ندوہ کی اصلاحی اسکیم، فوری اور معمولی چیز نہین، موجودہ انقلاب نہ ہوا ہوتا تب بھی اس کی ضرورت تھی، ندوہ کو اپنی اصلی وسعت پر لانا ہی، نہ صرف ایک دارالعلوم کی درستی، پہلے آپ حکیم صاحب[1] کے ذریعہ سے مطبوعات ذیل ندوہ کے دفتر سے دو دو جلدین طلب کر لین،

۱۔ مسودہ دارالعلوم،

۲۔ رپورٹ سہ سالہ دارالعلوم،

۳۔ ابتدائی رپورٹین ندوہ کی یعنی ابتدائے قیام سے چند سال تک،

۴۔ مضامین اربعہ،

---

[1] حکیم عبدالولی مرحوم المتوفی سنہ ۱۹۱۴ء

اِن سے معلوم ہوگا کہ ندوہ کا اصلی مقصد دو چیزین تھین،

نصاب کی اصلاح، اس مین دو مقصد پیش نظر تھے، ایک یہ کہ ہر فن کے اہل کمال پیدا ہون جس کا ذریعہ درجۂ تکمیل قائم کرنا تھا،

دوسرے جدید ضرورتون سے باخبر علما کا پیدا کرنا جسکے لئے انگریزی زباندانی اور علوم جدیدہ کی تعلیم بھی ضروری تھی، اس بنا پر یہ دو امور دار العلوم کی تعلیم مین اصل الاصول ہین ورنہ مدارس قدیمہ پہلے سے موجود تھے،

دوسرا مقصد رفع نزاع تھا، یعنی باہمی تعصبات کا کم کرنا، اور مقاصد مشترکہ مین تمام فرقہ ہائے اسلام کا مل کر کام کرنا، مثلاً اشاعتِ اسلام وغیرہ،

مطبوعات ذیل ملجائین تو چند روز کیلئے مجھکو بھی بھیجدیجئے،

اصلاحی اسکیم کا دوسرا مرحلہ، دستور العمل کی درستی ہی یعنی ممبرون کا صحیح طریقہ انتخاب اور سب کمیٹیون کا تقرر جیسا کہ علی گڑھ مین سنڈیکیٹ ہی،

یادداشت کی کاپیان اہل الرائے لوگون کے پاس بھیجنی چاہیئے، ساتھ ہی دستور العمل کی ایک ایک کاپی، اور خواہش کرنی چاہیئے کہ اور لوگ بھی ان کاغذات کو دیکھکر اصلاحی اسکیم کے متعلق اظہار رائے کرین، یعنی جو بات خیال مین آئے تحریر فرمائین،

مین یہان بالکل سکون کی حالت مین ہون، اگر ذرا بھی انتشار ہوا تو سیرت کے کام مین خلل پڑیگا، اسلئے وہان کی استبدادی اور سازشی کاروائیون کے

حالات سُننا نہین چاہتا،

شبلی

بمبئی،

(۱۵)

مکرمی،

تسلیم، والا نامہ پہنچا، معلوم نہین دستور العمل، تمہید، اور اصلاح عبارت کے ساتھ چھپا ہی یا دہی پیرزادہ[۱] صاحب کی لڈھر عبارت ہی،

دستور العمل کثرت سے چھپے، تمام اہل الرائے کے پاس بھیجا جائے، رائین طلب کی جائین، پھر سالانہ جلسہ کا بند وبست ہو، یہ عملی صورت ہی،

میرا تو یہ حال ہی کہ مین نے اچھا وسیع قطعہ دار المصنفین اور دار التکمیل کیلئے لے لیا ہی اور جو قوت اور افادہ وہان بیکار جارہا تھا اُسکو موزون اور مناسب موقع پر صرف کرونگا، دو تین مہینہ کے بعد آپ کو تکلیف دونگا کہ آپ خود بھی دیکھ لین،

اگر آپ کے ہان اب بھی کچھ فالتو اور زائد کتابین ہون تو دار المصنفین کے کتب خانہ کو عنایت کیجئے، سات الماریان تو ابتک ہو چکین،

شبلی

اعظم گڈھ۔ ۲ نومبر سنہ ۱۹۱۴ء[۲]

---

[۱] پیرزادہ محمد حسین صاحب دہلوی سابق جج، مترجم رحلۂ ابن بطوطہ، [۲] وفات سے ۱۱ دن پہلے کا خط،

۵۰ مولوی محمد ریاض حسن خانصاحب المتخلص بہ خیال و دانش

رئیس رسول پور ضلع مظفرپور کے نام

(۱)

مخدومی، مکرمت نامہ کا شکریہ، عربی اخبار خود میرے پاس بہت سے آتے ہین، یعنی ثمرات الفنون، السلام، طرابلس، المنار، الہلال، لیکن معلوم نہین آپ کس مذاق کے طالب ہین، اگر علمی مضامین چاہتے ہین تو مصر کا ماہوار رسالہ المقتطف طلب فرمائے اور اگر پالیٹکس وغیرہ مقصود ہی تو قاہرہ کا اخبار الموید۔ میرے پاس جو اخبار آتے ہین، ان کو فرمائیے تو ملاحظہ کے لئے بھیجدون،

ہان الفاروق کی قیمت لوگون کے اصرار سے ؏ کردی گئی، لوگون کو مطلع کردیجئے

شبلی۔ ۱۰ اگست ۱۸۹۹ء

(۲)

مکرمی، والانامہ پہنچا، مشکور فرمایا، آپ کا نام ارکان اعانت کی فہرست مین درج کیا گیا اور مستقل خریدارون کے رجسٹر مین بھی درج کیا گیا، آپکے خط کے آنے سے پہلے دو جگہ سے اطلاع آئی، ایک اور صاحب نے نامہ دانشوران کا ترجمہ شروع کردیا ہی، لیکن ابھی دفتر مین نمونہ نہین آیا، اطلاعاً عرض ہی نامہ دانشوران کے ترجمہ مین بعض جگہ

ابہام وتفصیل کے لئے اور کتابون کی طرف بھی رجوع کرنا پڑے گا، غالباً آپ نے خود اس کا اندازہ کیا ہوگا، کتاب مذکور مدت تک میرے استعمال مین رہی ہے لیکن اس وقت پیش نظر نہین اس لئے صفحات کی تعداد محض تخمینی لکھدی گئی۔ اس کتاب کی دوسری جلد بھی شایع ہوگئی ہے۔ المرأۃ المسلمہ یہان ملتی ہے ۸؍ قیمت ہو،

شبلی، ۲۲۔ جون ۱۹۰۳ء

دفتر انجمن ترقی اردو، حیدرآباد (۳)

مین نے آپ کو آج جو خط لکھا ہو، اسمین جواہر القرآن کا نام غلطی سے لکھا گیا، اس کے بجائے نجوم الفرقان سمجھئے، بوعلی سینا کے حالات مین نامۂ دانشوران والون نے سلطان محمود کے تعصب مذہبی اور ابن سینا کی گرفتار کرنے کا حکم اس کی طرف سے لکھا ہو۔ یہ محض غلط ہو، نوٹ مین اس کی تردید کرنی چاہئے،

شبلی، ۲۰۔ اگست ۱۹۰۱ء

(۴)

مولوی شہباز کی سوانح عمری مین نے بھی دیکھی ہو بہت اچھی ہو، لیکن ناتمام ہی اوران کا بیان ہے کہ تکمیل کا سامان نہین کیمسٹری کی اصطلاحات کا ترجمہ نہین بلکہ صرف اصلی الفاظ چھپوالئے گئے ہین کہ مترجمین کے پاس الگ الگ جلدین بھیجدی جائین، والسلام

شبلی

حیدرآباد، ۱۲ جنوری ۱۹۰۰ء

(۵)

مکرمی،

خط پہنچا، مسودہ بوقت فرصت دیکھون گا کہین کہین تغیر و ترمیم کی ضرورت معلوم ہوتی ہے، بو علی سینا کے متعلق حبیب السیر وغیرہ مین جو کچھ ہے اور جس کی تقلید نامہ دانشوران مین کی ہے لغو محض ہے،

طبقات الاطبا اور تاریخ الحکما شہرزوری جو نہایت معتبر کتابین ہین اور ابن سینا کا مفصل حال انمین ہے اور خوارزم کے تعلقات اور مفارقت کا بھی ذکر ہے، ان مین کہین اس واقعہ کا پتہ نہین، یہ شیعون کی گھڑت ہے،

شبلی ۷۔ستمبر ۱۹۰۵ء

(۶)

تسلیمات، خط اور تار ملا، قطعی ارادہ تھا بلکہ اب بھی ہے کہ ۶ جنوری تک وہان پہنچ جاؤن لیکن جناب نواب صاحب ڈھاکہ اصرار فرماتے ہین کہ دو تین دن اور رہ جاؤ، ان کی بات اٹھائی نہین جاسکتی، اگر دو تین دن کا معاملہ ہے تو پہنچ ہی جاونگا، اور اگر ریاستی شان کے موافق اس مین کچھ امتداد ہوا تو مجبور رہونا پڑے گا، نواب صاحب فرماتے ہین کہ ندوہ کے متعلق مین مفصل گفتگو کرنی چاہتا ہون اور ایک عام جلسہ مین تم اس کے مقاصد بھی بیان کرو بہر حال یہ حالت ہے، وہان کے جلسہ کیلئے اتوار کی پابندی کیا ہے، رات کو جلسہ ہوگا،

شبلی، ۳۱ دسمبر ۱۹۰۶ء، ڈھاکہ

(۷)

خط پہنچا، نہایت[۱] افسوس ہوا، مین اس دولت کو آغاز شباب مین کھو چکا ہون، لیکن ابتک یہ حالت ہی کہ کسی کو جب دیکھتا ہون کہ اس کے والدین سر پر موجود ہین تو بخدا عجیب حسرت ہوتی ہی، آپکے رنج و افسوس کا کچھ مین ہی خوب اندازہ کر سکتا ہون، دیوان پر حسب ارشاد نام لکھدیا ہی، اس وقت اتفاق سے لفافہ نہ تھا، اس لیئے کارڈ سے کام لینا پڑا معاف فرمایے گا،

شبلی

۲۲ مارچ ۱۹۰۶ء، لکھنؤ، ندوہ

(۸)

تسلیم، والانامہ اور رباعیان پہنچین، رباعیون کا کیا کہنا، کاش ان کا موقع استعمال بھی صحیح ہوتا، میری شاعری محض عطائی ہی، نہ کبھی اس فن اشتغال رہا نہ برسون کچھ کہنے کا اتفاق ہوتا، اب کے ندوہ کے اجلاس سالانہ واقعہ ۱۴- اپریل مین فارسی لٹریچر (نظم) کی پوری ہسٹری دکھائی جائیگی، یعنی ابتدا سے اس وقت تک کا کلام بہ ترتیب زمانہ جمع کیا جائیگا،

نادر الوجود دواوین بہم پہنچاے گئے ہین، اس کے ساتھ قطعات و فرامین شاہی کی بھی نمایش ہی، جلسہ بنارس مین ہے، کیا آپ تشریف نہین لا سکتے، حامد اچھے ہین

[۱] مکتوب الیہ کی والدہ ماجدہ نے انتقال کیا تھا:

لیکن یہان نہین ہین، اخوان کی خدمت مین سلام شوق،

شبلی

لکھنؤ، ۲۱ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء

(۹)

مین پٹنہ سے فوراً کلکتہ چلا آیا، یہین آپ کا تار ملا آپ جو بندوبست کرین اس سے مطلع فرمائین، ندوہ کے مکان کی بدحیثیتی اسکو ابھرنے نہین دیتی، اس لئے ہر طرف سے ہٹ کر اب ادھر توجہ کرنی پڑی، اسی بنا پر کلکتہ کا سفر بھی ہے، اگرچہ ابھی کوئی صورت نہین پیدا ہوئی، ایک معقول شاہی عمارت بہت ارزان لکھنؤ مین مل رہی ہے خیال ہے کہ اسی کو لے لیا جاے، بہرحال جو صورت ہو اس سے اطلاع دیجئے گا، ادھر نہ آسکا تو بعد کانفرنس سہی،

شبلی

کلکتہ، امرتلالین نمبرہ

(۱۰)

تسلیم،

مجکو یہ خیال نہین ہوسکتا تھا کہ آپ بغیر میرے پہنچے اعلان دیدینگے، بہرحال آپ کی زحمت و تکلیف کا افسوس ہے، اگرچہ آپ خود کمال محبت سے اسکو زحمت نہ خیال فرمائین مین ۳۰ دسمبر تک تو ڈھاکہ رہون گا، نواب سلیم اللہ خان صاحب کے خاص خطوط بڑے

اصرار سے آئے، اُدھر نواب محسن الملک کا تقاضا غرض کانفرنس جانا اور اخیر وقت تک رہنا ضروری، واپسی کے بعد ایک دن آرام لینے کیلئے کلکتہ مین بھی قیام ضرور ہے پھر آٹھ جنوری کو آگرہ مین امیر صاحب کا جلوس دیکھنا ہی، اس اثنا مین وہان آنا ہوسکیگا میرا خیال تھا کہ آپ خود بھی شریک کانفرنس ہونگے، لیکن تعجب ہی کہ آپ کی تحریر مین کوئی اشارہ نہین، اسکے جواب مین جو کانفرنس کے پتہ سے بھیجیے گا تحریر فرمائیے کہ کیا جلسہ مظفر پور کے لیے تعطیل کے دن کی ضرورت ہو گی، رات کا وقت مناسب ہوگا، جسکے لئے تعطیل کی پابندی نہین، والتسلیم،

شبلی، ۲۲- دسمبر ۱۹۰۶ء

(۱۱)

مکرمی،

تسلیم، مین تیسری چوتھی جنوری تک انشاء اللہ مظفر پور پہنچ سکونگا، اس لئے ان مین سے کوئی تاریخ مقرر کر کے مجکو بذریعہ خط یا تار کے ایجوکیشنل کانفرنس ڈھاکہ کے پتہ سے مطلع کیجیے، پرسون یہان میرا لکچر تاریخ اور اسلام پر تھا، مرزا شجاعت علی صاحب خان بہادر صدر انجمن تھے، ڈھاکہ مین کیا آپ نہ ہون گے،

شبلی، ۲۴ دسمبر ۱۹۰۶ء

(۱۲)

مکرمی، تسلیم کل کے خط مین آپکے اشعار کی داد رہ گئی، واقعی آپ کا کلام بہت

شستہ اور صاف ہوتا ہی، مجکو اسقدر گمان نہ تھا، کل ہی آپ کی نظم اردو بھی ایک پرچہ مین دیکھی، کیا کہنا ہی، لیچی مجکو نہین پہنچی، پارسل پہلے آچکا تھا، خط اور بلٹی کل پہنچی، طرہ یہ کہ اسٹیشن ماسٹر نے ایک اور شخص شمشیر خان نامی کو دیدی، اُن کی بھی ایک بلٹی مظفرپور سے لیچی کی آئی تھی، کہتا ہی کہ مجکو اشتباہ ہوا، ایک عجیب بات یہ ہی کہ بلٹی مین جو آپکے یہان سے آتی ہے کبھی وزن نہین لکھا ہوتا، چنانچہ بلٹی واپس ہے، اس سے ان لوگون کا یہی مقصود ہوتا ہوگا کہ جس قدر وزن چاہین بیان کرین، پہلی دفعہ بھی ٹوکرا بہت ساخالی تھا، مین نے طول اس لئے دیا کہ آپ شاید اورون کو جو بھیجتے ہون وہان بھی یہ معاملات پیش آتے ہون اور لوگ آپ کو اطلاع نہ دیتے ہون، زخم اب براے نام ہی تکلیف مین بھی کمی ہی، مولوی اعجاز حسین صاحب کی خدمت مین تسلیم،

شبلی، ۲۰ جون

(۱۳)

تسلیم،

والانامہ پہنچا، شکریہ، ہان تشنج تو نہین لیکن ابھی زخم کی جگہ خام ہے کل میر اکبر حسین صاحب جج سابق کے ہان سے دعوت کا رقعہ آیا تھا مین نے یہ جواب لکھا،

آج دعوت مین نہ آنیکا مجھے بھی ہی ملال　　لیکن اسباب کچھ ایسے ہین کہ مجبور ہون مین
آپ کے لطف و کرم کا مجھے انکار نہین　　حلقہ درگوش ہون ممنون ہون مشکور ہون مین
لیکن اب مین وہ نہین ہون کہ پڑا پھرتا تھا　　اب تو اللہ کے افضال سے تیمور ہون مین

دل کے بہلانے کی باتین ہین یہ شبلی ورنہ　　　جیتے جی مردہ ہون مرحوم ہون مغفور ہون مین

شبلی، الہ آباد، ۲۳ نومبر ۱۹۰۶ء

(۱۴)

مکرمی،

مین بمبئی جا رہا ہون، راہ مین بھوپال ٹھہرنا پڑا، یہان آپ کا خط ملا، مجکو معلوم نہ تھا کہ آپ کا عزیز[۱] ندوہ مین تعلیم پا رہا ہے، جب معلوم ہوا تو مین نے اُسکو بلایا اور واقعی اُسکو دیکھکر مین نے محسوس کیا کہ مین اپنے کسی حقیقی عزیز کو دیکھ رہا ہون، افسوس ہے مین فوراً سفر کو روانہ ہوا ورنہ اس کی تعلیم وغیرہ کی اچھی طرح جانچ کر سکتا، مین بمبئی پانون بنوانے جا رہا ہون، وہان سے حیدرآباد کا قصد ہی، غالباً شاہ سلیمان صاحب بھی ہونگے ندوہ کی تعمیر کی حالت دیکھکر دل بیٹھ جاتا ہی اور سب منصوبے غلط ہو جاتے ہین،

شبلی، ا دسمبر ۱۹۰۷ء

۱۵

مکرمی،

تسلیم، آپ کا خط جب آتا ہی تو بخدا تھوڑی دیر رشک مین مبتلا رہتا ہون کہ کاش یہ خط مجھکو نصیب ہوتا، وقف کے متعلق لوکل کمیٹی قائم ہو گئی ہی، اور عام آرا کے مطابق اس مسئلہ پر ایک رسالہ لکھ رہا ہون، جو تمام علما کے دستخط سے مزین ہوگا پھر انگریزی مین

---

[۱] مکتوب الیہ کے بھانجے مولوی ابوالمجد سید محی الدین احمد صاحب جعفری ندوی ۱۲

ترجمہ ہوکر میموریل کے ساتھ گورنمنٹ مین جائیگا، شعر العجم کا پہلا حصہ مدت ہوئی مطبع مین جاچکا لیکن ہنوز روز اول ہی، دوسرے حصہ مین حافظ کا حال ختم ہوچکا ہی، امیر خسرو کی باری ہی ان کے متعلق بہت استیعاب کرنا چاہتا ہون، ان کی نہایت نادر تصنیفات سب مہیا ہوگئی ہین، عطیۂ بہاولپور کا حال علیحدہ مطبوعہ مضمون سے معلوم ہوگا، اب فی الجملہ انگریزی گورنمنٹ کو بھی توجہ ہوئی ہے، نتائج کچھ دنون مین ظاہر ہونگے، پانون بن گیا، آمد تو نہین آورد ہی، رفتہ رفتہ شاید ترقی ہو، والتسلیم

شبلی، لکھنؤ، ۱۱ مارچ ۱۹۰۸ء

(۱۶)

تسلیم،

جی ہان، ہمارے خاندان مین بندوق کا ٹکس بندھ گیا ہی یعنی سالانہ ایک جان عزیزی اسحٰق کی نواسی تھی جواب کی بھینٹ چڑھی، دو تین سال کی عمر تھی، ایک اور بچہ زخمی ہوا لیکن رو بہ صحت ہی، وقف کا رسالہ مین لکھ چکا، اب چھپ کر شائع ہوگا، پھر انگریزی مین ترجمہ اور عام میموریل وغیرہ، شعر العجم علی گڈھ مین طبع ہو رہی ہی، دوسرا حصہ امیر خسرو تک پہنچا ہی،

شبلی، ۱۲ اپریل ۱۹۰۸ء

(۱۷)

مکرمی، والا نامہ پہنچا، حالات معلوم ہوئے، خدا کا شکر ہی کہ اب آپ کے بھائی صاحب

افاقہ ہے، مجکو واقعی شکایت تھی کہ آپ نے ان کا حال کیون نہین لکھا، یہ ظاہر ہے کہ یہ ایک قسم کی اجنبیت کی صریح دلیل تھی، مین یہان تحریک وقف کے متعلق آیا ہون کہ سب لوگونکو متفق الراے کرون، عنقریب ایک جلسہ ہوگا، غزلین ہو رہی ہین لیکن بہت پھیکی ایک دو شعر لکھتا ہون،

مطلع

توبہ از بادہ نہ کار من ناکس باشد | این قدر ہم اگرم عقل بود بس باشد

چہ عجب گر نگہ مست تو افتد برما | بادہ بیرون فتد از جام جو سرشار افتاد

شیوۂ مہر ز خوبان نتوان داشت طمع | کہ مرا کار بہ این طایفہ بسیار افتاد

محتسب از پے و جمعے ز حریفان بکمین | شبلیا رندی پنہان تو دشوار افتاد

(۱۸)

مکرمی،

تسلیم، مین بہت مستعجل تھا، اسلئے آپ کو اطلاع نہ دے سکا کہ رسول پور جانے کے لئے مین وقت نہین نکال سکتا تھا، رسالہ کا انگریزی ترجمہ کون کرے گا، مسلمان اتنے قابل کہان اور ہین تو کوئی کام بغیر اجرت کیون کرینگے اور اُن کی اجرت کہان سے آئیگی، پھر یہ بھی ضرور ہوگا کہ پہلے اردو مین ترجمہ ہو، رسالہ[۱] چھپ رہا ہے، مین نے اس کے کچھ پروف المنار کے اڈیٹر سید رشید رضا کے پاس بھیجدیے تھے، انھون نے بڑی شکرگزاری کی اور لکھا کہ مین نے علماے مصر کو آمادہ کرنا چاہا لیکن ان لوگون نے ہمت نہ کی، المنار مین یہ رسالہ بہ تدریج شایع ہوگا، خوشی کی بات ہے کہ

[۱] النقد علی التمدن (اسلامی)

ہندوستان کی آبرو مصر مین قائم رہی، ہان سب سے ضروری بات یہ ہی کہ آپ ندوہ کے سالانہ جلسہ مین تشریف لائین، اب کے نہایت مقدم امور طے کرنے ہین جن مین ایک نومسلمون کی حفاظت اسلام ہے، جسکو مین بڑے پیمانہ پر شروع کرنا چاہتا ہون، آپ جدید عمارت دیکھکر بھی خوش ہون گے، مولوی اعجاز حسین صاحب کو بھی ضرور لائیے، جرجی زیدان کی صرف ایک[1] حصہ کا انگریزی مین ترجمہ ہوا ہی، مارگولوس نے کیا ہی جو اسلام کا سخت دشمن ہے، اور درحقیقت اسی انگریزی ترجمہ نے مجکو رد لکھنے پر آمادہ،

شبلی، لکھنؤ، ۱۲ فروری ۱۹۱۲ء

(۱۹)

این خط شوق دعوت خاص ست عام نیست

جناب من، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ کو یہ معلوم ہوگا کہ اس سال ندوۃ العلماء کا سالانہ جلسہ چوچھٹی اپریل سے تین دن تک منعقد ہوگا، اُسمین نہایت اہم مذہبی اور قومی مطالب پیش ہونگے اور طریقہ کارروائی آغاز کیا جائیگا، یہ امر بھی قابل اظہار ہے کہ محض اس جلسہ کی شرکت کیلئے سید رشید رضا جو مصر و شام کے سب سے بڑے عالم ہین مصر سے روانہ ہو چکے اور ۲۲ مارچ کو بمبئی مین آجائینگے، سید صاحب اس رتبہ کے شخص ہین کہ جب کبھی ترکی سلطنت مین جاتے ہین تو گورنمنٹ کی طرف سے ان کا سرکاری استقبال کیا جاتا ہی، اس بنا پر ضرور ہے کہ

[1] تمدن اسلامی

تمام بہی خواہان قوم اس موقع پر تشریف لائین اور جو مشکلات اس وقت قوم کو درپیش ہین ان کو حل فرمائین، اس بنا پر مین آپ کی خدمت مین التماس کرتا ہون کہ آپ ضرور اپنی تشریف آوری سے مجکو مطلع فرماہین تاکہ آپکے قیام وغیرہ کا انتظام کیا جاے۔

شبلی نعمانی، مارچ ۱۹۱۲ء

(۲۰) بالن جی ہوٹل بمبئی،

جناب من، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، سیرت نبوی جو تصنیف ہی مین چاہتا ہون کہ یورپ کے مصنفین نے جو کچھ آنحضرتؐ کے متعلق لکھا ہے، اس سے پوری واقفیت حاصل کی جاے تاکہ ان کے تائیدی بیان حسب موقع حجت الزامی کے طور پر پیش کئے جائین اور جہان انھون نے غلطیان اور بد دیانتیان کی ہین، نہایت زور وقوت کے ساتھ ان کی پردہ دری کی جاے، اس بنا پر انگریزی کی کثرت سے تصنیفات مہیا کی گئی ہین، جو آنحضرتؐ کے متعلق تصنیف ہو چکی ہین، لیکن ان سب کا اردو مین ترجمہ کرنا ناممکن ہی، اس لئے یہ راے قرار پائی ہے کہ جن صاحبون کو اس سے ذوق ہو، ان کے پاس ایک ایک کتاب بھیجدی جاے، وہ مطالعہ فرماکر قابل ترجمہ مقامات پر نشانات کرتے جائین اور پھر کتاب واپس بھیجدین تاکہ دفتر کے مترجمین سے ترجمہ کرایا جاے، اس بنا پر آپ سے درخواست ہی کہ کیا آپ بھی اس کام مین حصہ لینا پسند فرمائین گے،

شبلی نعمانی

مولانا حبیب الرحمٰن خان شروانی بنام
بمبئی

(۲۱)

جناب من،

تسلیم، ہان جواب خط کی مجکو شکایت تھی، تاہم یقین تھا کہ کوئی قوی سبب ہوگا، مسئلہ وقف مین واقعی سو کے سونمبر ملے، جو دفعات مین نے نکال دینے چاہے اور جسکے متعلق الگ تحریر چھاپکر شائع کی تھی سب نکل گئے مین نے مسٹر جناح سے ان کے نکالنے کا وعدہ لے لیا تھا،

جمعہ کے میموریل کے متعلق غزنوی کے سوال پر گورنمنٹ نے جو جواب دیا مسٹر شفیع نے لکھا ہے کہ اب اس تحریک کی ضرورت ہی یا نہین، آپ کی کیا راے ہی

اشاعۃ الاسلام ایک ہلکا خاکہ ہی، میرا نصب العین ایک مذہبی عام انجمن ہے ندوہ ہوسکتا تھا لیکن وہ مولویون مین پھنس گیا اور یہ فرقہ کبھی وسیع الخیال اور بلند ہمت نہین ہوسکتا، حالانکہ اب تمام تفرقہ ہاے باہمی کے نظرانداز کرنے کا وقت ہے، ہر صوبہ مین مستقل انجمن ہونی چاہیئے، دورہ کا ارادہ تھا، لیکن گرمی کی آمد ارادون کو سرد کئے دیتی ہی منصوری اور کشمیر کا مسئلہ پیش آگیا جو طے پا جاے،

سیرت فتح مکہ تک پہنچ گئی گو ابھی نظر ثانی اور ثالث باقی ہی دقت اسی حصہ مین ہے، آگے بہت جلد جلد کام ہوگا، سب مباحث اور ان کے خاکے پیش نظر ہین، یورپ کے خیالات کا بڑا حصہ سامنے آگیا، سب تارون کی ایک ہی صدا ہی کچھ غلط فہمیان، کچھ ناواقفیت کچھ تعصب بانی ہیج، ایک جلد خاص یورپ کے نذر

ہوگی، یورپ کی ذخیرۂ تاریخی پر ایک الگ دیباچہ قریباً ۶۰ صفحون کا ہوگا، تمام
تصنیفات اور مصنفین کے نام اور حالات اور ریویو یہ مباحث ان سے الگ ہین

شبلی ۱۰ مارچ [illegible]

(۲۲)

مکرمی تسلیم، والانامہ پہنچا، فتاوی ابن تیمیہ کو دریافت کرتا ہون، اگر ہوگا تو
بھجوا دونگا، اب مین یہان تفریح و غزل کے لئے نہین آیا، بلکہ اسلئے کہ بظاہر
جو تھوڑی سی زندگی نظر آتی ہے اس کو سیرت نبوی کی خدمت مین صرف کردون
اس لئے جو کچھ کر سکتا ہون سیرت ہی پر صرف کرتا ہون،

انساب سمعانی کا نہایت عمدہ نسخہ یورپ نے فوٹو کے ذریعہ سے چھاپا ہے اور
۸۰۰ صفحات کبیر کے صرف ۱۲-۱۷ روپیہ قیمت رکھی ہے مین نے ایک نسخہ لے لیا ہے

اگر آپ صرف سیر بھر تازہ اور عمدہ گھی بھیجین تو مین ممنون ہونگا لیکن شرط یہ
ہے کہ اگر سیر بھر سے ایک ماشہ بھی زیادہ ہوا تو گستاخی ہوگی واپس کردونگا، اور
تازگی کے لئے یہ شرط ہے کہ اُسکو بنے ہوئے دو تین روز سے زیادہ عرصہ نہ گذرا
ہو، یہان گھی کے سوا ہر چیز ملتی ہے مین نے وطن سے بھی مختلف قرابتون مین فرمائش
بھیجی ہے، اور مقدار وہی مقرر کی ہے جو آپ سے کی ہے، والسلام

شبلی

بمبئی ۱۰ مئی [illegible]

(۲۳)

مکرمی،

تسلیم - آٹھ مہینہ سے ایک وقت کی غذا ہی اور پھر مختصر سے مختصر، سیرت جلد دوم قریباً طیار ہے، کا بیان لکھوانی شروع کردی ہین،

ندوہ کا اب کیا ذکر۔ آکر دیکھئے تو،

برجاے ... آواز زاغ است و زغن،

چند روز سے الہ آباد مین ہون،

ہان دار المصنفین کی تجویز الہلال مین کیا نظر سے نہین گزری، ضرور دیکھئے آپ اس کے خاص مخاطب ہین، اس کیلئے خود وہان تک آونگا، یہ میرا اخیر کام اور زمرۂ مصنفین کی دائمی خدمت ہی،

شبلی

الہ آباد، ۲۶ فروری ۱۹۱۴ء

(۵۱) ایم مہدی حسن صاحب کے نام

از ۱۸۹۰ء تا ۱۹۱۴ء

(۱)

جناب بندہ! نامہ والا ملا، محمڈن کلب جو قائم کیا گیا ہی بے شبہہ اس کی اعانت ایک ضروری چیز ہے، لیکن افسوس ہے کہ مین اپنی کوئی تصنیف نذر نہین کرسکتا، میری تصنیفات سے جو اسوقت معرض بیع مین ہین، المامون و الجزیہ ہین، یہ دونون کتابین سید صاحب نے کالج کیلئے چھاپی ہین، (المامون پر سید صاحب نے جو دیباچہ لکھا ہی اوسکو آپ ملاحظہ فرمائینگے) مجھکو حق تصنیف مین صرف ایک نسخہ عنایت ہوا تھا وہ دے نہین سکتا، گذشتہ تعلیم کی کوئی جلد باقی نہین رہی، پیام یار اُسکو دوبارہ چھاپ رہا ہے، اس وقت تک مین نے اپنی کسی تصنیف کو نہ خود چھاپا نہ اس سے فائدہ اُوٹھایا، اس لئے محمڈن کلب مین کوئی تصنیف پیشکش نہین کرسکتا ہون،

لہ اردو کے مشہور انشاپرداز جناب ایم، مہدی حسن صاحب تحصیلدار، اکبرپور (کانپور) مولانا کے مخلص احباب مین مین ہین، ان خطوط کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ اولاً کسطرح بیگانہ وار ایک اتفاقی ضرورت سے ایک دوسرے کی طرف ہاتھ بڑھا ہے، ایک ہی دو خطون کے ردوبدل کے بعد شناسا نظرین ایک دوسرے پر پڑنے لگتی ہین، اور آخر محبت کی ادائین یہان تک بڑھتی ہین، کہ ادبی ناز و نیاز کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہی،
ایم۔مہدی حسن صاحب کی فرمائش ہے کہ ان خطوط کا کوئی حصّہ الگ نہ کیا جائے، اس لئے معمولی اور دوسطری بلکہ ایک حرفی خطوط بھی رہنے دئے گئے ہین،

ریویو کا جو تذکرہ آپ کے خط مین ہے وہ شاید مناسب نہ تھا، گو آپ کا منشا نہ ہو لیکن اس سے متبادر ہوتا ہی کہ ریویو گویا کتاب کا ایک قسم کا معاوضہ ہی، حالانکہ مصنف کی یہ بڑی پست فطرتی ہے کہ وہ لوگون سے ریویو لکھانے کا شایق ہو، اگر کوئی شخص کسی معقول کتاب پر ریویو لکھنے کی قابلیت رکھتا ہی تو ہر حالت مین اوسکو لکھنا چاہئے، لیکن ریویو کوئی آسان چیز نہین ہے، ہمارے ریویو نگارون کے لئے یہی بہت ہی کہ اون کی یہ قابلیت تسلیم کیجاوے، نہ کہ اوس سے کسی مصنف پر احسان رکھا جاوے، ملک مین شاید ایسے مضمون نگار دو تین سے زیادہ نہین ہین، جن کے ریویو سے کسی مصنف کو خوشی ہو سکے، خدا کرے آپ کا محمڈن کلب کامیاب ہو، اور بیہودہ قسم کی کتابین، (ناول وغیرہ) اوسکی الماریون کے آغوش مین نظر نہ آئین، والسلام

شبلی، از علی گڈھ، ۸ مئی ۱۸۹۰ء

(۲)

تسلیم، آپ کے مفصل عنایت نامہ مورخہ ۲ مئی ۱۸۹۰ء کا اسقدر مختصر جواب، آپکو بھی تعجب ہوگا، لیکن مین نہایت اضطراب و تعجیل کی حالت مین یہ عریضہ لکھ رہا ہون، آپ کے حسن اخلاق اور بالخصوص میری گستاخ تحریر سے درگذر کرنیکا ممنون ہون، مین اسوقت علی گڈھ سے دور ہون اور ۲۳ جون تک وہان نہ پہونچ سکونگا۔

خطبات احمدیہ میرے پاس عمدہ نسخہ ہی، شاید مین کلب کو نذر کر سکون، غالباً مین اس مہینہ کی کسی تاریخ گورکھپور آسکون، والسلام

شبلی، ۲ جون ۱۸۹۰ء، اعظم گڈھ

(۳)

مکرما! آم پہونچے، اس غریب نوازی کا مشکور ہون، ہان مجھکو خود افسوس ہے
کہ ایسے محبون کی خدمت سے بہت کم مستفیض ہو سکا، لیکن اُمید ہو کہ خط کتابت کے ذریعہ
سے مخلصانہ تعلقات قائم رہینگے، والسلام
شبلی نعمانی، ۲۰ جون ۱۸۹۰ء

(۴)

جناب من! نامۂ والا ورود فرما ہوا، فہرست کیا بھیجتا، کوئی کتاب معقول نہ تھی آپ
فرماتے ہین کہ اردو کی تمام عمدہ کتابون کے نام لکھو، افسوس اردو مین ابھی ہے ہی کیا
میرے دانست من اردو کی تمام عمدہ کتابین آپ کے پاس موجود ہین، آب حیات،
نیرنگ خیال، حیات سعدی وغیرہ، تہذیب الاخلاق، بس یہی اس زبان
کا گنجینہ ہے، اور غالباً آپ کی لائبریری مین یہ سب کتابین موجود ہین، مولوی آزاد نے
دیوان ذوق ایک خاص ترتیب سے چھاپا ہی، بے شبہہ وہ دیکھنے کے قابل ہے،
آزاد کی باقی تصنیفات دربار اکبری وغیرہ بھی عنقریب چھپینگی، اور امید ہے کہ آپ کی
نگاہ سے گذرین، ہماری زبان مین رد یان تو بہت جمع ہین مگر کام کی چیز ڈھونڈے تو
مشکل سے ملیگی، وہ بھی دو چار سے زیادہ نہین، آج کل کالج کے کام نے مجھکو تصنیف سے
بالکل معذور کر دیا ہے، مگر یہ عارضی حالت ہے، صرف شروع سال مین کام بڑھجاتا ہی، امید
ہے کہ نصف اگست سے پورا موقع حاصل ہو، والتسلیم شبلی ۸ جولائی ۱۸۹۰ء

(۵)

قدر افزائے من، والانامہ مدت کے بعد ملا، آپنے اپنی معترفی کی ناحق تکلیف اٹھائی آپکے لطف اخلاق کی پوری تصویر ابتک میری آنکھون مین ہی، جب جب آپنے یہان دفتر سے کتابین منگوائی ہین مجھکو اطلاع ہوتی رہی ہے، مین آج کل الفاروق لکھ رہا ہون، طبری کی باقی جلدین آگئین، اب کوئی حالت منتظرہ نہین رہی، البتہ زور قلم اور مساعدت وقت درکار ہے، دعا فرمائے کہ اس پل صراط سے زندہ وسلامت اترون حضرت عمر کی لائف "رہ بردم تیغ است قدم را"، والسلام

شبلی، علیگڈھ

(۶)

جنابمن، سفرنامہ میرے ہان سے ملتا ہی، مگر مین آج کل سفر مین تھا، اب علیگڈھ پہنچا ہون، لیکن سردست اسکی جلدین یہان نہین رہین، آگرہ کو لکھا ہی، جسوقت کتابین آئینگی، فوراً تعمیل ارشاد ہوگی، آپ تار وار نہ بھیجین، والتسلیم

شبلی، ۲۷ اکتوبر سنہ ۱۸۹۴ء

(۷)

مخدومی، آپ کی عنایت آمیز، لطیف، نکتہ خیز، والانامہ کا جواب کیا لکھون عنایت نامہ کیا میری ہیچمدانی کا قابل قدر سرٹیفکٹ ہی، مین سچ کہتا ہون کہ اوسکو پڑھکر پہلا خیال جو میرے دلمین آیا یہ تھا کہ یہ لٹریچر کسی تصنیف مین صرف ہوتا تو وہ نہایت

عمدہ تصنیف خیال کیجاتی، فوٹو کا اشتہار غلط چھپا، مین نے اخبار آزاد مین اس کی تصحیح کر دی ہے، الفاروق مین کوشش بھی ہے کہ تمام خوبیون کی جامع ہو، دیکھیے کہان تک کامیابی ہوتی ہے، امید ہے کہ آپ کبھی کبھی یاد فرمایا کرین، مین سفر مین تھا، اس وجہ سے خط دیر مین ملا اور جواب مین تاخیر ہوئی، جواب لکھیے تو اعظم گڈھ کے پتہ سے لکھیے، والتسلیم

شبلی نعمانی، الہ آباد، ۴ ستمبر ۹۸ء

(۸)

جناب من، تسلیم، خط پہنچا، الفاروق، کانپور مطبع نامی مین بڑے اہتمام سے چھپ رہی ہی، ایک حصہ جس کے ۲۱۲ صفحے ہین پورا چھپکر تیار ہو گیا ہی، لوح طلائی اور لاجوردی چھپ رہی ہے اور اس کا کاغذ اتنا نفیس دیا گیا ہی کہ ہندوستان مین آجتک ویسا کاغذ کبھی استعمال نہین کیا گیا، جو قدردان صاحب چرمی کاغذ پر لوح چھپوانا چاہتے ہین وہ دیکھینگے تو اس کاغذ کو چرمی کاغذ پر ترجیح دینگے،

افسوس ہے کہ مین بیمار ہون اور لکھنؤ مین حکیم عبدالعزیز صاحب کا علاج کر رہا ہون "الفاروق" کے کل صفحہ کم و بیش چھ سو ہونگے، "کلیات قاآنی اس پتہ سے منگوا لیجئے، مرزا محمد شیرازی ملک الکتاب محلہ عمر کھاڑی نمبر ۱۲۸ بمبئی، والسلام

شبلی نعمانی

از دفتر ندوۃ العلماء لکھنؤ گولہ گنج، ۱۸ ستمبر ۹۸ء

(۹)

جناب من، مُدت کے بعد آپنے یاد فرمایا، میرا یہ حال ہے کہ پورے چھ مہینے سے بیمار ہون اور ابتک بیماری چلی جاتی ہے، ہان الفاروق چھپ گئی، لیکن مطبع سے آتے آتے ڈیڑھ دو ہفتہ صرف ہو جاینگے، اُس وقت تعمیل ارشاد ہوگی، والتسلیم

شبلی نعمانی، اعظم گڈھ، ۱/۳/۹۹

(۱۰)

یا بہ فزائی من، مُدت ہوئی البشیر مین قاموس الاسلام کے عنوان سے ایک مضمون دیکھا، نیچے مہدی حسن کے دستخط تھے، حیرت ہوئی کہ یہ وہی مرزا پوری دوست ہین، یا نذیر احمد و آزاد کی دو روحون نے ایک قالب اختیار کیا ہی کئی دن تک دیکھتا اور احباب کو دکھلاتا رہا،

دو تین ہفتہ ہوے، وہی برق ایک اور افق پر چمکی، اس سے زیادہ ہوش ربا اور خیرہ کن تھی، مصمم ارادہ ہوا کہ اب کی ضرور مبارکباد لکھون، لیکن حیدر آباد کی، مصائب آمیز زندگی کسی دلی جوش کے اظہار کا موقع کہان دیتی ہے، غرض وہ چوٹ زخم کا چور بنکر دل مین رہگئی، آج آپ کا بھیجا ہوا البشیر پہنچا اور وہ چوٹ ابھر آئی، زیادہ کیا کہون، خدا آپ کو آپ کے دست و قلم کو آپ کی صنعتگری طبع، کو قائم رکھے۔ بخدا مجھکو خوشی سے زیادہ آپ پر رشک ہوتا ہی کبھی کبھی خط بھی لکھا کیجیے، مین الغزالی لکھ چکا، اور مطبع مین جا چکی، علم کلام کی تاریخ بھی ختم ہو چکی،

اب جدید علم کلام پر لکھ رہا ہون، یہ دونون حصے ساتھ چھپینگے، اگر یہان اطمینان سے رہنا پیش آتا تو بڑے بڑے کام انجام پاتے، لیکن، ہر وقت رکاب مین پاؤن ہی جو گھڑی ٹلتی جاتی ہے، اسی پر حیرت ہی مولوی سید علی صاحب پرسون میرے پاس تشریف لائے تھے، ۲۲ مارچ کو ولایت جاتے ہین،

ع دوستان رفتند و من ہم میروم، والسلام

شبلی، حیدرآباد، ۱۸ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء

(۱۱)

مکرمی، اردو کے ساتھ آپ کو جو عشق ہی، اب اس کے اظہار کا موقع ہی دستور العمل ارسال ہی جو کچھ ہو سکے کیجئے،

شبلی، حیدرآباد، ۵ مئی سنہ ۱۹۰۲ء

(۱۲)

مجی، ماتی جدول کا خط ملا،

مدت ہوئی مین نے آپ کو انجمن اردو کے متعلق متعدد خطوط لکھے، جب کسی کا جواب نہ آیا تو تردد ہوا، مدت کی پوچھ گچھ کے بعد پتہ لگا کہ آپ کا رفیق و ہمدم آپ سے چھوٹ گیا، مجھکو بھی افسوس ہوا، لیکن ساتھ ہی خیال آیا کہ آپ جیسے فلسفیانہ مزاج آدمی کو اس مرحلہ مین ذرا ثابت قدم رہنا تھا، خیر اب تو ناچار وہی کرنا پڑا جو عقلا پہلے ہی کرتے ہین،

بدقسمتی سے انجمن نے ابتک صرف ایک کتاب شائع کی یعنی گوتم بدھا، اورسری کرشن کی سوانح اور فلسفہ اچھی کتاب ہی، عص قیمت ہی، آپ چاہین تو بھیجدی جاے،

دبیروانیس پر محاکمہ مدت ہوئی طیار ہے، لیکن یہان کچھ ایسی الجھنون مین پڑکراب تک بطبع مین نہین گیا، شاید عنقریب نوبت آے، قریباً تین سو صفحے ہوگئے ہین

فارسی شاعری کی باری دوایک برس کے بعد آئیگی، البتہ ایک بسوط تذکرہ میرے ایک شاگرد میری ہدایت سے مرتب کررہے ہین، پرشین لٹریچر کو مین نے منگوا کر دیکھا، پہلا حصّہ تو کچھ نہین دوسرے کا وعدہ ہے، پروفیسر براؤن کی فارسی مہارت مسلّم ہے، دوسرا حصّہ نکلیگا تو ضرور اچھا ہوگا،

خیّام کی یورپ نے قدر کی، لیکن اگر وہ سحابی استرآبادی سے واقف ہوتے جس کی دس ہزار فلسفیانہ رباعیان موجود ہین تو انکی اور بھی آنکھین کھلتین کئی سو رباعیان اس کی میرے پاس موجود ہین، کبھی سنئے گا،

مین نے ارادہ کیا ہی کہ اردو اشعار کا ایک عمدہ مجموعہ طیار کیا جاے جس کی ترتیب علمی حیثیت سے ہو، کچھ کام ہوچکا ہے، آپ اس کے متعلق کوئی معقول مشورہ دے سکین تو عنایت ہے،

مین مثنوی مولوی روم پر تقریظ لکھ رہا ہون، ایک نئی کتاب ہوگی،

سامان ایسے نظر آتے ہین کہ علی گڈھ کے دام مین مین دوبارہ گرفتار ہون اگرچہ یہ وہ دام ہے کہ،

نالہ از بہر رہائی نکند مُرغ اسیر خورد افسوس زمانے کہ گرفتار نبود

اس پیرانہ سری مین خدا نے مجھکو پھر باپ بنایا، کتاب سے گھبراتا ہون تو اس سے جی بہلاتا ہون، شاہ صاحب کہان ہین، بیگم صاحب سے کوئی نیا ثمرات آیا یا نہین،

شبلی، حیدر آباد، ۲ مئی ۱۹۰۰ء

(۱۳۳)

مکرمی، عنایت نامہ پہنچا، آپ کا تو خط بھی ایک دلچسپ آرٹکل ہوتا ہے لیکن اگر اُس کی داد دون تو ہم دونون "حاجی" ہوے جاتے ہین،

ایک جلد خاصہ آپ کے لئے رزرو رہیگی، بے شبہہ غزالی کو بھی بہت کچھ سمیٹا ہے اور اس کے چند در چند اسباب جمع ہو گئے، ایک تو وہی کہ ع رکھون کچھ اپنے بھی مین چشم خونفشان کے لئے ،، دوسرے حیدرآباد مین رہ کر زیادہ پھیلنا ممکن نہ تھا، بے شبہہ یہ اخلاقی کمزوری ہے، لیکن ضروریات زندگی چند روز تک یہان رہنے پر مجبور کر رہی ہین، اور دوسرے اڈیشنون مین اسکی تلافی کا موقع باقی رہتا ہی، سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ مین علماء وغیرہ کو جس سطح پر لانا چاہتا ہون اس کے لئے زینے درکار ہین، الغزالی پہلا زینہ ہے، دوسرا تاریخ علم کلام پھر اصلی سطح یعنی علم کلام جدید ہی جو زیر تصنیف ہی، تاریخ علم کلام آگرہ چھپنے کے لئے جا چکی، رعد غزالی ہی سے عہدہ برانہ ہوسکے، اس لئے دوسری طرف رخ کرنا پڑا، غزالی مین اگر کھل کھیلتا تو علما برسون بلکہ قرنون کے لیے ہاتھ سے نکل جاتے

اور مجھکو ان سے کٹ کرانگ ہوجانا منظور نہین بلکہ ۶ مین توڑ دیا ہون ......

قاموس الاسلام، یا لائبریری کے لیے کانفرنس مین ہرطرف سے قبول کی صدا تو آئیگی، لیکن کام کرنے والے تو وہی چند ہین اور ان کا حال معلوم،

آج کل بہت بیمار رہا اور اب بھی ہون، ذرا اطمینان ہو تو وطن آؤن اور آپسے بھی ملون، آپ نے رعد کو لکھا ہی کہ صورت بھی اچھی چاہتا ہون، لیکن یہ دائرہ مرزاپور سے آگے کہان بڑھ سکتا ہی، اس موقع پر بے ساختہ دوست یکتا، وحید یاد آگیا، کہین ملین تو سلام کہدیجیے گا، والسلام

شبلی (ناظم علوم وفنون) ۱۱ مئی ۱۹۰۵ء

(۱۴)

حبیبی، مدت کے بعد زیارت ہوئی، بہت لکھنے کو جی چاہتا ہی، لیکن سخت لرزہ وبخار مین مبتلا ہون، تقریظ مثنوی کمبخت رعد کے قبضۂ غصب مین ہی، دو برس ہوچکے،

شبلی ندوہ لکھنؤ، ۲۳ نومبر ۱۹۰۵ء

(۱۵)

جناب من، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، عنایت نامہ پہونچا، آپ کا پتہ تبدیل کردیا گیا، ہردو حضرات کیخدمت مین وی پو بھیجدیے گئے، مجھے امید ہی کہ آئندہ بھی خریدارون کے بڑھانیکی کوشش کرکے ندوہ کو ممنون احسان کرتے رہین گے، شعبان مطابق اکتوبر کا الندوہ بنارس آپ کی خدمتمین بھیجا گیا تھا غالباً بنارس سے آپ کے

یہان پہونچے، رمضان کا پرچہ زیر طبع ہی، انشاء اللہ تعالی چھپکر آپکے مقام پر پہونچے گا،

شبلی نعمانی: الندوہ، لکھنؤ

(۱۶)

مین نے اب کی بڑی سخت تکلیفین جھیلین، دو مہینہ تک لرزہ و بخار مین مبتلا رہا۔ اب بھی سخت ناطاقتی ہے، مضمون اُردوی معلی یا اخبار وکیل، یا مخزن لاہور مین بھیجدیجیے، خریدارون کے پیدا کرنے کا شکریہ،

مین اب آپسے بہت قریب ہون ضرور دو ایک روز کیلئے تشریف لائے ورنہ بڑی شکایت ہوگی،

شبلی، الہ آباد، کوٹھی لیاقت حسین کوتوال، ۶ جنوری ۱۹۰۶ء

(۱۷)

خط کا جواب لکھ چکا ہون، دوبارہ لکھتا ہون کہ اگر ممکن ہو تو ضرور ملنے آئے،

شبلی، ۶ جنوری ۱۹۰۶ء

(۱۸)

آپ کا والانامہ موسومہ مولوی عبدالحی صاحب دیکھا، مین علالت کیوجہ سے تین مہینہ سے کچھ نہ لکھ سکا، اخیر مضمون بھوپال مین لکھا تھا، اب ندوہ کی سالانہ جلسہ کی طیاریان مین، جو ۱۴، ۱۷ اپریل کو بنارس مین ہوگا، تمام وقت اس کے اہتمام مین صرف ہوتا ہی،

بے شبہہ ۳۲ صفحے بہت کم ہین، لیکن لوگون کو صفحات سے زیادہ روپیہ عزیز ہی، اس لئے مجبوری ہے۔ اس کم قیمتی پر پانسو خریدار بھی ابتک بہم نہین پہونچے،

اب کے ندوہ کے جلسہ مین کتب نادرہ اور فرامین شاہی کی نمائش بھی ہوگی، عمدہ سرمایہ جمع کر رہا ہون، یاقوت مستعصمی کا قران بھی ہات آگیا ہی، وغیر ذلک، والسلام

شبلی، ندوہ، لکھنؤ، ۴ مارچ سنہ ۶ء

(۱۹)

مکرمی، تسلیم، ہان کچھ کام کرنے لگا ہون، لیکن ندوہ کے سالانہ جلسہ کے قریب آجانے سے تصنیفی کام مین دقت ہوتی ہے، تقریظ مثنوی بہت کچھ چھپ گئی ہے، البتہ موازنہ مدتون تک کیلئے رک گیا، مسودات سے مرتب کرنا ہی، اور سردست اسقدر فرصت نہین، ہیضہ حیدرآباد مین ہی وہان سے ملنے کی امید نہین،

آزاد کو تو آپنے مخزن وغیرہ مین ضرور دیکھا ہوگا، قلم وہی ہے، معلومات، یہان رہنے سے ترقی کر گئے ہین، خیام کی لایف اب کہان ہوسکتی ہے، مین شعر العجم مین مصروف ہوگیا ہون، یہ کتاب فارسی لٹریچر (نظم) کی تاریخ ہی،

بندہ زادہ اس سال نائب تحصیلداری مین لے لیا گیا ہے، کالج کی کامیابی مبارکباد کے قابل ہے، شہزادہ کے قدم مبارک ہین، والتسلیم

شبلی، ۱۶ مارچ سنہ ۶ء

دیوان تحفۃ ارسال ہی، کوئی کتاب تو آپکے پاس مصنف کی پیشکردہ ہو۔

(۲۰)

جنابمن، مین کل یہان آیا، جسقدر جلد آپ تشریف لاسکین مجھپر عنایت ہی، شبلی، ۱۰-۱۱ اپریل سنہ ۶ء

(۲۱)

قلت فرصت کی وجہ سے کارڈ پر جواب لکھتا ہون،

والانامہ پہنچا، آپکے حسن ظن کا شکریہ ادا کرتا ہون، رقم موعودہ ابتک نہین پہنچی

جلسہ کامیابی سے ختم ہوا، تقریباً دس ہزار روپیہ کا (سرمایہ مستقل کی مدمین) چندہ ہوا،

شبلی، ۱۱/اپریل ۱۹۰۶ء

(۲۲)

وان کریمر ایک مستند شخص ہے، لیکن اسکی عربی دانی کا حال مجھکو بھی معلوم نہین اس کتاب کے ترجمہ کے متعلق، مترجم نے مجھکو خط لکھا تھا، آپ اس کے مقتبس مقامات کا اگر ترجمہ کرتے تو مین الندوہ مین نوٹ کے ساتھ شایع کردیتا،

اب کے ندوہ کی وجہ سے الندوہ مین دیر ہوگئی، مزید برآن یہ کہ میان حامد کا بچہ سخت علیل ہوگیا، اور مین غایت پریشانی مین غازی پور گیا، اور آج اگر پھر واپس جاتا ہون، صاحب عالم کی زبان اور خیالات کا کیا کہنا، مین نے بچہ سمجھکر توجہ نہ کی، لیکن قوم کے مذاق کا یہ حال ہے کہ بعض گریجویٹ مجھ سے اس کے جواب کے خواستگار ہین ان کے نزدیک وہ تحریر لاجواب تھی، مین کہتا ہون کہ اسی لئے ندوہ کی ضرورت ہے کہ موجودہ نسلین تعلیم پاکر نکلین گی،

خط لکھنؤ کے پتہ سے بھیجئے،

شبلی، ۱۰/مئی ۱۹۰۶ء

(۲۳)

یہ چند سطرین، آپ کی دلچسپ طولانی خط کا جواب تو نہین ہوسکتین، لیکن عرض حال کے لئے کافی ہین، الندوہ مین اب کی بہت دیر ہوئی، مین جلسہ سے پہلے بضرورت بنارس گیا اور اہتمام مین مصروف رہا، فارغ ہو کر فوراً پرچہ طیار کر کے بھیجدیا لیکن مدراسی صاحب رعد کے اوتار ہین، اب تک پرچہ چھپنا بھی شروع نہین ہوا، مین پوتے کو بیمار چھوڑ کر چلا آیا اور سخت تاکید کر رہا ہون، شاید اس مہینہ مین پرچہ نکل جائے، دوسرے پرچہ کا بھی پورا ذخیرہ مطبع مین جا چکا، سخت افسوس ہے کہ ندوہ کی بدولت الندوہ اور الندوہ کی بدولت ندوہ کو نقصان پہنچتا ہے، کوئی ہات بٹانے والا نہین، مین اب صرف ہمت ہی ہمت رہگیا ہون، آپ دیکھین گے تو ذرا دیر کے بعد پہچانین گے، روز بروز گھلتا جاتا ہون، اور بے وجہ بے سبب، خیر می گذرد، درہمہ حال شکر باید کرد، کہ مبادا ازین بتر گردد،

شبلی، لکھنؤ ۵ رمئی ۱۹۰۶ء

(۲۴)

تسلیم، والا نامہ مع اقتباسات پہنچا، مین آج بمبئی مین ہون، ڈاک یہین واپس آگرلی، وان کریمر کے ان خیالات نے کسیقدر افسردہ کیا، یہ تو وہی پرانے تیر ہین جو پادریون کے ترکش مین ہمیشہ طیار ملتے ہین، الندوہ مین اس کا شائع کرنا بھی خلاف مصلحت تھا، لیکن شائع کردونگا، ایک پادری نے ایک مستقل کتاب اس موضوع پر لکھی ہے کہ قرآن کن کن کتابون اور افسانون سے ماخوذ ہی، متعدد زبانون مین اس کا ترجمہ شائع کرایا ہی، اردو

اور فارسی مین اس کا نام ینبایبع الاسلام رکھا ہی،

شبلی، از بمبئی، فلارنس ہوس، اپالو بندر، ۴۔ اگست سنہ ۶ء

(۲۵)

تسلیم، خط پہنچا، آپ کے مضمون کی اشاعت کو بلحاظ مصالح منیجر صاحب الندوہ نے روک دیا خیر اور کسی پرچہ مین نکل جائیگا ضروری تصحیح کردونگا،

یہان کا موسم آج کل اسقدر فرحت انگیز ہے کہ وہان سے اندازہ بھی نہین ہو سکتا، نائی کو عرش پر بھی بیگار، یہان بھی لکچرون کی کر ہے، کل ایک لکچر تھا آئندہ بہت بڑے مجمع مین لکچر دینا ہے، لطف یہ ہی کہ سامعین سب بنئے اور تاجر ہین، جو ہماری اردو تک نہین سمجھتے ان مین ہماری بیری کیا چل سکتی ہے، کتاب کو لکھدیا ہی، والسلام

شبلی، ۱۰۔ اگست سنہ ۶ء بمبئی، فلارنس ہوس، اپالو بندر

(۲۶)

آپ کو مفصل خط لکھنا چاہتا تھا لیکن چار دن سے بخار مین مبتلا ہون، یہان کی موسمی حالت آج کل کشمیر سے ملتی ہے، گلابی سردی ہی، شاہ وحید عالم صاحب نے آنیکا قصد کیا ہی، دیکھئے پورا بھی کرتے ہین یا نہین، موازنہ مطبع مین جا چکا، یہان سے مین نے مرتب کر کے بھیجا،

۱۹ برس کے بعد غزل لکھنے کا اتفاق ہوا، یہان کی دلچسپیان غضب کی محرک ہین آدمی ضبط نہین کر سکتا، اپالو یہان ایک عجیب سیر گاہ ہی اور چوپاٹی اس کا جواب ہی، خواجہ حافظ کے مصرعہ کو یون بدل دیا ہی، کنارِ آب چوپاٹی و گلگشتِ اپالو را، اِس غزل کا ایک شعر یہ ہے

بہرسو، از ہجوم دلبرانِ شوخ بے پروا　　گذشتن از سرِ رہ، مشکل افتادست، ہرورا

تین چار غزلین لکھین جو کبھی آپ کی نظر سے گذرینگی،

شبلی، کلیر روڈ، بنگلہ دھن کاسٹ ۱۱، ستمبر ۱۹۰۶ء

(۲۷)

تسلیم، آپکے الہ آباد آجانے نے مجھکو الہ آباد کے سفر پر فوراً آمادہ کر دیا، لیکن مسہل لینا پڑا، اور ابتک ضعف ہی، بہر حال اب الہ آباد کی تعداد سفر مین ضرور اضافہ ہو جائیگا، براون کی کتاب کو مین نے بمبئی مین ڈھونڈھا، اسوقت تک نہین آئی تھی، اچھی چیز ہو تو مجھے مطلع کیجیے گا، دیکھنا ہی کہ شعر العجم اس کا ممنون ہو سکتا ہے،

اُسی غزل کا ایک شعر یہ ہی

فغان از گرمی ہنگامۂ خوبان زردشتی　　بہم آمیختہ از زلف و عارض ظلمت و ضو را

پارسی، نور و ظلمت دو خدا مانتے ہین،

پرچہ کی خرابی طبع کا مجھ پر سخت بُرا اثر ہوا، اب انتظام بدل دیا گیا، اب کی "مسلمانون کی بے تعصبی"، کا دوسرا حصّہ نکلے گا، اور غالباً آپ پسند کرین، بالکل اچھوتا مضمون ہوگا،

سوانح مولانا پر شروانی کا ریویو آیا ہی، اسی پرچہ مین نکلیگا،

موازنۂ انیس غایت عمدہ چھپ رہا ہی، مسودات کی ترتیب نے شعر العجم مین ہرج ڈال دیا ہی چار مہینہ سے کچھ نہین لکھا گیا،

ہمارے ہان یعنی ندوہ مین عبد السّلام نہایت قابل لڑکا ہے جو غالباً خالی ہونے والی

کہ سیلون کا مستحق ہوگا،

شبلی، ۱۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء

(۲۸)

اب کے مخزن مین میری ایک غزل شائع ہوئی ہے، دیکھئے گا، البتہ جابجا غلط چھپی ہے، "کافرون" کا ذکر اس مین بھی ہے،

شبلی، لکھنؤ، ۲۶ اکتوبر ۶ء

(۲۹)

مجبی، شرکت کانفرنس کے لئے ڈھاکہ جا رہا ہون، راہ مین آپ کا خط لا، دوسری قسط کیسی؟ البشیر مین ابھی تو آپ کا کوئی مضمون نہین نکلا، براؤن کا دوسرا حصہ مین آپ سے منگواؤنگا، اس کے اقتباسات کا ترجمہ آپ کر کے دیتے تو الندوہ مین شایع ہوتے، اب کی الندوہ مین عالمگیر کا مضمون ملاحظہ کیجئگا،

عبد السلام[1] نہایت ہونہار ہی، وہ پورا مصنف ہوسکتا ہی اور ہوگا، انگریزی نہین جانتا لیکن پڑھ رہا ہی، ندوہ اس قسم کے جواہر کا چمکانے والا ہے، لیکن علی گڈھ کی بے مہری ندوہ کو ابھرنے نہین دیتی سخت افسوس ہے، موازنہ آگرہ مین اہتمام سے چھپ رہا ہے، تقطیع اور خط تمدن عرب کا ہی، براون نے لب اللباب کا دیباچہ فارسی مین لکھا ہے، مسلمانون سے اچھی فارسی لکھتا ہی کیا کانفرنس کا قصد نہین، آگرہ تو ضرور چلئے، میری ایک فارسی غزل

---

[1] مولوی عبد السلام صاحب ندوی، دیکھو،

دکن ریویو مین چھپی ہے، مخزن کی غزل توضرور نظر سے گذری ہوگی، والسلام

شبلی، بانکی پور، ۱۳ر دسمبر ۱۹۰۶ء

اب مین کلکتہ پہنچ گیا، پتہ یہ ہے، امرتلالین نمبر ۵

(۳۰)

تسلیم والانامہ کلکتہ مین ملا، دفتر مین بھیجدیا ہے، وہان سے تعمیل ہوگی، غیر مجلد اب کوئی باقی نہین، والسلام

شبلی، امرتلالین، نمبر ۵، ۱۷ دسمبر ۱۹۰۶ء

(۳۱)

تسلیم، البشیر پہنچا، اپنی مدّاحی کا شکریہ ادا کرنا موزون نہین، اس لئے کچھ نہین کہتا، شاہ وحید عالم کلکتہ آرہے ہین، آپ کیون قصد نہ کرین،

خان خانان کی نہایت مبسوط لائف اسی زمانہ کی تصنیف، سوسائٹی مین ہی، آجکل اس کے مطالعہ سے لطف اٹھا رہا ہون،

شبلی، امرتلالین، کلکتہ نمبر ۵ ۱۹ر دسمبر ۱۹۰۶ء

(۳۲)

مکرمی، تسلیم، اس سفر مین آپکے نہونے کا سخت افسوس ہے، شاہ صاحب توعشق مجازی سے بھی کوسون دور ہین، وہ کیا ساتھ دینگے، وہان توبات کے سوا آنکھ کا بھی کام نہین، خان خانان کا تذکرہ دیکھ کر واقعی مفت خوری کا بار بار تقاضا ہوتا ہی، کہ بے

ہات پانون ہلائے مفت مال ہات آتا ہی لیکن شعرالعجم کی نگاہین تیز پڑنے لگتی ہین، افسوس ہے کہ سفرون کی گردش، ہفتون کے کام ساون پر ڈال دیتی ہی،

یہان ڈاکٹر راس نے اسلامی لٹریچر اور صنائع کے بڑے نوادر جمع کئے ہین، ان مین اورنگ زیب کے ہات کا قران مجید بھی ہے، زیب النساء اور داراشکوہ کی تحریرین بھی ہین، کاش آپ آسکتے، موازنہ مین اشعار کا اقتباس اتنا آگیا کہ تقطیع بڑی نہ ہوتی تو کتاب ضخیم ہوکر بھدی ہوجاتی، بوٹا سا قد، ہندوستان کا مذاق ہی، ایران مین تو کشیدہ قامتی مرغوب ہی

سخن بہ ذکر قیامت دراز کن واعظ مگر ز طول بہ بالائی آن نگار کشد

رعنائی آفریدۂ قد بلند تو، برادر عزیز میان اسحاق کل پہنچینگے، اور احباب آتے جاتے ہین، آج میرا لکچر ہے "مسلمان اور فن تاریخ" عنوان، والتسلیم

شبلی، امرتلا لین نمبرہ کلکتہ

(۳۳)

ٹھیکر کو لکھ دیجئے کہ براؤن کی کتاب جلد دوم، میرے پاس ویلو بھیجدے، الہ آباد پتھر کی گلی کے پتہ سے،

شبلی، ۲- اپریل سنہ ۶

(۳۴)

مکرمی، مین ذرا کی ذرا باہر گیا تھا، آپ آئے اور نکل گئے، مین دو ہی تین دن کا مہمان ہون، وہ بھی آپ کا ہین، الہ آباد کا کل ایک غزل قلم سے نکلی، میر اکبر حسین صاحب کو بھیجی، وہ

بہت رکھیے، ان کا خط بھیجتا ہون، لیکن اسپر یقین نہ کر لیجیے گا ورنہ پھر غزل بھیکی نظر آیگی،
ہان موازنہ کے اجزا، جدید غزلین اور خود مین، سب کچھ ہی لیکن آپ کو کیا،

شبلی، ۱۰ اپریل سنہ ۱۹۰۰ء

(۳۵)

بلا مبالغہ اور بلا تصنع کہتا ہون کہ براؤن کی کتاب دیکھکر سخت افسوس ہوا، نہایت عامیانہ اور سوقیانہ ہی، برادر اسحاق سے پڑھوا کر بھی سنا، خود بھی الٹ پلٹ کر دیکھا، فردوسی کی نسبت صرف دو تین صفحے لکھے ہین، جسمین اسکے اقتباسات بھی شامل ہین، مذاق اتنا صحیح ہے کہ آپ فردوسی کا درجہ سبعہ معلقہ کے برابر بھی نہین مانتے، اور فرماتے ہین کہ کسی حیثیت سے یہ کتاب اور شعرائے فارسی کے کلام کے برابر نہین ہین، مع سود اور ہرجہ کے آپ سے اس کے دام واپس لونگا۔

لاحول ولا قوۃ الا باللہ   شبلی، ۱۱ اپریل سنہ ۱۹۰۰ء

(۳۶)

آزاد[۱] کی کتاب آج دیلو آئی، جانتا تھا کہ وہ تحقیق کے میدان کا مرد نہین، تاہم وہ ادھر ادھر کی گپین بھی ہانک دیتا تو وہی معلوم ہوتا، لیکن خدا کا شکر ہے کہ گیارہ لکچر تک، اس نے میری سرحد مین قدم بھی نہین رکھا، بارھوین مین یہ میدان مین اترا ہی، لیکن زور پہلے صرف ہو چکا تھا، اس لئے یون ہی سرسری چکر لگا کر نکل گیا، میرے لئے بہت وسعت ہی، بحالت مجموعی، کتاب براون کی کھتونی سے کہین بہتر ہے،

شبلی، اعظمگڈھ، ۲ مئی سنہ ء

---

[۱] شمس العلما محمد حسین آزاد،

(۳۷)

مین آزاد کی طرف سے بالکل مطمئن ہوگیا تھا، لیکن آپ نے پھر ڈرا دیا، مجھکو پہلے سے معلوم ہوتا تو مین اس مضمون پر ہات نہ ڈالتا، خیر اب تو دل افگندیم الخ

شاہ صاحب کی قبل از وقت جدائی نے واقعی سخت صدمہ پہنچایا، شعر و شاعری پر اب میرا قابو نہین بلکہ مین اسکے قابو مین ہون، ورنہ قطعہ تاریخ لکھنا محبت اور اخلاص کا فرض تھا، سلطان ابو سعید ابو الخیر پر پرادن نے بہت کچھ لکھا ہے، صرف صفحون کی تعداد دیکھکر للچاتا ہون یہان کوئی ایسا نہین کہ سرسری طور سے بھی سنادے، والسلام

شبلی، اعظم گڈھ، ۸ مئی سنہ ۶

(۳۸)

جنابمن، آپ کی بار بار دوستانہ ومخلصانہ مزاج پرسی سے دل مین عجیب اثر پاتا ہون زخم اگرچہ بھر گیا ہے لیکن رگون مین اسقدر تشنج اور کھچاوٹ رہتی ہے کہ راتون کو نیند نہین آتی زیادہ کیا عرض کیا جائے،

شبلی، از اعظم گڈھ، ۱۲ جون سنہ ۶

(۳۹)

مکرمی، تسلیم، ندوہ مین رہ کر مین تصنیف سے قریباً معذور ہوگیا تھا، اس لئے مین نے تین مہینہ کی رخصت لی کہ اطمینان سے شعر العجم کو پورا کرون،

بلا سے گو مژۂ یار تشنۂ خون ہے　　رکھون کچھ اپنی بھی مژگان خون فشان کیلئے

برادن کی تاریخ ادب فارسی کی پہلی جلد میرے پاس موجود ہے لیکن وہ چنداں میرے کام کی نہین
دوسری جلد آپ کے پاس ہے وہ فوراً بھیجدیجئے، والسلام

شبلی از اعظم گڈھ

(۴۰)

مین تو سمجھا تھا کہ بڑے دربار سے فارغ ہوکر اب چھوٹے دربار کی باری آئیگی لیکن شاید
ابھی تک اُسی کا خمار ہے، خیر، سخندان فارس بھیجدیجئے، اور ترجمہ لین پول، عالمگیر ہو تو وہ بھی،

شبلی، الہ آباد ۱۴ نومبر ۱۹۰۳ء

(۴۱)

کلہ جاتا ہون، مل لیجئے، آج میر اکبر حسین صاحب کے ہان سے دعوت کا رقعہ آیا تھا، مین نے
جواب مین لکھ بھیجا،

آج دعوت مین نہ آئیگا مجھے بھی ہے ملال | لیکن اسباب کچھ ایسے ہین کہ مجبور ہون مین
آپ کے لطف و کرم کا مجھے انکار نہین | حلقہ در گوش ہون ممنون ہون مشکور ہون مین
لیکن اب مین وہ نہین ہون کہ پڑا پھرتا تھا | اب تو اللہ کے اقبال[1] سے تیمور ہون مین
دل کے بہلانیکی باتین ہین یہ شبلی ورنہ | جیتے جی مردہ ہون مرحوم ہون مغفور ہون مین

۲۳- نومبر ۱۹۰۳ء

[1] مکتوب ۱۰۲ مین اقبال کے بجاے افضال ہے اور وہی صحیح ہے، دکن ریویو مین یہ نظم اسی زمانہ مین چھپی تھی،

(۴۲)

آپ برنیر بھول کر نہ لے گئے، رشید کے ہان رکھوا دیا ہی، لے لیجیگا میں دو بجے روانہ ہونگا

شبلی ۴ نومبر سنہ ء، الہ آباد

(۴۳)

" شبلی[۱] "

(۴۴)

سلام شوق، آج ڈپٹی صاحب ملے، معلوم ہوا کہ اب آپ تحصیلداری کے زینہ پر قدم رکھ چکے، یعنی رپورٹ ہو چکی، نہایت خوشی ہوئی اور بے اختیار مبارکباد کو جی چاہا، ابھی پختگی کی مدین محفوظ رکھئے، بازن بنا، لیکن ع رفتار مین اب تلک کجی ہے،

بمبئی مین بڑی دلچسپیان رہین، جو موزون ہو کر قلم سے نکلین، ۱۶ صفحے ہو گئے تو چھپنے کو دیدیئے، اس مین کچھ پچھلے سال کا بھی حصّہ ہی، بعض غزلین زیادہ شوخ ہو گئین جو شاید ایک پنجاہ سالہ مصنف کے چہرہ پر نہ کھلین، لیکن حافظ تو کہتے ہین ع ہر گہ کہ یاد روی تو کردم جوان شدم، اور ایک پرانا تجربہ کار کہتا ہی، ع عشق در ہنگام پیری، چون بہ سرما آتش است، کیا یہ فلسفہ صحیح ہے؟ ابھی نہین ۱۵ برس کے بعد جواب دیجیے گا،

شبلی، لکھنو، ۲ مارچ سنہ ۱۹۰۰ء

---

۱ مولانا الہ آباد تشریف لائے تو ڈاک کے ذریعہ سے مجھے ایک کارڈ ملا جسپر صرف ممدوح کا نام تھا، مین فوراً ملنے کے لئے حاضر ہوا، کارڈ گویا "ورق الزیارہ" تھا، " مہدی حسن "

(۴۵)

پہلے ہی منگنی مبارکباد بھیج چکا ہون،
آے، جم جم آئے نت نت آے،

شبلی، ۵ مارچ سنہ ۶ء، لکھنؤ

(۴۶)

مین سخت مجبوری کی وجہ سے پٹیالہ جارہا ہون، اگر آپ ۲ تک آگئے تو ملاقات ہوگی، ورنہ خیریت،
شبلی، ۱۰ مارچ سنہ ۶ء لکھنؤ

(۴۷)

مکرمی، تسلیم، نوازشنامہ حیدرآباد مین ملا، سرکار نظام علوم شرقیہ کی یونیورسٹی قائم کرنا چاہتی ہے، اس کے نصاب وغیرہ کے لئے مجھکو بلایا ہی، چند روز یہان قیام رہیگا، یونیورسٹی کی نظامت مجھکو دیتے ہین، مشاہرہ بھی معقول ہے لیکن اب کسی کے آگے کیا سر جھکاؤن، الندوہ اب ہمیشہ اسی مطبع مین چھپیگا، ندویت آپ کی سمجھ مین نہین آتی لیکن انصاف کیجئے جن لوگون کی آپ قدردانی کرتے ہین وہ کس کان کے جوہر ہین، کالج کے یا ندوہ کے، آئندہ اگر ایسی لوگون کی ضرورت نہین تو اور بات ہی "بمبئی کی زندہ دلی"، مین سمجھتا تھا کہ آپ نے اسپر نوٹس لیا ہوگا آج یقین ہوا کہ چور رہ گیا تھا جس فتح کی آپ نے بشارت دی ہی، نئی نہین، ولایت، ان فاتحون کا جولانگاہ رہ چکا ہی، یورپ باین تہذیب سال بھر مین ایک دن پاگل ہوجاتا ہی بمبئی کے دن اسی دن کے سلسلہ مین شامل ہین،

افسوس ہے یہان کے قیام تک، الندوہ اور شعر العجم سے غیر حاضر رہونگا،

یہان ایک کتاب، فنون جنگ پر ہاتھ آئی لیکن نہایت قدیم تصنیف ہی اور قدیم الخط ہے، پڑھی بہت کم جاتی ہی، اور اس قابل نہین کہ عربی سے اردو مین آسکے، والتسلیم

شبلی، حیدرآباد بذریعہ معتمد صاحب عدالت وکوتوالی،

۳ جولائی سنہ ۱۹۰۸ء

(۴۸)

مکرمی، یہان مجھکو بہت دیر ہوتی جاتی ہے، اور مین گھبراتا جاتا ہون، ایک دن کا کام یہان مہینون مین ہوتا ہی، یونیورسٹی کے لئے سب سامان مہیا ہین لیکن آدمی نہین اور آدمی ہو تو سازشون کی وجہ سے کچھ نہین سکتا، مین ملازمت تو کسی طرح نہ کرون گا، البتہ اگر سامان اچھے ہوے تو برس دو برس رہ کر کام کو چلا دونگا کہ آئندہ چلتا رہے، آپکے قاضی صاحب یہان کے کام کے نہین، عربی مین وہ بالغ الاستعداد نہین، عربی کا ایم، اے ہونا بیجوے نمی ارزد، اگر انھون نے بی، اے مین سائنس لیا ہو توان کی کافی قدردانی ہو سکتی ہے

عمادی امرت سر چل دئے مین یہان ہون، خدا کے لئے فوراً کوئی مضمون الندوہ کے لئے عنایت فرمائے، براون کی کتاب کا اقتباس یا ترجمہ آپ آسانی سے بھیج سکتے ہین

ٹرکی پارلمنٹ تو خارج از وہم چیز ہے، کچھ دن گذرین تو اس خواب کی تعبیر معلوم ہو،

یہان ایک کتاب آلات حرب وغیرہ پر عجیب غریب دیکھی، تیسری صدی ہجری کی تصنیف ہی، دستۂ گل کی کم مایگی پر افسوس آتا ہی بمبئی پہنچون تو کچھ پھول اور ہاتھ آئین، افسران تعلیم بار بار ندوہ کا معائنہ کر رہے ہین اور مکاتبات کا سلسلہ قائم ہے دیکھئے

کہان تک ہمت کرتے، فرید وجدی کا شہ نکلا، فوٹو بھی ہات آیا، الندوہ مین آپ بھی دیکھئے گا لیکن لفظی تصویر،

شبلی حیدرآباد، ۹- اگست سنہ ۶

(۴۹)

مکرمی، عنایت نامہ پہنچا، دیکھئے کاغذی نوٹ کب آتا ہی،

آلات الحرب کا مختصر تذکرہ، آلاتِ حرب کے چند نقشون کے ساتھ الندوہ مین نکلیگا، فرید وجدی کا دو حرفہ تذکرہ ہی اور کچھ نہین، افسوس ہے کہ الندوہ مین فوٹو نہین نکل سکتا، صورت تو نہین لیکن وضع وہی ہی جو ہمارے کرسفرما (مسٹر مہدی) کی ہی، نارمل اسکول مین قاضی صاحب ضرور لے لئے جاتے لیکن وہ ٹریننگ کے تعلیم یافتہ نہین، پایونیر مین یہ قید غلطی سے رہ گئی معتمد تعلیمات سے تفصیلی گفتگو آچکی ہے،

اب کا الندوہ بالکل ٹھوس ہے، اگلے پرچہ مین کفارہ ہوگا،

ٹرکی کی جدید زندگی نے اس کے ہواخواہون کو مخمور کردیا ہی کیا بتاون عربی اخبارات مین آج کل کیا نشہ ہوتا ہی، سو سو دفعہ پڑھتا ہون اور سیر نہین ہوتا، آپ کو مبارک ہو کہ آزادی کے جو جلوس نکلے، ان مین بیس ہزار کی جمعیت کا ایک کمانڈر، ایک جنس لطیف تھی،

اس فوج کا کیا عالم ہوگا! جو قدرتی اور نیچرل فاتح القلوب ہین ان کی سپہ سالاری کیا قیامت ڈھائیگی، یاد رکھئیگا ایران اور ٹرکی کی پارلیمنٹ، یورپ کا اثر نہین، گو توارد ہے، امرھم شوریٰ کا سبق مسلمانون کو اب یاد آیا، اور چونکہ گھر کی چیز تھی، کسی کے نکسیر تک نہ پھوٹی، خدا کی قسم، یہ جوش، یہ صداقت، یہ مسرت، یہ اعتدال، دنیا کی تاریخ دکھائیگی تو اسلام ہی کے آئینہ مین

دکھائیگی خیال فرمائے، آٹھ لاکھ آدمیون کا دربار قسطنطنیہ مین کوہ شکن موجین لے رہا تھا اور ایک تنکے کا بال بیکا نہ ہوا، معاویہ کے گناہون کا کفارہ عبد الحمید نے ادا کیا،

ندوہ کو گورنمنٹ نے نہایت خوش منظر اور وسیع زمین دی، اب بنیاد قائم ہوگئی عمارت بنی اور سب کچھ ہوگیا، شکریہ اور دیگر ضروری کارروائیون کی شرکت کیلئے فوراً حیدرآباد سے آنا پڑا، اور اب پھر جانا ہی، پرسون یہان شکریہ کا عام جلسہ ہے، کمشنر وغیرہ شریک ہونگے،

شعر العجم کا دوسرا اور تیسرا حصہ بھی قریب الختم ہے، ۲۲ صفحون کی کا بیان بھی مطبع سے آچکین، اور لکھتا، لیکن ایک جلسں لطیف کا خط سامنے ہی اور جواب لکھنا ہے،

اس فرعونیت کو دیکھئے کہ ان شاہنشاہون کو بھی ابتداءً انہین لکھتا پھر آپکو شکایت کا کیا موقع،

شبلی۔ لکھنؤ، ۲۸ اگست سنہ ۶

(۵۰)

مجبی: مجھکو بڑی شکایت تھی کہ آپ الہ آباد مین ہین اور یہان نہین آتے، آج معلوم ہوا کہ گورکھپور رقیب نکلا، لکھنؤ سے اطلاع آئی کہ ہز آنر نے سنگ بنیاد رکھنا منظور کرلیا، فوراً آنا پڑا کہ زمانہ کم اور کام بہت ہین، آپ کو بھی تکلیف کرنی ہوگی، پاکٹ بک مین ۲۸ نومبر کہین چڑھا لیجئے گا، ٹرکی کے ہاتھ سے برائے نام چند صوبے نکل گئے، بلگریا مدت سے آمادہ تھا، عبد الحمید کی دھاک کے سامنے ہمت نہین پڑتی تھی، خیر یہ نظر بد کا اسپند ہے، اندرونی حالت کی درستی کے بعد یہ ریزے پھر ہاتھ آجائینگے، ینگ ٹرک، اس نکتہ کو خوب سمجھتے ہین، وہ کچھ دنون آپ اور جوان رہتے، سبحان اللہ تو گویا اب جوان ہون، اور اگر اب جوان ہون تو قسم لیجئے جو مرتے دم

تک بوڑھا ہون، ع ۔ آن قدر عشق بورزم کہ جوان گردم باز

حال مین خیر مقدم لکھا، ۹ ر اکتوبر کو لوگ بمبئی آگئے، لیکن خیر مقدم مین جہان جہان اصلی رنگ ابھر اتھا، ان پر سیاہی پھیر دی، دو شعر آپ بھی سن لیجیے،

شیشہ ہاے دل عشاق بچینید ز راہ — کہ گزندش رسد ار در تہ پامی آید

مزنید آب بہ خاکِ سر راہش کین کار — شیوۂ ہست کہ از دیدۂ امی آید

شبلی، ۱۱ ر اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ع

(۵۱)

استغفر اللہ! وہ تو کسی[۱] بیجا پالو کی تصویر ہے، آپ کے حسن ظن کی داد دیتا ہون، اس مذاق کا آدمی، شعر العجم لکھ چکا،

شبلی، ۱۱۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ع

(۵۲)

افتتاحی جلسہ ۲۸ کی شام کو ہوگا، شعر العجم کے دیباچہ مین پہلے ہی لکھدیا ہے، لیکن تنقید بہت کچھ ان حصّون مین بھی ہے، بلکہ زیادہ ہے، بمبئی کا مہمان آج کل حسن اتفاق سے یہین ہے یہ لفظ یعنی اسکا پہلا جز، کبھی اس سے عمدہ تر موقع پر استعمال نہین ہوا ہوگا، لیکن بدقسمتی دیکھیے کہ ندوہ کے بدمزہ کامون نے دماغ کو اسقدر ابتر کر دیا ہے کہ ایسے موقع سے بھی فائدہ نہین اٹھا سکتا، نہ وقت نہ دماغ، حسرت کا بھی اس سے بڑھکر منظر دنیا نے نہ دیکھا ہوگا، ان صحبتون مین

---

[۱] مولانا نے کسی شخص کے حسن وجمال کی تعریف کی تھی، اتفاقاً اسکی ایک نقلی تصویر مکتوب الیہ کو ہاتھ آگئی اور وہ ان کے پاس بھیجی، اسپر مولانا جھلا کر لکھتے ہین،

اسکی قابلیتون کے حیرت انگیز پہلو نظر سے گذر رہے ہین، اردو فارسی، انگریزی، فرنچ، زباندانی مصوری، نقشہ کشی، پالٹکس، قوت تحریر ع انچہ عالم ہمہ می داشت تو تنہا داری، افسوس غیرت اور محبت کی کشاکش تھی ورنہ آپ بھی وہ دیکھتے جو مین کہتا ہون،

شبلی، ۲۴ نومبر ۱۹۱۳ء

(۵۴)

مجھی ندوہ کے بدمزہ اشغال نے دل اور آنکھون کو اپنا کام کب کرنے دیا کہ کچھ دیکھتا دکھاتا اب تک وہ خمار نہین اترا، سو سو طرح چاہتا ہون کہ اس دام سے دو دن کیلئے بھی چھوٹ سکون لیکن اور زیادہ الجھ جاتا ہون، ٹرکی کی ارتقائی حالت کی نسبت، سلطانِ جمال کی راے بالکل عام دنیا کے مخالف ہی، یہان بھی یکتائی کی شان ہے، اُن کا خیال بلکہ تجربہ اور مشاہدہ ہے کہ ٹرکی، ایک یورپین طاقت کا بازیچہ ہے، اور یہ پتلیان صرف بیرونی تارون پر حرکت کرتی ہین، جدید قرض نے اپنا جان ستانی کا کام انجام دیا ہی اور دیا جاتا ہے،

لیکن باوجود اس عبودیت کے، اس مسئلہ مین مین ابتک صاحب ایمان نہین۔ یہ ضرور نہین کہ "سیاست" اور "حسن" کا ایک ہی فرمانروا ہو،

شعر العجم اب میرے نہین بلکہ امراض موسمی کے ہات مین ہی، مطبع والے بیکار پڑے ہین گو دو ہی چار دن کا کام رہ گیا ہی، ممکن ہے کہ آپ سے جلد مل سکون، ادھر سے بھی ایک راستہ ہی بوئے گل جدید غزلون کا مجموعہ جلد تر آپ کے ہات مین ہوگا،

شبلی، الہ آباد، ۱۲ دسمبر ۱۹۱۳ء

ان ندوہ کے دام سے

(۵۴)

ابھی غلط نامہ اور فہرست مضامین باقی ہے، ذرا اور ٹھہرے، آج کل کامون کا اس قدر ہجوم ہے کہ اس کی طیاری مین بھی ہفتون کی دیر ہو جائیگی، بوئے گل جلد بھیجتا ہون،

شبلی نعمانی، ۲۸ اپریل ۱۹۰۹ء

(۵۵)

مکرمی: مین اعظم گڈھ مین ہون، اس لئے میرے پتہ سے کسی کو خط نہ لکھئے، آملہ حسین کی، امانت کا بار مجھکو اوٹھانا پڑا،

بوئے گل کی نسبت تمام اہل نظر کی رائے ہی کہ دستہ گل اور اس مین جذب وسلوک کا فرق ہے، واقعی دونون کے شان نزول اسی قدر مختلف ہین جس قدر دونون کے جوش اور سرمستی مین فرق ہے، ایک شعر مین خود یہ راز کھل پڑا ہے،

یا جگر کاوی آن نشتر مژگان کم شد   یا کہ خود زخم مرا لذتِ آزار نماند

لیکن مولانا حالی، سب سے مختلف الرائے ہین، وہ بوئے گل کو حال بتاتے ہین اور دستۂ گل کو قال ع بہ بین تفاوت الخ

اب کی متعصب مولویون سے بالی لڑائی پڑی، جلسہ انتظامیہ مین نائب سکرٹری ندوہ نے جو اپنے آپ کو سکرٹری کہتے اور لکھتے ہین تجویز پیش کی کہ شبلی الگ کر دیا جائے، یعنی اس کا عہدہ ہی توڑ ڈالا جائے، یاران قدیم علی گڈھ نے طعنہ دیا کہ "اور مولویون مین گھسو"، مین نے کہا مین نے یہ سمجھ کر میدان مین قدم رکھا تھا، بہرحال یہ لوگ نہ ہوتے تو ندوہ کی حاجت

ہی کیا تھی، یہ لوگ تو میرے دعوے کیلئے بیان تحریری ہین، قاضی صاحب آتو گئے، دیکھئے ہم ہم لوگون مین رہ کر ہم سے بنتے ہین، یا اپنا سا بناتے ہین، دو چار روز بعد لکھنؤ واپس جاؤنگا، مدت کے بعد گھر کی صورت دیکھی ہے،

شبلی، ۸- مئی ۹ء

(۵۶)

مکرمی، آپ میرے جس دوست کے پولیٹکل خیالات کے قدردان ہین اور جس کا حوالہ آپ نے ٹرکی کی موجودہ انقلاب مین دیا تھا، اس کے ایک خط کی (جو ابھی میرے نام آیا) یہ الفاظ ہین، "کانفرس اور مسلم لیگ سخت ڈھکوسلے ہین بزدل اور جاہل لوگون کے، انگریز جس قدر مسلمانونکو بناتے ہین، اسی قدر یہ بنتے جاتے ہین،" اصل تحریر محفوظ ہی کبھی موقع ہوگا تو دیکھئے گا،

عبدالحمید جس نے ۲۵ برس تک یورپ کی پالیٹکس کے اوراق کا تاش کھیلا ہے، اسکی اور ینگ ٹرک کی نسبت میرے دوست کی رائے صحیح ہی، تو شائد کم وقعت فرقۂ جدیدہ ہند کی نسبت بھی اس کی رائے قابل وقعت ہوگی، مین تو بخدا اُن فقرون پر ایمان رکھتا ہون، گو کافر کے منھ سے نکلے ہین .... مین ایک گرل اسکول مع بورڈنگ قائم ہوا ہے، جس کا سکرٹری اور منیجر وہی سابق الذکر شخص ہے، اس معرکہ گاہ کی تعلیم یافتہ دنیا مین کیا کام کرینگی، آپ ہی اس کا اندازہ کر سکتے،

شبلی

کلکتہ، ۳ جون ۱۹۰۹ء

(۵۷)

قدر فزائے من! خط نہین لکھتا، بلکہ جاگیر کا ٹیکس ادا کر رہا ہون،

بڑے ضبط کا کام ہے کہ اچھے کاغذ کے ہوتے باقی لوگون کو معمولی کاغذ پر خط لکھون اور اس لئے لکھون کہ یہ اور کسی کی امانت ہی، تاہم اب تک اس معنوی پیمان پر قائم ہون اور صرف ایک ایسے موقع پر ٹوٹا ہے جسکی آپ بھی صرف اجازت نہین بلکہ حکم دینے کیلئے آمادہ ہون گے،

دکن کی "تجلی" پھر لکھنؤ پر گرنے والی ہے، شعر العجم کے حصہ دوم کے بھی ۱۴۰ صفحے چھپ چکے سو صفحے اور ہون گے، خیام کا جبر مقابلہ یورپ نے آج سے ۵۰ برس پہلے چھاپا تھا، ہمکو آج ملا، اور مولویون کو شاید قیامت مین، خیام اس فن مین رؤس مسائل کا موجد ہے، فرنچ مین ترجمہ اور تقریظ بھی ہی، ایک ضروری کام آگیا ورنہ کاغذ کی روسیاہی کچھ اور بڑھتی، والتسلیم

شبلی، ۱۲ اگست سنہ ۱۹۰۶ع، لکھنؤ

(۵۸)

قدر افزائے من، مین تو جواب سے مایوس ہو چلا تھا، اگرچہ یہ خوشی بھی تھی کہ نیابت نے تحصیلداری کی جگہ لے لی، اس لئے کام سے فرصت نہین، تیموری تمدن کو آپ صاف ٹال گئے، گویا کوئی چیز نہین لیکن ہندؤن کے دل سے پوچھیئے، .... اتنی دیانت تو ہو، دوسرے[1] حصہ کے صرف ۵۰ صفحے رہ گئے ہین لیکن یہ صرف، کیا معلوم کتنا وقت لین صلائے[2] عام مین اسکے سوا کوئی بات نہین کہ ایک ہی بات کو سو سو دفعہ لکھ سکتا ہی، سرمایہ کچھ نہین، خالی باتون سے کیا ہوتا ہے،

---

[1] شعر العجم کے دوسرے حصہ کی [2] رسالہ صلائے عام دہلی پر نقد،

آپ کے احرام جدیدؔ کی داد دون یا رشک کرون، ہان بمبئی جاتا ہون، شرط یہ ہی کہ خود گاڑی تک آکر لیوا جائین، کچھ ایسی بڑی بات نہین، کوئی کیون رشک کرے، قاضی[۱] صاحب ہمارے کام کے آدمی نکلے، نیچا سنتے ہوتے تو خوش صحبت بھی تھے، جوان ہوتا تو اُن سے باتین کرلیتا، بڑھاپے مین اذان دینا ذرا مشکل ہے، ایک ماہوار رسالہ نکالنا چاہتے ہین وہ بھی پولیٹکل، علی گڑھ کی خدائی کا بھی ڈر نہین، بارہ دن سے شدید کام مین مبتلا ہون، خیام کا جبر مقابلہ ہات آیا لیکن یورپ کی بدولت، مختصر سا نوٹ الندوہ مین ملیگا۔ اور لکھتا لیکن ہات مین لغزش ہے، سطرین کج ہوئی جاتی ہین،

شبلی ۱۲ ستمبر ۱۹۰۹ء

(۵۹)

قدر افزاے من! مدت کے بعد آپ کے دربار مین حاضر ہوتا ہون بمبئی سے اب کے بالکل خالی ہات آیا، ایک غزل کا سرمایہ بھی نہ ہوسکا، اس شکایت مین ایک غزل لکھی وہ بھی وہان سے نکل کر، مقطع یہ ہی، ہر چند غلط نیست کہ شبلی دل و دین باخت، این حرف ولے مصلحت آمیز نہ بودہ است ندوہ کی طرف سے ذرا اطمینان ہوا، اور اب چاہون تو ایک آدھ مہینہ باہر رہ سکتا ہون الہ آباد بلاسئے تو آجاؤن لیکن شرط یہ ہے کہ بمبئی کا نعم البدل نہ سہی، برابر سرابر تو ہو، کیا امید ہوسکتی ہے، شعر العجم کے دونون حصے طبع ہوچکے الیکن صاحب مطبع دیوالہ نکال کر کتابین دبالینا چاہتا ہے کل خاص آدمی علی گڑھ بھیجا ہے کہ جو کچھ ہات آئے اسپر قبضہ کرلے،

۱؎ دوسری شادی ۲؎ قاضی تلمذ حسین صاحب ایم، اے دار العلوم ندوہ مین آگئے وہ ذرا اونچا سنتے ہین،

صلائے عام کے ساتھ آپ کی حد سے زیادہ خوش اعتقادی دیکھ کر بے اعتقادی پیدا ہوچلی، کہ آپ شرک نکلے، ہندوستان بھر مین آپ کی نقادی کا جواب نہ تھا، لیکن کیا اب بھی!

نعمانی، ۴ دسمبر ۱۹۰۹ء

(۶۰)

پایہ افزاے من. دلی جارہا ہون اور کامون کا ہجوم ہے، اس لئے خط نہین بلکہ رسید لکھتا ہون، عیسائی اگر حضرت عیسیٰ کو پیغمبر مانتے تو کیا شکایت تھی، گفتگو تو خدائی مین ہے، صلاے عام کو آپنے یہی درجہ دیا، اس لئے لوگون کو تعجب ہوا، ہم لوگون کا بھی دل اور زبان دو نہین لیکن دل ہی زبان ہے، حصہ دوم بھی جلد پہنچیگا، شروانی نے بھی ریویو کا قلم ہات مین لیا ہی لیکن یہ ظاہر ہے کہ مہدی کی شوخیان کہان، آپ کا عطیہ ختم نہین ہوا، لیکن یہانتک پہنچکر اس کا خیال آیا، اب کے یون ہی سہی، آئندہ کسر نکل جائگی یعنی دلی سے آکر،

شبلی، ۲۶ جنوری ۱۹۱۰ء ندوہ

(۶۱)

مکرمی، مین دورہ مین ہون، آج ۴ بجے لکچر ہے، کل دلی جاونگا، اور تا جلسہ وہین رہونگا، مطبع مجتبائی کے پتہ سے مجھکو خط ملسکتا ہے،

الناظر کا مضمون [ل] ..... کا ہی، جو کالج کے بی، اے اور میرے شاگرد ہین، اُن کی مدت سے،

[ل] رسالہ الناظر لکھنؤ مین ایک طالب علم کے نام سے الکلام پر بلکہ مسلمانون کے علم کلام پر بلکہ خود مذہب پر ریویو نکلا تھا: مولانا کا جدھر خیال گیا وہ صحیح نہ تھا،

مجھ پر عنایت ہے، تاہم شاگردی کا اتنا پاس ہے کہ جب کچھ لکھتے ہیں تو نام بدل دیتے ہیں، پہلے نقاد تھے، اب طالب العلم بنگئے ہیں، کیا آپ دلی نہ آئینگے، قصر ایوان سے کبھی سیری نہین ہوتی کہ کبھی کبھی جھونپڑون کی طرف بھی نگاہ اوٹھا لیجئے، شعر العجم کا تیسرا حصہ بھی اخیر ماہ تک نکل جائیگا یہ شاید دونون حصون سے زیادہ دلچسپ رہے، گو مجھکو دلچسپی کی پروا نہین ہوتی، ایک عزیز نے جو میرا سخت معتقد ہے لکھا کہ تمام کتاب پڑھ ڈالی جو ایک حرف بھی سمجھا ہو،

شبلی، ۱۱ر مارچ سنہ ۱۹۱۱ء، مراد آباد

(۶۲)

ہین دو تین دن ہوے کلکتہ سے واپس آیا، گلابی رنگ چوتھے حصہ کے لئے موزون ہوگا آجکل ہلو صر پڑھ رہا ہون، اتنا تو نہین جس قدر یورپ نے داد دی ہے، مترجم نے اکثر جگہ اشعار عرب سے موازنہ کیا ہے، چوتھا حصہ لکھ رہا ہون، آپنے انگریزی مین شاعری پر کسی کتاب یا مضمون کا پتہ نہین دیا،

شبلی، ۱۵ر جون سنہ ۱۹۱۱ء، الہ آباد

(۶۳)

سلام علیکم،

شبلی، از الہ آباد، ۲۹ر جولائی سنہ ۱۹۱۱ء

(۶۴)

مکرمی، میری نسبت آپ کا دعوے عموم خود مجھکو بھی تسلیم ہے، لیکن بمبئی کی سی فیاضی کہان تحریر کی بے پردگی سے مجھکو حسن ظن نہین پیدا ہو سکتا، امتحان کیلئے مین خود اکبر پور آنیکے لئے طیار ہون

شعرالعجم صرف ۱۰۰ صفحون تک چھپی ہے، تین سو باقی ہین، مطبعون کی بدعہدی سے کچھ نہین کہسکتا کہ کب تک طیار ہوجائیگی، مطبوعہ اجزا، کہئے تو بھیجدون، ابھی تک صرف شاعری کی حقیقت سے بحث ہے، چھپنے کی دقت کی وجہ سے مقالات مین بہت اختصار کردیا گیا، ورنہ برسون گذرجاے اسکو دیکھئے کہ اشتہار ہوچکا لیکن کتاب اب تک طیار نہین، جرجی زیدان کی تنقید اردو مین کچھ نہین اصل مخاطب عرب تھا، اس لئے عربی زبان مین تمام زور صرف ہوا، سو صفحہ کی کتاب ہوگئی اور لٹریچر بھی ایسا ہی کہ مصر والے بھی ہندوستان کو کچھ چیز سمجھینگے، وہان کے اخبارات مین ریویو نکلے گا تو آپ کو مطلع کردون گا، دلی کی طیاریان ہین، ارادہ نہ تھا، ایک خاص وجہ سے جانا پڑا، بمبئی مین اب کی جو غزلین لکھین پھیکی رہین، جوش کا سامان نہ تھا، ترکون نے دکھادیا کہ

ناتوان سے عندلیب کو مین نے دبا لیا　　　بھاری ہون لاغری مین بھی تنہا ہزار پر

د ہزار بلبل کو بھی کہتے ہین، عربی اخبارات آج کل پڑھنے کے قابل ہوتے ہین،

شبلی، ۲۲ نومبر ۱۹۱۱ء لکھنؤ

(۶۵)

آپ کو تحصیلداری کی مبارکباد روررو دینا چاہتا ہون،

شبلی، الہ آباد، ۱۱ دسمبر ۱۹۱۱ء

(۶۶)

بایہ افزائے من. خط کا جواب لکھ کر فوراً مشرق کے مطالعہ مین مصروف ہوگیا، نہ صرف

ل کسی بے دردے نے شعرالعجم پر تنقید بلکہ تنقیص لکھی تھی مکتوب الیہ نے مشرق گورکھپور مین اس کا جواب لکھا تھا،

شعر العجم کے شائع شدہ حصّون کی محنت وصول ہوئی بلکہ چوتھے حصّہ کی قیمت بھی پیشگی مل گئی،
کاش شعر العجم کے مصنف کو ایسے دو فقرے لکھنے بھی نصیب ہو سکتے دائرہ ادبیہ[1] کا لکھنے والا شبلی
کا معتقد ہو، یقین کرنے کی بات نہین،

نعمانی، ۱۴ دسمبر سنہ ۱۹۱۰ء

(۶۷)

این راز کہ در سینہ نہان است نہ وعظ است   بر دار توان گفت و بہ منبر نتوان گفت

چشم بر راہ شبلی، ۱۴ دسمبر سنہ ۱۹۱۰ء

(۶۸)

البشیر نے عمر بھر مین یہ پہلی دفعہ ہے کہ اپنے نام کو اسم بامسمیٰ ثابت کیا یعنی آپ کے ٹمل[؟] کی
بشارت دی، آپ کو ہندوستان نے نہین پہچانا تو کیا ہوا جرمن کی نکتہ سنجی کا کون منکر ہو سکتا ہے،
اسپر مجھکو میرے احباب مبارکباد دے رہے ہین، آپ بھی شریک ہون،

شبلی، ۱۶ فروری سنہ ۱۹۱۱ء

(۶۹)

مکرمی، تسلیم تعمیل فرمایش کے وجوب کے لئے حسن کی نافذ الامری سے کسکو انکار ہو سکتا ہے
لیکن اب ایمان بالغیب کا زمانہ نہین، جو ترکیب آپنے قائم کی ہے وہ فارسی کے اسلوب مین نہین
کھپ سکتی، اسلئے ذرا تغیر کرنا پڑا، شعر العجم کو پنجاب یونیورسٹی نے سنہ ۱۹۱۰ء کی بہترین تصانیف قرار

[1] مکتوب الیہ کے ایک مضمون کی طرف اشارہ ہے،

دیگر انعام موعودہ ۵۰۰ امیرے پاس بھیجدیا، لیکن نہین خواہان کوئی دان جنس گران کا،

غزل کدہ بمبئی مین آگیا ہون لیکن افسوس ہے کہ ابھی آب وہوا مین وہ زور نہین آیا، غزلین ہوئی ہین لیکن بمبئی کسی پرچہ مین ایک آدھ غزل شاید نکلے چوتھا حصہ مطبع مین گیا، گو ابھی ناتمام ہے شاہ نامہ کا فرنچ ترجمہ سات جلدون مین ملا، پانسو قیمت ہی،

شبلی، اگلبر روڈ، بالن جی ہوٹل، بمبئی ۷ جون ۱۱ء

درکارِ عشق دیدہ وری شرط بودہ است ~~~ تازہ ~~~ ہر کس نظر کشود، وتماشا بہ ما رسید

(۷۰)

آپ تو پردۂ نسوان کے مخالف تھے، اور اسپر عمل بھی فرمایا لیکن تلافی یہ کی کہ مردون کو پردہ مین بٹھادیا، اس صورت سے مجھکو بھی اختلاف نہین، بات ایک ہی ہے، مقالات ایک ہفتہ مین اور عالمگیر کل مرسل ہوگا،

شبلی، ۱۴ نومبر ۱۱ء، کانپور

(۷۱)

مکرمی، تسلیم، شعر العجم کمبخت سمیٹی نہین سمٹتی، چوتھا حصہ بھی اسکو تمام نہ کرسکا، ۴۰۰ صفحون پر یہ جلد تمام کردی، اب ذرا ستاؤن، سیرت نبوی کی طیاریان ہین لیکن ۵ ہزار کا تخمینہ ہے، پانچ کروڑ کے لیئے یہ رقم گران تو نہین، مین وقف اولاد کا ڈپوٹیشن لیکر کلکتہ جارہا تھا، ہوم ممبر چلدیئے اب شاید تاریخ بدل جاے، جلسہ سالانہ ندوہ اپریل مین ہے اب کے خاص طیاریان ہین ڈاکٹر اقبال اور اور قابل لوگون کو بلایا ہے، ایک ایم اے ہندو مسلمانون کے انسائکلوپیڈیا پر مضمون پڑھیگا اور دلچسپی کے سامان ہین، عالم بالا یعنی آپکے معبود ادب کی قدردانی تو ود عالمگیر کے ریویو، مین آپنے

دیکھ لی ہوگی ذلک مبلغھم، اردو کی قسمت کا فیصلہ فروری مین ہوگا، پنڈت سندرلال وغیرہ سے مقابلہ ہے، مسٹر برن بھی اُدھر ہی ہین، میری یادداشت پر جلسہ ملتوی ہوگیا تھا، اب لکھکر بھیجدی، اردو کو ہندی کرنا چاہتے ہین لعنی آدمی کو بندر علی زعم ڈارون، کیا اکبر پور کی زیارت کو آؤن،

شبلی، ۱۶ر جنوری ۱۲ء

(۷۲)

شعرالعجم فروری مین نکل جائیگی لیکن دروغ دراست برگردن صوفی (قادر علیخان آگرہ) مقالات کے ایک آدھ جز باقی ہین، مین آج کل جلسہ سالانہ ندوہ مین اسقدر مشغول ہون کہ کسی کام کی مہلت نہین، جرجی زیدان کا رد عربی زبان مین، المنار کے پاس بھیجدیا تھا، جو وہان کے مشہور عالم اور رفارمر ہین، بہت شکریہ ادا کیا ہے اور لکھا ہے کہ مین نے یہان کے علما سے پہلے تحریک کی تھی لیکن لوگون کو ہمت نہ ہوئی، اب وہ المنار مین چھپیگا، الہ آباد آجایئے تو آؤن، چھوٹی بھاوج کو سلام! دعا جوان کو پسند ہو،

نعمانی ۸ فروری ۱۹۱۲ء

(۷۳)

جناب من، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، سیرت نبوی جو زیر تصنیف ہے، مین چاہتا ہون کہ یورپ کے مصنفین نے جو کچھ آنحضرتؐ کے متعلق لکھا ہے، اس سے پوری واقفیت حاصل کیجائے تاکہ ان کے تائیدی بیان حسب موقع حجت الزامی کے طور پر پیش کئے جائین اور جہان انھون نے غلطیان اور بدزبانیان کی ہین نہایت زور وقوت کے ساتھ ان کی پردہ دری کی جائے،

اس بنا پر انگریزی کی کثرت سے تصنیفات مہیا کی گئی ہین جو آنحضرتؐ کے متعلق تصنیف

ہو چکی ہین لیکن ان سب کا اردو مین ترجمہ کرنا ناممکن ہے اس لئے یہ راے قرار پائی ہی کہ جن صاحبون
کو اس سے ذوق ہو ان کے پاس ایک ایک کتاب بھیجدی جاے، وہ مطالعہ فرما کر قابل ترجمہ
مقامات پر نشانات کرتے جائین، اور پھر کتاب واپس بھیجدین تاکہ دفتر کے مترجمین سے ترجمہ کرایا جاے
اس بنا پر آپ سے درخواست ہی کہ کیا آپ بھی اس کام مین حصّہ لینا پسند فرمائینگے،

شبلی نعمانی

(۷۴)

"جناب"، اور "پیارے"، کی خوش ترکیبی کی داد قبول فرمائیے[1]، شعر العجم وغیرہ اب بالاے
طاق، سیرت نبوی کے لئے بمبئی آیا ہون کہ یکسوی سے کام ہو، سید سلیمان اور پورا اسٹاف یہین
آئیگا، ایک لائق گریجویٹ بھی ہین، جی تو بہت چاہا کہ آپ رخصت لیکر بمبئی آجائے، تمام مصارف
دفتر کے ذمہ، انگریزی تصنیفات متعلق سیرت نبوی دیکھئے اور ان کے ترجمہ یا اقتباسات دیجیے
پھر خیال ہوا کہ یہ درخواست قبول نہ ہوگی،

شبلی، از چمن زار بمبئی، پالن جی ہوٹل،

(۷۵)

مین سفر مین تھا، حیدر آباد سے بہت دیر مین تعمیل ہوتی ہے، کتابین اب ڈیوٹی (کالج
علی گڈھ) مین آگئی ہین، وہان سے منگوا لیجئے، شبلی، بنارس، ۱۱ نومبر ۱۹۱۲ء

(۷۶)

مکرمی! تسلیم، ناحق آپ نے اچھا کاغذ بھیجا، ضعف بصر کی وجہ سے اب لکھا نہین جاتا،

[1] مکتوب الیہ نے القاب مین "پیارے جناب" لکھا تھا،

مجھکو رنج تھا کہ اب آپ قابل خطاب بھی نہین سمجھتے، بمبئی اور الہ آباد دونون صدائین بیکار گئین

سیرت مین نہایت تنقید اور جان فشانی سے کام لے رہا ہون، اس لئے ہفتون مین دو تین صفحے کا سامان ہات آتا ہے، سال اول ہجرت لکھ چکا ہون لیکن ابھی نقش اول ہے نظر ثانی مین کچھ سے کچھ ہو جائیگا، بعض نہایت سخت مرحلے طے ہو گئے،

شعر العجم اب کہان، ایک آنکھ مین پانی اتر آیا، دوسری بھی ضعیف ہو گئی، سیرت پر خاتمہ ہو جائے تو یہ حسن خاتمہ ہے، قرآن مین ہے کہ یہودی ذلیل وخوار بنا دیے گے، لیکن کیا ۵ دسمبر ۱۲ء کی بعد بھی جس دن کہ...... ایک یہودی کو بات آئی مشہور کیا گیا ہے کہ وہ مسلمان ہو گیا، اس لئے تو نہین کہ ۶ مین ہوا کافر تو وہ کافر مسلمان ہو گیا، خیر ۶ سبحہ راز نار کردست وکند،

بڑے دن مین ضرور آئے، کمرہ کے برابر کمرہ لے لیا ہے اس قدر خوش فضا کہ بمبئی مین بھی جواب نہین، وہ بالکل خالی رہیگا، شاید آزاد آئین تب بھی ہرج نہین " دیوانے دو "

حرم سے گو ابتک نامحرم ہون لیکن ایمان بالغیب کا سلام کہدیجئے، بلقان پر نظم لکھی تھی دیکھی ہو گی اب زیادہ کاغذ (اور وہ بھی اچھا) کیا خراب کرون،

شبلی، ۱۳ دسمبر ۱۹۱۲ء

(۷۷)

الہ آباد آگیا ہون، ہنڈیہ آنے کا خیال ہے لیکن ابھی خیالی ہے، روانگی کے کیا اوقات ہین اور کس اسٹیشن سے، خود اگر لے چلیے تو کیا کہنا، چھوٹی بھاوج کو سلام،

شبلی، ۱۶ جنوری ۱۳ء

(۷۸)

قدر افزائے من! نیاز، کاغذ و لفافہ کی نوازش تو خیر ایک نفاست پسندانہ جدت ہے لیکن ٹکٹ کا اضافہ تو صریحاً مخاطب کی کفایت شعاری کا احساس ہے،

واقعی سخت تعجب ہوا کہ آپ وعدہ کر کے میزبانی سے کترا گئے، خیر کوئی مصلحت ہوگی،

سیرت ۹ سال سے ہجرت تک پہنچ گئی لیکن یہ محض خاکہ ہے نقش تک نہیں، اب کہیں الگ جا کر پورا کرتا ہوں، یہاں تو ہر وقت، ناگوار صدائیں کانوں میں آتی رہتی ہیں، دیکھئے آپ کی میزبانی بھی نصیب ہوتی ہے یا نہیں، کشاف[۵] کی ہزلیات جو کچھ ہوں اسی طرف رکھئے، حسن ظن کو اتنا کیوں بڑھاتے ہیں، اور بڑھانا ہی تھا تو مطایبات کا لقب زیادہ موزوں تھا، میری نسبت جو کچھ مشرق میں[۱۰] نکلا، نظر سے گذرا لیکن وہی شکایت تو آپ سے بھی ہے، دونوں میری تصویر غلط کھینچتے ہیں، ایک فرشتہ بناتا ہے، ایک دیو، لیکن ابھی تک تو میں انسان ہوں، ترقی و تنزل کی وہ دونوں منزلیں ابھی آگے ہیں، الہلال میں میری خاص نظمیں اب چھپینگی جن میں اخلاق عرب کے واقعات ہیں ان کو دیکھئے گا محض تاریخی واقعات ہیں انشا طرازی نہیں،

شبلی، لکھنؤ، ۴ اپریل ۱۹۱۳ء

[۵] اس نام سے الہلال میں مولانا نے ایک مضمون لکھنا شروع کیا تھا،
[۱۰] مشرق میں مولانا [illegible] کی نسبت ایک مضمون نکلا تھا،

(۷۹)

مکرمی، تسلیم، قدرت نے آپ کی نفاست پسندی پر یہ ظلم کیا کہ آپ کا عنایت کردہ کاغذ اور لفافہ دونوں گم ہو گئے، انا للہ

سیرت ابھی مطبع میں جانے کے قابل کہاں ہے، نظر ثانی ہو رہی ہے، اگر بیماری سے محفوظ رہا

توشاید اپریل تک ہوجاے، آپ کی تحصیلداری کے ساتھ اضافہ منصب مین یہ مصلحت ہے کہ رشک نہ آے، خدا کا شکر ہے کہ میری اندرونی بدنفسیون کو استعمال کا موقع نہین ملتا، نقاد کا مضمون ماجد[۱] میان نے دکھلایا تھا، آپ کے حسن ظن سے تو مدتون سے گرانبار ہون، لیکن آپ اسکو نہ چھپا سکے، کہ آپنے مجھکو اپنے دربار کے قابل نہ سمجھا اور ماجد پر ٹالا[۲] اور لطف یہ کہ ان کے دربار مین آپ سے زیادہ خوار ہون،

یہ بھی ظلم ہے کہ نذیر احمد افتخار عالم[۳] کے حوالہ کئے جائین، یہ بڑی بے دردی ہی حقیقت یہ ہی کہ یہ عناصر اربعہ، آپس مین ہی ایک دوسرے کے سوانح نگار بنتے تو سوانح نگاری کا حق ادا ہوتا،

اب تو خدا کے لئے بمبئی چلیے، تحصیلداری مین ایک مہینہ کی رخصت کچھ بڑی زیرباری نہین ہے، وہان کے سب مصارف میرے ذمہ، اس مین صرف ایک صرف مستثنیٰ ہی،

سید سلیمان کو مین نے پونا کالج مین، پروفیسر مقرر کرادیا کہ مالی تقویت کے ساتھ حوصلہ مندی بھی پیدا ہوگی، خواجہ کمال الدین لندن کو مسخر کر رہے ہین، آپ لوگون کو تو بہت تعجب ہوگا، لیکن ابھی تو صرف او چھے وار ہین، اسئذہ اصلی حملہ آور بڑھینگے، تب دیکھیے گا، سر تو آتا ہی، لیکن آپ یا بھاوج صاحب ہر دفعہ دامن بچا جاتے ہین،

ہم جیسے نفوس قدسیہ سے بھی پردہ! اور وہ بھی ساٹھ برس کے بعد،

شبلی، لکھنؤ، ۲۵ جنوری ۱۹۱۴ء

---

[۱] مسٹر عبدالماجد بی، اے، [۲] نقاد آگرہ مین مکتوب الیہ نے عناصر اربعہ کے عنوان سے ایک مضمون لکھا تھا، جس مین حالی، آزاد، نذیر احمد اور شبلی کے لٹریچر پر ایک ایک شخص کو لکھنے کے لئے منتخب کیا تھا، [۳] منشی سید افتخار عالم صاحب مارہروی،

(۵۲) اڈیٹر صاحب رسالہ زمانہ کانپور کے نام

۱- فارسی نثر و نظم مین بے شمار کتابین ہین کس کس کا نام لون مختلف مضامین کی جو کتابین بہترین تصانیف ہین، انمین سے بعض کتابون کے نام لکھتا ہون، شاہ نامہ، یہ ایشیا کا الیڈ ہی عربی مین ایجل الیڈ کا ترجمہ چھپا ہی اوسکی بلاغت اور نکات کو حواشی مین نہایت تفصیل سے لکھا ہی، یہ میرے پیش نظر ہی، اگر اس سے کچھ راے قایم ہو سکتی ہی تو مین ہر حیثیت سے شاہ نامہ کو اس سے بڑھکر پاتا ہون، شاہنامہ کی خوبیان مین نے شعر العجم حصہ ۴ کے لئے اٹھا رکھی تھین، اب تفصیل سے لکھ رہا ہون، غزل مین حافظ کا جواب نہین نثر مین گلستان اور فلسفیانہ شاعری مین مولانا روم اور سحابی کو مین سب سے زیادہ پسند کرتا ہون،

۲- اردو مین حیات سعدی، آب حیات، بعض تصانیف سرسید، توبۃ النصوح، دیوان غالب دیوان میر کو مین دل سے پسند کرتا ہون،

۳- تصانیف کا شوق ابتدا، مجھکو ان تاریخی تصنیفات کے دیکھنے سے ہوا تھا جو یورپ مین چھپی ہین اور ایک موقع پر مجھکو بہت سی یکجا ملی تھین جنکو مین نے پہلے نہین دیکھا تھا،

۴- میری سب سے پہلی تصنیف عربی زبان مین ایک چھوٹا رسالہ اسکات المعتدی نام ہی لیکن وہ چونکہ عربی زبان مین تھا اور ایک جزئی مسئلہ پر تھا اس لئے وہ چندان شائع نہین ہوا، اسکے بعد سب سے پہلی تصنیف مسلمانون کی گذشتہ تعلیم ہے وہ بہت پھیلی اور بار بار چھپی،

مین اپنی تصنیفات مین الفاروق کو سب سے زیادہ پسند کرتا ہون،

شبلی (زمانہ جنوری سنہ ۱۹۱۱ء)

له اردو ترجمہ بھی چھپ گیا ہے [illegible]

فارسی خطوط[1]

(۱)

بگرامی خدمت جناب والد ماجد،

مرا دو ماه می گذرد که ترک وطن کرده ام، و به بیگانگان بسر برده ام، بست پنج روپیه عنایت شده بود، سه روپیه بکرایه یکه از اعظم گڈھ[2] تا جونپور رفت، ہفت روپیه صرف ریل تا به سہارنپور شد، و پنج روپیه از آنجا تا به لاہور، ده روپیه باقی می ماند، اول که در اینجا رسیدم دو یک روپیه بحوائج ضروریه که در وقتِ قیام جائے پیش می آید صرف شد، و چون در اینجا جائے قیام نه بود، مکانے بکرایه یک روپیه گرفتم، دو ماه را دو روپیه کرایه مے شود، انچه باقی می ماند بصرف طعام آمد، اگر انصاف رود بچندان کفایت بسر برده ام که بیش ازو متصور نیست، چون مزاج عالی اندکے برہمی داشت از تکلیفِ ارسالِ صرف باز ماندم، اکنون کار مشکل افتاده است، دیگر چه گویم تاخیر آزار تمام باعث خواہد بود،

حدِ ادب — شبلی نعمانی

سنہ ۱۲۸۹ ھج

---

[1] مولانا کا سب سے پُرانا خط جو مجھکو مل سکا ہے یہی ہے، یہ طالب علمی کا خط ہے جب، وہ ادب پڑھنے کو مولانا فیض الحسن صاحب سہارنپوری عربی پروفیسر اورنٹیل کالج لاہور کے پاس گئے ہیں، اس وقت تک

[2] اعظم گڈھ سے جونپور تک ریل بھی نہ تھی،

۲

اعلیٰ حضرت!

آداب، بخیریت ہستم و خیریت خواہ مزاج اقدس، نامۂ والا رسید و کامروائے جان و دل گردید، در قریب روزگارے عریضۂ مع گلستان مطبوعۂ لندن ارسال خدمت کردہ ام، اگر نہ رسیدہ است از نارسائی بخت است، مرا درین میان جرمے نیست، در چند روزے مدرسہ[۱] اینجا تعطیل خواہد یافت، تعطیل تا دو ماہ خواہد ماند،

حضرت استاذ[۲] بوطن خویش یعنی سہارنپور تشریف خواہند برد، اینقدر ناغہ نتوانکرد مرا ہم عزم سہارنپور است، دیگر ہر انچہ مرضی باشد، طرفہ تماشائے است عزیزی مہدی می نویسد کہ "جناب مولانا مولوی محمد فاروق صاحب در تعلیم بندہ تساہلی بکاری برند" و جناب ممدوح مرا نوشتہ اند کہ "عزیز مذکور را در تحصیل علم التفاتے نیست" خدائے داند ازین میان حق بجانب کیست، بجناب والدہ عرض آداب، و بہ برادر صاحب و حضرت منشی صاحب تسلیم، و لعزیزی محمد اسحاق سلام و دعا،

محمد شبلی عفی عنہ

(لاہور)

۳

جناب عم مکرم عم فیضہ، تسلیم و نیاز

روز دوشنبہ کہ از جنوری چہاردہم بود بعلیگڈھ رسیدم، و از زحمت سفر آرمیدم چون درین مدت از عزیزان ہیچ کس بامن نہ بود کہ با دو سخن پیوستے، و درد دلے گفتمی، غریب دشتی

---

[۱] مولانا فیض الحسن سہارنپوری، اے اورنٹیل کالج لاہور۔

روئے داد، و گوناگون اندیشہا بدامن خاطر در آویخت، ہمہ آن سخنہا کہ عزیزان در وطن بمن
میراندند بیاد آمد، و دیدہ دل را بخونابہ فشانی خواند۔ در دیدہ میگردد کہ انجمنے از یاران ساز پذیرفتہ
است دہرے یکے از ہر دری سخن پیوستہ، تا سخن بدینجا رساندند کہ بدین مایہ برخورداری
کہ در علیگڈھ داری چونست کہ تن بہ رضا در دادہ، و دست از طلب باز داشتہ سر بفرمان
حاسدان نہادہ، من گاہے خموشم، و وقتی در دفع این مطاعن می کوشم، کہ یاران انصاف
بالاے طاقت است چون زمام اختیار نہ بدست من باشد، دیگر بر من خردہ نتوان گرفت
من ہم دانم کہ این کار دون درخور من نباشد و اگر پایۂ از ارزش خویش فراتر آمدہ باشم می توانم گفت کہ آخر
تختی بسامان و قدرے ازین فراوان تر بایست مگر چہ کنم کہ والد قبلہ را جز بوکالت روئے در راہے نیست
و باین آزادہ دلی اگر بوکالت نساختہ باشم، در نظر انصاف مرا درین میانہ گناہے نخواہد بود، در ظل والد قبلہ
ہستیم ہمچنین خواہد بود، آہ ازان ہنگام کہ دولت روے گرداند، و کار بدست من افتد، و در آن آشوب دلی
بر جاے ندارم، و خواست و ناخواست روے بوکالت آرم، و خویش را اندازہ نہ نہم، و مردمان را ہرزہ دلان
فریب دہم، و این خواری بخویش در پذیرم، و ہم بدین ذلت و خستگی جسد و شکم باز بگیرم، ہم درین اندیشہ
میگداختم کہ میان محمد ابراہیم از در درآمدند، دل بابستان پیوند گرفت، اکنون لختے از کشاکش غم در امان ہستم،
از حالات عزیزان و کیفیت مدرسۂ بندول و اعظم گڈھ بہ تفصیل مطلع خواہد فرمود،
این عریضہ را بعزیزی محمد سمیع یا عبد الحمید خواہند سپرد و ضائع نخواہند فرمود[2]،

شبلی نعمانی، ۱۲، جنوری ۱۸۸۲ء

[2] مولانا کو اپنے فارسی خطوط کے محفوظ رکھنے کا شوق تھا، اللہ رے انقلاب حالات!

بنام مسٹر مہدی حسن صاحب مرحوم

(۴)

بازگلبانگ پریشان میزنم　　　آتشے در عندلیبان میزنم
حملۂ گل بہر من کردند و من　　　سر بدیوار گلستان می زنم

المہدی[له] باللہ،

حیاک اللہ۔ دی باکالون صاحب برخوردم، از نام و نسب پرسید ہمہ باز گفتم، بہ تعظیم تمام پیش آمد و معذرت خواست کہ ارسال صحف ارددنگریستن نہ خواہم، دل زدہ بخانہ رسیدم، واز دیوان غیب تفاول خواستم، این شعر برآمد،

انچہ سعیست من اندر طلبت بنمودم　　　این قدر ہست کہ تغییر قضا نتوان کرد

نا امیدی را خیر مقدم گفتم و در پس زانوے حرمان نشستم، ہمانا دیر دل خواہی گفت کہ با اینہمہ آزادی بہ بیتے دل بستن، و کاسۂ آرزو بر سر پاس شکستن یعنی چہ، مگر چہ توان کرد کہ سر بسنگ آمد، و فسحتخانۂ دل از تراکم انکار تنگ آمد، دو سہ سالے است کہ پائے طلب در دامن کشیدم و بچیزے نرسیدم، عزیزان گویند کہ بغیر از تعلم انگریزی نخواہی بسر برد، این خود چہ حرفست بسمے را این کہ ہیچ از انگریزی نخواندہ اند و باز بمناصب جلیلہ میرسند، آخر در تحصیلداری دغیرہ

[له] مہدی مرحوم اپنے منجھلے بھائی کے نام یہ بھی نہایت قدیم خط ہے جب مولانا وکالت کا امتحان دے رہے تھے، کالون صاحب ایک انگریز قانون کا ممتحن تھا،

ادخود مشروط نیست، فی الجملہ ستیزۂ چرخ وآویزش بخت بر آنم آورد کہ لختے از عمر بہ بادیہ پیمائی وہرزہ درائی گذارم، اینک عزم سفر کردہ ام، می بینم تا چرخ را درین پردہ چہ نیرنگ ہست، والسلام،

ش نعمانی

عزیزِ من مسٹر مہدی حسن، ابنتک اللہ نباتاً حسنًا

تاحال بر دولتکدۂ ڈپٹی محمد کریم اقامت داشتم، دی مکانے بہ کرایہ گرفتہ ام[1] مگر چنانکہ می بایست نیست، ازین رو از فکر ادبنا رسیدہ ام و دست طلب در آستین نکشیدہ، از یکم فروری[2] بہ کالج ہمی روم، ایف۔ اے و بی۔ اے فارسی و انٹرنس و سکنڈ عربی بمن تعلق دارد، سید صاحب ہر چند از کلکتہ در اینجا رسیدہ اند مگر چون از زحمت سفر گونہ ناسازی مزاج دارند، ہنوز بایشان بر نخوردہ ام، عزیزی محمد اسحاق را در صف والین جائے دادہ اند، محیط الدایرہ فرستادن دارد، والسلام

شبلی نعمانی، علیگڑھ، ۲ فروری ۱۸۸۳ء

(۶)

عزیزی مہدی،

السلام علیکم وعلی من لدیکم، والدہ ماجدہ را از من پس از ہزار ہزار شوق قدمبوسی آداب رسانید، وعرض دارید کہ شبلی بخیریت تمام است، جز غم دوری حضور دیگر ہیچ غمش نیست، دل خود جمع فرمایند کہ ازین دور بہانا گزیر است وبہ ہمشیرہ معظمہ وعمو بہ مکرمہ وجدہ مجدہ وعمہ صاحبہ ودیگر بزرگان آداب وتسلیم،

[1] علی گڈھ کالج کے تعلق کے بعد سب سے پہلا سامان قیام، [2] کالج کے درس کا پہلا دن،

اکنون گوش دارید

جواب استفسارہا یکہ اول کردہ بودم ہمہ را تفصیل بنویسند واگر کسے بجونپور رود، ظرف مسی
کہ در راہ حج می داشتم واکنون غالباً بر مکان خواہد بود باو بسپرند وگویند کہ در مدرسہ مولوی ہدایت
اللہ خانصاحب بہ طالب العلم حافظ تجمل حسین صاحب بدہد وگوید کہ این را شبلی از مولوی بشارت کریم
صاحب استعارۃً طلب کردہ بود، اکنون حوالۂ جناب ست کہ بذریعہ آنجناب بمولوی بشارت صاحب
خواہد رسید واین مضمون مفصّل را در خط تحریر خواہند کرد وباو خواہند داد ونامہ بزودی فرستند واز
کیفیت عزیزی اسحاق ہم مطلع کند،   والسلام

بنام مولوی حکیم محمد عمر صاحب

(۷)

یار گرامی مدظلہ السامی،

تسلیم۔ نامہ رسید، دل را رہین دیدہ گردانید، درین فرصت بادب کار دارم،
خود چیزے از ادب میخوانم ودیوان حماسہ بدیگرے می آموزم، در نامۂ پیشین از عزم سفر
نوشتہ بودم، تعین مقام اکنون نتوان کرد، لکھنؤ رفتن آنصاحب رائے صائب است
از پیش رفتن می بایست، اکنون ہم چیزے نہ رفتہ است، چندۂ این شہر تا بدہ ہزار وششصد
رسید، امید قوی است کہ از سہ ہزار بیشتر گردآید،

مولوی نظیر اللہ صاحب ندانم از چہ رو با من خاطر گران دارند از دو ماہ بنامہ نواختہ اند
سپاس ایزد کہ روسیان تبہ کار در روز پیکار کہ با عثمان پاشا کردہ بودند

ہشت ہزار طعمہ جحیم شدند وبست وچہار ہزار زخمہائے گران برتن برداشتہ بربستر خاک طپیدند، نسیم فتح وظفر برپرچم علم سلطانی وزید وبرادر شاہ روس گرنیڈ ڈیوک نکلسن از بیم ضربت دلیران ترک از میان رمید،

مولوی محمد سلیم سمروی در آغوش عروس گرم کنار دبوس ہستند، مولوی منیر از تصادم مقدمات سراسیمہ گشتند، یا مولوی نور محمد از من سلام شوق باد گفت، چند روزیست کہ درانجا طرح مشاعرہ نہادہ بودند غزلے کہ گفتہ آمد اینست،

ناتوان عشق نے آخر کیا ایسا ہمکو | غم اٹھانیکا بھی باقی نہین یارا ہمکو
درد فرقت سے ترے ضعف ہی ایسا ہمکو | خواب مین بھی ترے دشوار ہی آنا ہمکو
جوش وحشت مین ہو کیا ہمکو بھلا فکر لباس | بس کفایت ہے جنون دامن صحرا ہمکو
رہبری کی دھن یار کے جانب خط نے | خضر نے چشمہ حیوان یہ دکھایا ہمکو
دل گرا اُسکی زنخدان مین فریب خط سے | چاہ خس پوش تھا ای وائے نہ سوجھا ہمکو
واہ کاہیدگی جسم بھی کیسا کام آئی | بزم مین تھے، پہ رقیبون نے نہ دیکھا ہمکو
قالب جسم مین جان آگئی گویا شبلی | معجزہ فکر نے اپنی یہ دکھایا ہمکو

غزلے دیگر ہم گفتہ آمد مگر این نامہ مختصر جائے آن ندارد یک شعر از دابستاین نمط گفتہ آمد،

یون چشم تر مین قامت جانان ہی جلوہ گر | جسطرح سے کہ سر لب آب جو رہے

شبلی

(۸)

رفیق من،

تسلیم، مگر از من دامن التفات برچیده اند که از پاسخ نامه روے درہم کشیده اند قسم براستی که تا مہا فرستاده ام، اگر نہ رسیده باشد مراد رسیان خطائے نیست، از تطاول دہر بحفظ قانون مشغول ہستم تسلیم سروی ہم درین کار اند، در اینجا با جمیل طالب العلم برخوردم مولوی ہدایت علی صاحب را ستائشگری میکردند، غنیمت دانستم کہ آن رفیق بجائے نیکو کسب فن میکند، اگرچہ برگفته این ساده دلان اعتمادے ندارم کہ چشمے نکشاده اند، لکھنؤ آمدن خواسته بودند باز ارچه باز ماندند، آرے مولوی عبدالحیٔ صاحب دلی دانا و چشمے بینا عطا کرده اند، مولوی فقیر اللہ صاحب ہمچنین از من برنجند، یارب دوستان را چه شد کہ یکره ہم از خستگان نپرسند، مگر شبلی را بخت بدیار است کہ دوستے ہمچو مولوی محمد عمر صاحب از دیر است، تاہم این دعا بر زبان دارم ہمیشہ بعافیت بمانی گو شبلی تو نبوده باشد،

گستاخی معاف، از ہمچو من دوستے کہ بصد سال میسر نتوان آمد، گسستن چه مقتضائے خرد است بدیگران از من سلام خوانند کہ گاہے بایشان دلے خوش کرده بودم،

محمد شبلی بند دلیٔ،

(۹)

برادر اعظم صاحب ، السلام علیکم

نیاز نامه بخدمت سامی فرستاده ام، اگر ہنوز پاسخش بر تو رود نہ افگند، دل در اضطراب است کہ نہ رسیدن نامه از چه رو است، امیدم ہست کہ جواب این نامه بزودی تمام تر ارسال خواہند داشت کہ دل ستمزده را مایۂ تسکین خواہد بود، و زنگ تفکر از آئینۂ خاطر خواہد زدود،

زیاده نیاز، ۷۔ اکتوبر ۱۸۸۲ء

بنام مولوی حمیدالدین صاحب

(۱۰)

دردست دیگرے است سپید وسیاہ ما   باروز و شب بہ عربدہ بودن چہ احتیاج

مایۂ نازما!

نامہ ات رسید وآبے بر آتشم زد۔ آرے جز شما مرادیگر کیست کہ از وچشم غمخواری توان داشت، خدا یت حیات جاودان دہد کہ از غمزدۂ پرسیدی، وبحالش دارسیدی،

جان من! دلے کہ ہیچگاہ بوئے راحت نشمیدہ باشد، وگاہے روئے دولت ندیدہ باشد، خود انصاف دہ کہ چگونہ تاب بیمہری روزگار خواہد آورد، وچسان با این ہمہ ہیچمیرزیہا بسر تواند کرد، عزیزان .... آرے جگر خون کردن دارد، اگرچہ من ازین افسانہا باخبر نبودہ ام مگراین قدر دانم کہ .... بگفتن نسزد، ونوشتن نیرزد، چون سخنے ناسزا بود نخواستم کہ چیزے از ودرگوش کنم مگراین خود بجوئے نیرزد،

ع۔ عیسی این راتحمل شد ومریم برداشت

مگردراین آشوب ہمہ راشریک دانستن غلط است

...... راچنانکہ من می دانم گناہے نیست، از حضرات مانی الضمیر دل آزردہ بودہ ام اگرچہ بایشان سرنیاز ہم ندارم، اینقدر دانم کہ .... را با من سرگرانی کہ ہست ازین روست کہ من باطاعتِ ایشان تن درنمی دہم، واین نابدازمن نمی آید، درحیرتم کہ چون درین میان تعطیلے نیست، شما چگونہ بمن خواہید پیوست، درین نزدیکی بیتے چند بر روشِ بحرطویل

از زبان خامہ بردن جست آئینۂ راز است پارۂ ازان می نویسم، والسّلام

شبلی نعمانی

علی گڈھ - ۱۷ جنوری ۱۸۸۴ء

(۱۱)

عزیزی، سلام شوق،

دو سہ روزیست کہ درین خرابہ رخت اقامت نہادہ ام۔ اگر کسے از من باز پرسد کہ چسان میگذاری، و چگونہ شب بروزی آری، جز اینکہ لختے چون آئینہ حیران مانم، و دمے خونِ دل از دیدہ برفشانم، دیگر چہ توانم گفت اسحاق نیست کہ مرا از دستِ بُرد وحشت امان دہد، تو نیستی کہ سخنہاے دلپذیرت درتن مردہ ام جان دہد، اگر میان محمد ابراہیم ہم بجانٗ کارم نرسیدندے، من بے ساز و برگ چشم برراہِ مرگ بودہ ام،

عزیز من! ہمگی دران باید کوشید کہ از زبان انگریزی آنمایہ در قریب فرصتے اندوختہ باشی کہ درد بے زحمت تکلّف حرف زدن توانی، تا ہم شما را بر ہمگنان مزیتے باشد، و ہم مدرسہ را از شما زیب و زینتے، چندانکہ کارآگہان این قضیہ را فیصل کردہ اند،

عزیزی محمد عثمان را سفرنامہ ناصر خسرو باید آموخت، شما باو برخورید و از او قیمت سفرنامہ کہ کم وبیش عصہ خواہد بود، خواستہ بمن باز فرستید، تا کتاب مذکور باو فرستادہ باشم نامۂ از من کہ بہ مہدی حسن بود و در نامۂ میان عبدالحمید ذکرش بمیان آمدہ است ہمین کہ برجانب دیگرش باز می نویسم،

ہر چند دانم کہ فرومایگان سخنہاے .... را برخود گرفتہ باشند، و بزمہا آراستہ

تاہم بمن بازتوان گفت کہ ایشان چہ ہرزہ اندیشدہ اند وچہ لا فہا بافتہ حیف، والسلام!

شبلی

بنام مولوی محمد عمرؒ صاحب

(۱۲)

حیاک اللہ، نامہ ات رسید، خدایم نیامرزد اگر در رد اے کارت پہلو تہی کردہ باشم، راست است کہ درین نزدیکی بہ من رسیدن سودے نہ بخشد، غازی پور جائے خوش است اگر عزم آنجا کنی بکام خود خواہی رسید، واز من چہ پرسیدہ کہ محمد سمیع مصاہرت الٰہی شاہ را بذیرد یا نہ، ہمانا سمیع را طالع بلند است کہ از ازل بہ مکرمت فقراء ارجمند است، ازین خوشتر چہ خواہد بود کہ اگر حلیلہ اول از پاے در آمد دیگرے نعم البدل بدست افتاد،

؎ در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست

شبلی نعمانی

۱۰- مارچ ۱۸۹۱ء

۱۳

یار دلنواز،

روزگارے بسر آمد و نامۂ نہ در آمد، ہمانا پیوند یارے بشکست، خود شوریدہ سر بودم، روے بر تافتن دوستان آشفتہ ترم کرد، بنویسند تا چہ میخوانند دگو نہ میگذارند درین روزہا، ۲؎ کان کشادہ ام وتن بہ آموختن کسان در دادہ، مولوی سلیم تندادی وہمردی

۱؎ دیناپارہ ضلع اعظم گڈھ کے باشندہ اور مولانا کے پرانے شاگرد ۲؎ مدرس مقصد ہے،

ہر دو ہمین جا بسر مے برند ندانم مولوی محمد فقیر اللہ را چہ در سر پیچیدہ است کہ خان ومان برباد دادہ اند، وبیہودہ در پے ہنرہاے ناسودمند افتادہ، از دوری بجان آمدہ ام، مے بنیم تا کے از دیدار آن یگانہ روزگار دلشاد می نشینم، چندان کہ توانند دل بران گمارند کہ در آنجا ئے کتابہاے نایافت فراہم آرند،[۵۱]

دیدہ برراہ ظہیر فاریابی دوختہ بودم، اثر سید، دانستم کہ ہرچہ ہست از بخت ناساز ما است، دیگر چہ نویسم،

شبلی عفی عنہ، از بستی[۵۲]، ۱۰ مارچ ۱۸۸۱ء

حیاک اللہ

(۱۴)

نامہ ات رسید، ودل را بسوئے دیدہ کشید، بارے توفیقت رہبری کرد کہ حنا از پاے خامہ کشادی، وطرح مکاتبت درمیان نہادی، پارہ از ردّ تذکرہ[۵۳] برزبان قلم آمدہ بود کہ ہمدرین میان مارا بکار امانت گماشتند واز ہجوم کار وتراکم افکار کمری سیح کردن نتوانستم، وچو از این کشمکس فارغ نشستم دیگر روئے داد یعنی کارم بہ گودام ومتعلقات او افتاد وہرچند آن چنان کارے سزاے این ہیچکارہ نہ بود مگر مرا از امتثال امر حضرت قبلہ گاہی چارہ نہ بود، اکنونکہ ازین ہرزہ گرد بہا ستوہ آمدہ خود را در این جا رسانیدہ ام، انشاء اللہ در اندک زمانے از عہدۂ ردّ تذکرہ بدر مے آیم، مردمان گویند کہ ایماضات دو رسالۂ دیگر ہم از حافظ صاحب است، تا حال بر علم واستعداد حافظ صاحب اعتماد داشتم، اکنون آن ہم برخواست، انشاء اللہ در قریب وقتے بہ غازی پورمے رسم ودرین اغلاط د

---

۵۱ نادر کتابوں کا شوق نہایت قدیم تھا اسی زمانہ کا یہ ایک خط تھا، ۵۲ علی گڈھ جانے سے پہلے بستی میں چند ماہ وکالت کی تھی، ۵۳ کالج جانے سے پہلے غیر مقلدین سے مناظرہ کا بہت شوق تھا، حافظ سلامت اللہ صاحب جیراجپوری اعظم گڈھ مین غیر مقلدون کے سرگروہ تھے، تقلید وحنفیت کے رد مین وہ چھوٹے چھوٹے رسالے لکھتے تھے، مولانا اُن کا جواب دیتے تھے،

بالعزبای مصنف تذکرہ وایماضات ہمہ باز خواہم گفت درین سفر جناب حافظ حبیب اللہ خان صاحب وعزیزی مولوی محمد سمیع ہمراہِ من خواہند بود، معلوم نیست کہ قصیدہ بمولوی عبدالاحد شمشاد سپردی یا چون نام من او را ہم از یاد بردی، والسلام

شبلی نعمانی، ۷، اکتوبر ۱۸۸۲ء

(۱۵)

در سال نود و نہ ۱۲۹۹ھ ہجر از ہجرت پیغامبر علیہ السلام روزے بعیادت برادر قاضی محمد سلیم رفتہ بودم، از ہر دری سخن مے رفت، پس از ساعتے گفتند کہ امروز در خواب دیدہ ام کہ شما در شان من بیتے چند موزون کردہ اید، مرا در گمان بود کہ این سخن ہرزہ مپش باشد، روز دیگر تاریخ وفات ایشان بخواست، بدر دل مے ریختند و ہرچند کہ از ترتیب نظم او خویش را باز می داشتیم کہ این خود فال بداست مگر مصرع تاریخ ہم ناخواستہ در دل فرود آمد، و دران ساعت چیزے از گفتہ برادر ممدوح بخاطر بنود، روز دیگر خواب شان بیادم آمد و از واقعہ حیرتے عجب بر دل مستولی شد، پس از اسبوعے کہ ایشان سر بخاک نہادند و جان بجہان آفرین سپردند، بر صدق رویائے شان بس عجب کردم و دانستم کہ عالمِ قدس را ازین جنس رازہا است کہ مرغ اندیشہ را تا حدِ او مجال پرواز نیست و ہذا ہو البیت المقدم ذکرہ، چون خواستم ز پیر خرد سال مرگ او از روئے درد گفت کہ قاضی سلیم مرد

شبلی نعمانی، ۱۰، اکتوبر ۱۸۸۲ء

(۱۶)

نورِ نظر محمد عمر سلمہ،

حیاک اللہ، نامہ ات رسید و نارسیدنت را عذرے مقبول آورد، ہمہ حیرت دارم کہ این

ہمہ شغف از من دور ماندی وتا این زمان خویشتن را در اینجا نرساندی، خدایت شفا دہد، من در خود در آنجا آمدن خواہم و در پردہ کشائی این راز آستین محنت بالا خواہم زد کہ ہائلہ بزرگ است وحادثہ سترگ، تو ہم میدانی کہ اگر سر این چشمہ بند نشد، این قطرہ دریا مے شود و این جادہ بصحرا مے کشد سمیع در بہرہا بہ من پیوستہ بود، وے گفت کہ اگر زمین ہجوث فیہا از من نہ باشد من از جملہ دعاوی دست در آستین مے کشم، گفتم کہ این ہمہ بجوے نیرزد، چون در این جا میر سم مردہ از روے کار برینخرد و تا حال بدین لاابہا نتوان فریفت، والسلام

شبلی نعمانی ۲۹ - اکتوبر ۱۸۹۲ء

(۱۷)

عزیزی محمد عمر سلمہ

حیاک اللہ، از نارسیدنت چہ مایہ خون جگر خوردہ ام، خود میدانی کہ آشفتہ مزاجیم تاب این چنین نافرہنجاریہا نیارد، اکنونکہ دندان بدل فشردہ ام، اگر درنگ ورزیدی و زود تر بہ من نہ رسیدی دیگر با من برخوردن نتوانی کہ زمانہ قریب از این جا رخت سفر مے بندم و در اعظم گڈھ رسیدہ بعزیزان وطن مے پیوندم، ندانم تا در امر معلوم حق بجانب کیست، ہمانا تو دانستہ باشی، دگر چنین است مرا ہم مطلع باید کرد، دیگر چہ نویسم،

شبلی نعمانی، ۲۹ - اکتوبر ۱۸۹۲ء

(۱۸)

ای نور دیدۂ شبلی سلامت باش و صد سال بزی،

بیش از ہفتہ گذشتہ است کہ نامہ ات چون دم عیسے بسر کارم رسید، اے جان کسے این خود غلط است کہ دم رجعت بہ جونپور نفسے راست کردہ بودم دگر نہ چہ امکان میداشت کہ با تو برخوردے

آرے اگر از ین رو دولت گرفته است که چرا در آنجا بار اقامت نه نهادم معذورم دار، قسم براستی که بارائے دوریم نبود مگر پس از رسیدن بدولت وصالت فراق غمے دیگر میداشت،

خومی کنی به هجر تو در روز زندگی — دل کندن از رخ تو به یکبار مشکل است

از نامه‌ات بحال مدرسهٔ دلم بدرد آمد که سپهر دون لطف الرحمن صاحب وغیره را بکار تعلیم و تعلم گماشته است، آوخ از دست فلک که همان جائے افادت مفتی محمد یوسف صاحب، اکنون این شعر بر زبان حال دارد،

از هجوم جغد در ویرانهٔ ما جا نماند — این قدر آباد شد آخر که ما میخواستیم

بنویس تا عبدالعزیز و محمد از اله آباد باز آمد یا نه، والسلام

شبلی نعمانی، ۵ دسمبر ۱۸۸۲ء

(۱۹)

هان وهان ای فرزانه مولوی محمد عمر،

اگر با اینهمه که سپهر کج باز مصائب و حوادث متواتره بر سر شما ریخت نامه ننوشتم و بتشفی خاطر اندوهگین شما حرفی نزدم زینهار گمان نبری که دل از مهر بر کندم، من و خدائے من که از فرط اندوه مرا یارای آن نبود که خامه در دست گرفتمے و نامه که ابی بر آتش حرمانت زند بنوشتمی، آوخ که جناب حافظ صاحب کمر همت شکست و عنان صبر از دست رفت، چه خوب بودی اگر خود تشریف ارزانی داشتندے و عزیزان غمزده را بچاره نواختندی، آخر خواه ناخواه دندان بر دل فشارید و به شکیب در سازید که الصبر مفتاح الفرج حمید چیچک بر آورده بود، اکنون صحت یافت، امروز که روز نطوی میان محمد عظیم است به ابلوهی روم و عاجلانه دو سه حرفی بر دی کاغذ نوشته ام،

از حالات امتحان خبرے نیست عبدالمجید و عبدالحکیم و عبدالرحیم و چند کسانی دیگر ممنوع شدند، والتسلیم،

شبلی نعمانی

بنام مولوی محمد سمیع صاحب

(۲۰)

حیاک اللہ، زندہ باشی و جان من باشی،

غریب ترحالیست منکہ از آشفتہ سری و شوریدہ مزاجی تن بآویزش کس نمیدادم، اکنون از فرخی طالع و ہمایونی بخت کارم بخار و خس افتادہ است، مگر من و خدائے من کہ این ہمہ محنت پژوہی و نفس گدازی ازان دوست تر دارم کہ تر ہاتی چند در ہم بافند و دروغ راست مانندش کسان جلوۂ ظہور و فروغِ قبول دہند، نفسے چند کہ از پیشگاہ ایزد دانا ودیعت آوردہ ایم، سزاے آنست کہ سررشتہ اش باین چنین کارہا بند باشد، دیگران ندانم تا در سرچہ دارند من خود درین خیال از کشمکش و آویزش فکر فارغ نشستہ ام کہ با اینہمہ خوار بہا ہمان شبلی ام کہ بودہ ام واگر گاہے بختم یاوری کرد، ہمان خواہم بود کہ ہستم، راہے دو در کار امانت، روز از شب نشناختم و در راہ طلب از غایت جد و جہد تاب و توان درباختم، و ہرچند کہ درین راہ پرخطر دو اسپہ تاختم و در آنجا این کار بہرکس و ناکس ساختم، مگر با اینہمہ بجائے نہ رسیدم و خواست و ناخواست پائے ارادت در دامن قناعت کشیدم، فرمانِ تقرر، ہم بمن ندادند تا بہ سند گار گذاری چہ رسد، استغفر اللہ سخن از کجا تا

ہ دو ماہ تک اپنی کی تھی، چونکہ طبیعت اس قسم کے کاموں سے مناسبت نہ تھی، پریشان حال تھے،

کجا کشید، خیرہ سری از جادۂ شکیبائیم برکران بُرد، سخن کوتاہ مے کنم،

شبلی نعمانی، اعظم گڈھ، ۲۵۔ اگست ۱۸۸۳ء

(۲۱)

برادر عزیز رئیس بن الرئیس مولوی محمد سمیع نقلنویس،

السلام علیک، برخوردار عبد الغفار داعی اجل را لبیک گفت و عزیزان خود را داغ حسرت بر دل گذاشت، مرا ہم درین غصہ جگر خون شد و دل بہم برآمدہ، مگر چون از قضاے ایزدی چارہ نیست دل در بندِ الم نباید داشت، فرد اتعطیل است، اگر برسم تعزیت درین جا آمدن خواہی ہم یوم الخمیس بیائی، و جناب عم مکرم شیخ عجیب اللہ صاحب را تپ گرفتہ است، و در تمام اعضا درد مے باشد عزیزی علی احمد را ازین خبر آگاہ خواہی کرد، والسلام

شبلی، ۱۴۔ اکتوبر ۱۸۸۳ء

(۲۲)

چنان ز جور عزیزان مرا جگر خستست — کہ بہر چارۂ غم پیش دشمنان رفتم
چہ سود نرد دغا باختن بہمچو منے — کہ خود ز دست جفائے فلک زجان رفتم

عزیز دلبند من،

حیاک اللہ، نامۂ کہ پیش ازین بال روائی کشادہ است، سرتاپا حدیث غم بود، و ندانی کہ آن ہمہ خونریزی نفس و گرمیِ ہنگامۂ فریاد، از دست بیداد سپہر کج نہاد بود است، بدقسمتی نگر کہ ہر کس از دست عدو بفغان آید و من از تطاول یار بہ خوبجان آمدہ ام، خود انصاف دہ، کہ چو عزیزان

راشیوه جز طریق دعا پیمودن نه باشد درین دیر خراب، زنده بودن و ساعتے بر بستر راحت خوش غنودن، چگونه امکان دارد، حادثهٔ تازه دل و دیده ام خون کرده است و هیچکس نیست که درد دل بدو گفت آید، آوخ که از ساده دلی بنا کسے سر دِ داد، داشتم که مرا به لابه فریفت و دغا ورزید، با من عهد وفا بست و خود از من برید، حیف که بیهوده این غم سردوم، وانچه با تو گفتنی بود فراموش کردم، سخن این است که در این جا رسی و من نه باشم به بند دل آئی و تغافل نه نمائی که دوستی را نشاید و ترا نباید،

الخاطی الشبلی النعمانی الجانی

(۲۲)

منم آن قطره که صد سینه و دل کردم داغ   تا ز نوکِ مژه غلطیده بدامان رفتم

ایها السمیع،

نامه ات رسید، اگر بر من و بر حالم اشکے از دیده ریختی غمین مباش که مرا هم درین ماتم دل خون شد و ناخن غم جگر کاوی کرد و خار خار اندیشه نشتر مغز جان فرو برد مگر چه توان کرد که سپهر مردم ناشناس است و مردمان خودنشناس، اگر خود را ستوده باشم هرزه خیالی و بالاخوانی خواهد بود مگر ازین قدر نتوان گذشت که کس نشناخت که من کیستم و چه فن دارم، خود انصاف ده که جائیکه گل از خار و نور از نار نشناسند و نقرهٔ بچمپرزی بے سر و پائے را با سکروحان دانش سگال بلند پایه برابر نهند، چگونه توان زیست ناچخزدی بیتی از غالب یاد گرفته و دیده نازک کرده که من سخنگوے آتش زبان هستم و دو دن پارهٔ پارهٔ حدیثے بر زبان رانده و گره برابر زده که من محدثِ تحقیق نشان هستم، آه ازین مشتے بے اصل سخن نارسیدگان که هیچ اند و همه چیزند، حیف ازین پارهٔ در گران خوابِ غفلت خفتگان که دون اند

دیگر دون پایگان در آویزند، بارے عنان خامہ ازین رہ می پیچم کہ فسانہ درازاست و شب کوتاہ

اکنون از حالات خویش برطراز و بر نوشتہ ام کاربند،

نامہہاے حضرت مولانا فیض الحسن پے درپے میرسند، جمہرۃ العرب از جناب مولوی محمد فاروق

صاحب طلب دار و بمن بنویس،

محمد عثمان را بگوے کہ سبق از کسے گرفتہ باشد کہ دو سہ اسبوعے بمن رسیدن نتوان، کتاب بنگر

از حکیم حفیظ اللہ صاحب گرفتہ در کتبخانہ اش نہ، دیگر چہ نویسم، بخدمت قبلہ و کعبہ جناب حافظ حبیب اللہ

خانصاحب و منشی خدابخش صاحب و حافظ حسنعلی صاحب و حضرت فخر ما مولوی محمد سلیم صاحب

و دیگر بزرگان آداب و تسلیم، و بعزیزی محمد اسحاق سلمہ سلام و دعا،

دیگر آن کہ در دکان تھیکر کمپنی کلکتہ، کہ عزیزی مہدی کتبہاے انگریزی و سلم الادب از تر داد

طلب داشت نشانش از مہدی اگر در آنجا باشد ورنہ از ماسٹر صاحب یا مسٹر منوہرداس صاحب با

انگریزی دریافت کردہ فوراً بخدمت عموی مجیب اللہ صاحب در کلکتہ نوشتہ لفرستند کہ عم موصوف

را نشان کمپنی مذکور معلوم نیست،

محمد شبلی نعمانی

این نامہ اگر بہ اغیار رسد بہ خواہد بود کہ بر من خردہ خواہند گرفت و بر بالا خوانیم خندہ خواہند زد،

(۲۴)

محمد سمیع،

نامہ ات رسید، تریاقی بیش نیست، اگر انجاح کار بر تعطیل موقوف است، ہولی خود پیش آمدہ

است، تو نہ سزاے آنی کہ کارے از دستت کشاید و من نہ در خور آنم کہ پیش سید محمد کالاہی راستیم

راقدر وقیمت فزاید، خدابخش همان کس است که تسوید رساله ام کرده بود و اکنون بکار تعلیم بسر همی برد، از عم مکرم شیخ مجیب اللہ عجب دارم، ایشان صرف طبع اسکات المعتدی[1] بذمہ خود گرفتہ بودند، اکنون زر باقی حافظ حسرت صاحب هم ادائے شود، و نسخ اسکات از عقب مے رود و تو چگونہ بمن توانی رسید کہ در آنجا بند هستی، همانا از جامہ گذاردن حلیلۂ خویش پریشان خاطر گشتہ، غمین مباش کہ این بازی چرخ است ع یکے همیرد و دیگرے مے آید،

و بخدمت احباب و اعزہ تسلیم پذیرا باد، والسلام

محمد شبلی نعمانی

(۲۵)

عزیز دلبند من مولوی محمد سمیع سلمہ، السلام علیکم،

چون سررشتۂ صبر از دست دادن و با بخت و سپہر ستیزہ بنیاد نہادن، سودے ندارد و حاصلے بیارد، لب ازین گفتگو ہا فرو بستہ ام و دندان بدل فشردہ در پس زانوے شکیبائے نشستہ ام، تا حال بر مکان ڈپٹی صاحب اقامت داشتم، اکنون دو سہ روز یست کہ مکانے دلکش بکرایہ ہنجر دیبہ گرفتہ ام ہر چند از مدرسہ بعدے تمام دارد، مگر چہ توان کرد کہ ازو قریب تر امکان نداشت، درہ نادرہ و عرفی در درس است، در اینجا ز میہ مرزا صائب بدست مے افتد، مگر از دو ورق بیش نیست، امروز در کالج تعطیل است و موجبش آنکہ جناب سرسالار جنگ بہادر کہ ریاست حیدرآباد بمین تربیتش در نظم و نسق از همہ ریاستہا سبق بردہ بود، دی روز آدینہ جان بجان آفرین سپرد،

[1] قرأت فاتحہ کے باب میں مولانا کا ایک عربی رسالہ جو مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلی کے جواب میں ہے، محمد ولی کا ہے.

حیف کہ کارہائے ساختہ درہم گشت وریاست را روز سیہ پدآمد، ہمراہیان بخریت ہستند وبشما سلام میرسانند، والسلام شبلی نعمانی علیگڈھ ۱۰ فروری ۱۸۸۳ء

(۲۶)

عزیز دلبند مولوی محمد سمیع حیاک اللہ، نامہ شما رسید ودل رابسوئے دیدہ کشید چنانکہ نوشتہ عزیزان را چندان کہ زبان فراق درازی میکشد، دل بہ شکیبائی میگراید ومرا چنانکہ دانستہ روزی کہ پیش مے آید محنت وغم میفزاید، اگرچہ توان کرد کہ کارہا درپیش است وزمام اختیار نہ بدست خویش، اینجا کہ آرمیدہ ام واین مذلت برخویش پسندیدہ، ندانم تاچرخ رادرین پردہ چہ نیرنگہا است، بالجملہ چون این افسانہ دراز است لب ازین ہرزہ باید فروبست وباصل مدعا قوان پیوست نجدیان کہ درائے شورش آغاز نہادہ اند ہمہ خیرتم کہ والا برادر مولوی فقیر اللہ صاحب چرا بسرکار الشان نے رسند، من انشاء اللہ در پایان ماہ مئی ۱۸۸۳ء درآنجا رسیدن توانم، رزمیہ صائب وقضاؤ قدر طالب آملی وقلی سلیم در قریب وقتے بشما مے رسد، عبد الغفور وعثمان واسحاق بخیر ہستند وبہ تعلیم انگریزی وفارسی وعربی مشغول. واجب التعمیل، بیاض فارسی من کہ چون بیت المقدس برون سوا تیز ودرون سوا ز عذار خوبان ہم خوبتر است، بہ سعی وجستجو پیدا کردہ بمن بفرست وزینہار کہ این کار را ہرزہ انگاری، ودر امتثال این امر درنگ رواداری، دیگر سلام شوق، بگرامی خدمت احباب باید گفت، چون این نامہ ہم درکالج بہ تعجیل نوشتہ ام، سخن بہ تفصیل نہ راندہ ام، والسلام

شبلی نعمانی مدرستہ العلوم، ۲۱ فروری ۱۸۸۳ء

ڡ مولانا علیگڈھ کالج کی فارسی مدرسی کی خدمت سے خوش نہ تھے،

(۲۷)

شبلی خستہ ز غربت بوطن مے آید
یا مگر مرغ چمن سوئے چمن مے آید

۴ ہمی ۱۸۸۳ء ازانجانب رخت سفر مے بندم واگر خواستہ خدائیست تا ۲۰ بعزیزان وطن می می پیوندم در لکھنؤ نفسے چند آرمیدن خواہم، ازعزیزان جز اسحاق و نصیر ہمپائے من اند، نیز نگ خیال بنظر درآمد و عجب نیست کہ از بہر شما ہدیہ آرم، کتابے بدان ارزش نیست، مولوی محمد حسین آزاد در آبحیات چیزے افزودہ اند و دیگر بطبع دردادہ، درین نسخہ تو پارہ از حالات مرزا دبیر وانیس و میر حسن و مومن خان توان یافت، در اینجا طرح مشاعرہ انداختہ اند، بہ تقاضائے احباب غزلے گفتہ آمد کہ باخویشتن خواہم آورد، درین نزدیکے از ہجوم کار بدوستان نامہ نوشتن نتوانستہ ام، اینک خود میرسم کہ عذر تقصیر خواہم،

شبلی نعمانی ۲۰ مئی ۱۸۸۳ء

(۲۸)

محمد سمیع،

باین ناتوانی کہ خامہ بدست گرفتن نیارم، از عہدۂ نگارش کہ گران ناگران است، چگونہ بدر توانم آمد، مہا میغر ستم و با سنجے تیر سد ہیش از نیمہ ماہ است و تپ دست از آویزش باز نہ نہادہ در تلاش الیف، اے فراوان کوششہا میرود، ۶ تا دریاینہ خاستہ کرد گار چیست،

یا عبد الغفور بگوئید کہ در مڈل عربی را بذیر انداشتہ اند، فارسی باید آموخت، نمونہ کہ مے رسد از جنس او دو طاقہ سنگی گرفتہ بزودی، تمام فرستادن دارد، قیمت پس از رسیدن بفور خواہد رسید واگر صرف ڈاک زیادہ نباشد، طریق ویلو پیبل ہم اختیار توان کرد، چندہ ششماہی عین قریب میفرستم از نامہ عبد الغفور پیدا شد کہ در شبلی اسکول سہ چہار متعلمان نو داخل شدہ اند، از نام و نسب ایشان

بمن باز باید نوشت، والسلام شبلی، ۱۶ ستمبر ۱۸۹۴ء

(۲۹)

عزیزی،

حامد بہ سادگیہائے خود کہ دروغ راست مانا بود، مرا فریفت، چندانکہ گاہے خوئے درویش او را بہ نگاہ ژرف نگریستن نہ خواستم، درین نزدیکی یکبارہ پردہ از میان برخواست و پیدا شد کہ این تیرہ بخت بدترینِ نوجوانان این ناکس کار از اندازہ گذرانندہ بود ہیچ نہ گفتم و دندان بہ دل افشردم،

طبیب جونپور اگر در چارہ گری این رنجوری دستگاہی خاص داشتہ باشند، خوب است ورنہ مرا آگہی دہید کہ چارہ دیگر اندیشم،

اگرچہ مرا پیوند مہر با حامد یکبارہ گسستہ شد و نمے خواہم کہ دیگر او را نزد خویشتن خوانم، امّا این قدر ہست کہ چون دو خانہ را ہمین یک چراغ است از سر چارہ گری نتوان گذشت، اندازہ باید کرد کہ آن تیرہ درون آیا از کردۂ خویش پشیمانی دارد یا شوخ تر و خیرہ تر گشتہ است من ہم رنجور ہستم و اکنون بہ اطبائے لکھنؤ روئے آوردہ ام، والسلام

شبلی نعمانی مکان خواجہ عزیز الدین صاحب لکھنؤ، ۱۰ اگست ۱۸۹۵ء

(۳۰)

عزیزی،

از واژگونی بختم حامد بہ بیماری سخت گرفتار شد، چون جز از شما کسے مرا مایۂ اعتبار و محرم اسرار نیست، نزد شما مے فرستم، بہ ہر طورے کہ توانید بہ علاجش کوشید، در مصارف دوا و پیش کش اطبا ہر قدر کہ مبلغ کہ بکار آید از من خواستہ باشید کہ بفورے فرستم، افسوس! افسوس!

شبلی، ندوۃ العلما، کانپور

بنام اکبر صاحب

(۳۱)

اکبر اے راحت جان و دل من،

از شبلی آشفتہ سلام و دعا، دل خوش دارید کہ زود بمامول خود می رسید، از دلی محمد و محمد عمر کہ دلبند
من اند خجلت مے برم کہ گویند چون بہ سفر رفت از عہد وفا برگشت و پیمان بازی لشکست، خدای راست
می داند کہ مرا سر اخلاص ہمانست کہ بود مگر با تقدیر چون ستیزم و با قضا چگونہ آویزم، راز مہدی عزیز کیست
او ہم از دور افتادگی قرین حصول کار نیست، اینجا نہ صورت قیام خوست و نہ سامان طعام مرغوب، من بہر طور
کہ میگزد رے گذارم، اگر اکبر رسید کم شریک من خواہد شد، اللہم سہل لی امری، اے راحت دل اکبر از بہر نوشتہ
کہ نوشتۂ در نثر باشد یا در نظم و نظم فارسی یا اردو، اگر اینجا آمدن خواہید نحو میر ہر قدر کہ خواندہ باشید با خوئید
خواند بیاد ش کوشید و ہمچنین فصول اکبری، جونپور یا غازیپور رفتن کہ در دل دارید از سادہ دلی است،
استاد شفیق یافتن در یحالت کہ از نحو بلکہ از صرف ہم فارغ نہ نشستہ اید خیلے محال است، ہر جا یوسف شبلی
نتوان یافت، خدایا روزی نصیب کن کہ من و اکبر غمخوار ہم باشیم، آمین، والدعا،

بمنشی صاحب و برادر صاحب و حافظ حسن علی صاحب و حکیم صاحب و دیگر صاحبان تسلیم
دختر نصیر و سمیع را سلام و دعا،

بنام جناب فرحت احمد صاحب

(۳۲)

مبارک۔ سپاس ایزد کہ برادر شما عزیزی مہدی حسن در الف۔اے کامیاب نشست

اے خوش آنکہ بہ علیگڈھ رسم و تو از مشی پیا رسیدہ باشی وچون از آمدنم آگہی اندوز شوی دوان سوے من آئی و از جوش طرب حرف مبارک باد، برلبت گرہ گردد، بلے بہ تبسم داکنی و بآواز گوئی کہ برادر مہدی حسن فال ظفر بنام خود یافت وپس ازان دو سہ گامے تیز تر آئی و بمن در آویزی و گوئی کہ ہلہ! ہان! شیرینی کجاست و من گویم کہ در لب تو، بار انجمنے از یاران فراہم آید و ہر یک گفتگو باز کند و پے زند، یارب ہمچنین باد، بار دیگر مبارکباد

این نامہ را نزد خود نگاہ باید داشت، کمترین ہواخواہان شما

شبلی نعمانی

۲۳-جون ۱۸۸۴ء

بنام ہز ہائنس آغا خان بالقابہ

(۲۱۲)

بہ پیشگاہ بندگان عالی مرتبت، ایقاکم اللہ تعالےٰ،

چنانکہ ارشاد رفتہ بود، ما ہمہ ارکان ندوہ، امیدوار ہستم کہ خدام والا، فردا یا پس فردا وقتے معین فرمانید کہ طلاب ندوہ قابلیت و استعداد خود را در پیشگاہ سامی عرضہ توانند داد، ارکان ندوہ و بزرگان شہر ہم شرف اندوز خدمت توانند شد،

شبلی نعمانی،

عربی خطوط[1]

(۱)

سلام علیکم

ھذا دیوان الصبابۃ[2] یصل الیکم، واما انّی فلا یمکننی حضور بلدکم الا لانی اشتغلت بامور غیر طائلۃ او قعدت ھمتی، وصرفت عنان العنایۃ الی الدنیا الدنیئۃ وبرئت من تحصیل کمال العلم والادب ذمّتی، فانی بحمد اللہ خلقت وکسب الفضل سیط من دمی، فھو لا یفارقنی ان شاء اللہ فی حالتی وجودی[3] وعدمی، بل لانی لملازمتی ھذہ العھدۃ الرذیلۃ[4] ادوم اتفکر فی حالتی، فیزید ھمی وتزداد ملالتی، وبیدکم الانصاف، ما ھذا الا الجور والاعتساف، فصبر جمیل، وھو حسبی ونعم الوکیل،

(۱۲ اشس نعمانی)

---

[1] مولانا کے عربی خطوط زیادہ تر علماے مصر کے نام ہوتے تھے وہ مل نہیں سکتے اسلیے انھیں خطوط پر اکتفا کرنی پڑی۔

[2] مولانا کا سب سے قدیم عربی خط، علی گڈھ جانے سے پہلے۔ [3] یہ پیشگوئی پوری اُتری،

[4] شاید امانت یا وکالت،

بنام نواب سید علی حسن خاں صاحب

نمی دانم حدیث نامہ چون است
ہمین دانم کہ عنوانش بہ خون است

ترزعزعت ارکانُ المِلّۃ!

اعلنی انتقل السید احمد خان بہادر الی جوار رحمۃ ربہٖ وذلک یوم الاحد ۲۷ مارچ وتفرَّق شملنا۔

انی لا اقدر علی ان اشتغل بشیئٍ اِلّا بعد برھۃٍ من الزمان،

والسلام
شبلی نعمانی ۔ علی گڈھ ۲۹ مارچ سنہ ۱۸۹۸ء

بنام مولوی سید عبدالحی صاحب

(۳)

لایھمنی الاعزال النائب و وضع الوزرعن الندوۃ، ولمّا فزنا بھذہ البغیۃ فلا جدال ولاخصام مع احدٍ اما اخراج الطلبۃ الجانین علی انفسھم فمما لابد منہ ولکن فصل ھذہ القضیۃ لایکون الا بعد العود الی لکھنو۔

شبلی ۔ ۷ جنوری سنہ ۱۹۰۶ء

لہ سرسید احمد خاں کے وفات کی اطلاع،

فہرست مکاتیب جلد دوم

سلسلۂ دار المصنّفین

(۲)

مکاتیب شبلی

حصۂ اوّل

(یعنی)

علامۂ شبلی نعمانی مرحوم کے اُن خطوط کا مجموعہ جو وقتاً فوقتاً اُنھون نے اپنے
عزیزون اور دوستون کے نام لکھے اور جن مین مُلکی، قومی، مذہبی، علمی، اور اصلاحی
خیالات و مسائل کا بڑا ذخیرہ موجود ہے

مرتبہ

سیّد سُلیمان، ندوی، ناظم دار المصنّفین

باہتمام

محمدؐ عابد علی خان مالک مطبع

مطبع شاہی لکھنؤ مین چھپکر

دفتر دار المصنّفین اعظم گڈھ سے شائع ہوئی

فہرست مکاتیب جلد اوّل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکاتیب شبلی

علمی شخص کی ایک ایک چیز علمی ہوتی ہے، اُسکے قلم کا ایک ایک لفظ بحرِ ادب کا ایک ایک موتی ہوتا ہے، اور گھنٹون کی جانکاہیون کا نتیجہ ہوتا ہے، اِس بنا پر اگر اُسکے لٹریچر کا ایک حرف بھی مٹجاے تو نہ صرف اُسکی محنتون کا ایک کثیر حصّہ ضائع ہوجاے گا بلکہ دنیاے علم سے بہت سی علمی مخلوقات معدوم ہوجاے گی، مسلمانون نے اِسی علمی قدردانی کے خیال سے اکثر علما کے خطوطِ روزمرّہ اور مکاتیب تک محفوظ رکھے ہین، عربی زبان کے اُدبا مین ابو اسحاق صابی ابن العمید، خوارزمی، بدیع الزمان ابوالعلا معری، علماے قدیم مین امام غزالی، اور متاخرین مین شیخ شرف الدین بہاری، شیخ احمد سہرندی، شاہ ولی اللہ دہلوی، مرزا جانجانان، قاضی ثناء اللہ پانی پتی، وغیرہ کے مکاتیب موجود ہین، اور ان مین سے اکثر حلیۂ طبع سے مزین ہوچکے ہین، آج مرزا نوشہ غالب کا نام تمام شعراے اُردو مین ممتاز نظر آتا ہے لیکن اُنکے فارسی یا اُردو کلام سے انکا یہ امتیاز اِسقدر جلی نظر نہ آتا جسقدر اب اُنکے رقعات اور مکاتیب سے جلی نظر آتا ہے، علامی ابوالفضل کے منشآت عہد اکبری کی بہترین تاریخ ہین

عام خطوط اور مکاتیب کے مجموعہ سے ایک بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اُس سے صاحب مکاتیب کے ذاتی حالات، مختلف تعلقات، اسکی لائف کے بہت سے ضروری گم شدہ واقعات، اُسکے

مختلف زمانے کے مختلف خیالات اور شب و روز کے خیالات کی بلندی و پستی نہایت واضح طور سے ظاہر ہوتی ہے، اگر آج شہنشاہ اورنگ زیب کے رقعات موجود نہوتے، تو مورخین نے جتنا اُسے بدنام کرنا چاہا تھا، وہ اُس سے زیادہ بدنام ہوجاتا،

صاحبِ مکاتیب لاکھون استفسارات کے جواب مین جو علمی فتوے دیتا ہے، اگر اُنکا مجموعہ ایک شیرازہ مین مرتب نہ کیا جاے تو اُسکی بہت سی خاص تحقیقات ضائع ہوجائین اور عام و منتشر خطوط مین ادب و انشاپردازی کے جو زر و جواہر وہ ودیعت رکھتا ہے انکا نشان صفحۂ عالم سے فنا ہوجائے،

حضرت الاستاذ علامہ شبلی نعمانی کے جو احسانات ہماری زبان پر ہین ہم اُنسے کبھی سبکدوش نہین ہوسکتے، لیکن اُنکے مقابلہ مین یہ سخت کفرانِ نعمت ہوتا اگر اُنکے خطوط و مکاتیب کا مجموعہ نہ شائع کیا جاتا اِس سے ایک طرف تو اُردو علم ادب کے ایک بیش بہا ذخیرہ کے برباد ہوجانے کا خوف تھا، اور دوسری طرف آیندہ نسلون کو ہماری بدمذاقی اور علمی ناقدردانی پر افسوس ہوتا،

سیّد سلیمان

۲۳- اگست سنہ ۱۹۱۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ا۔ سرسیّد احمد خان کے نام

(از قسطنطنیہ)

(۱)

سیّدی۔

تسلیم۔ مین ۲۲ مئی کو یہان پہونچا لیکن ترددات کی وجہ سے خط لکھنے کی مہلت نہ مل سکی یہ خط بھی مختصر اور پرائوٹ ہی۔ کچھ کچھ باتین آپ انتخاب فرما کر چھاپ دین تو ممکن ہی۔ مین نے سردست ایک مختصر سا حجرہ لعہ ماہینہ کرایہ کا لے لیا ہے۔ لیکن کھانیکا صرف یہان بہت زیادہ ہی۔

سب سے ضروری بات یہ ہی کہ آپ دو تین سو یا اس سے زیادہ روپے بھیجدین کہ جو کتاب جسوقت ہاتھ آئے لی جائے۔ یا نقل و کتابت کا انتظام کیا جا سکے۔ کتابین یہان بہت ہین، اور نادر ہین لیکن کہان تک لکھوائی جا سکتی ہین۔ امام غزالی کی تصنیفین یہان موجود ہین۔ ابوعلی سینا کی تو شاید کُل تصنیفات مل سکتی ہین۔ امام غزالی کے خطوط بھی موجود ہین۔ خیر جو ممکن ہوگا کیا جائیگا۔ یہان اکثر لوگون سے ملاقات ہو سکتی ہی لیکن مشکل زبان کی ہی بعض بڑے کالج

دیکھے مگر زبان کی اجنبیت کی وجہ سے حالات معلوم کرنے مین نہایت دقت ہوتی ہی۔ مین نے ترکی پڑھنی شروع کی ہی اور انشاءاللہ کچھ نہ کچھ بقدر ضرورت واپسی کے وقت تک سیکھ لونگا اسوقت تمام کالجون وغیرہ کی رپورٹ تیار کر سکون گا۔

حالات دلچسپ ہین اور سفرنامہ کیلئے بہت سامان ملجائیگا لیکن اسوقت بلکہ زمانۂ قیام تک مطلق فرصت نہین ملسکتی۔ ہر روز تین چار میل کا چکر کرنا پڑتا ہی۔ بہت بڑا شہر ہی اور تمام کتب خانے وغیرہ دور دور واقع ہین۔

روپیہ بھیجنے کا آسان طریقہ یہ ہی کہ ٹمس کُک کمپنی کے ہان سے نوٹ منگوا کر میرے یہان رجسٹرڈ بھیجدیجیئے۔ مین بھی کُک کے نوٹ ساتھ لایا ہون اور وہ یہان کُک کے کارخانے مین بے تکلف چل سکتے ہین۔

یہان آجکل عینی کی شرح بخاری چھپ رہی ہی۔ ۹ جلدین چھپ چکی ہین۔ بہت بڑی کتاب ہی۔ حنفیونکو اسکی تلاش تھی۔ وہان کسی متصلب حنفی کو درکار ہو تو منگوا سکتے ہین۔

بیروت کے علمانے تمام نصارائے عرب خواہ جاہلیۃ کے ہون خواہ اسلام کے اُن سب کے اشعار کا ایک مجموعہ تیار کر کے چھاپنا شروع کیا ہی ایک جلد چھپ چکی ہی۔ اسی مین اخطل کا دیوان بھی ہی۔ لیکن وہ مستقل تین جلدونمین چھپ چکا ہی یہ آج تک کہین نہین ملسکا تھا۔ یورپ مین بھی اسکی بہت تلاش تھی۔

معتزلہ کی کتابین یہان بھی نہین ہین۔

وہان کے حالات جسقدر تحریر فرمائیگا میری تشفی کا باعث ہوگا۔ لڑکون کو مین

حضور کے بھروسہ پر چھوڑ آیا ہون۔ میان حمید کو نگرانی کی تاکید فرمائیگا۔

یہ خط والد قبلہ کو بھیجدیا جائے یا اسکی نقل۔ متعدد خطوط لکھنے کی فرصت نہین، حالات سفر مین ایک قصیدہ موزون ہوگیا ہے۔ وہ خط کے ساتھ شامل ہی مطبع مفید عام مین چھاپکر علی گڈھ گزٹ کے ساتھ شائع کردیا جائے۔ تو مناسب ہوگا۔ اسکی چند کاپیان والد قبلہ کو بھی بھیجدیجیئے گا۔

یہان کا اخبار اختر جو فارسی زبان مین ہی اور جسکی اشاعت دو ہزار ہی مین نے آپ کے نام روانہ کرنے کے لیے کہدیا ہو۔ اُسکی ششماہی قیمت نے ہی وہ انہی روپیون کے ساتھ بھیجدیجیئے گا ممکن ہو کہ اس اخبار مین ہمارے کالج کے حالات چھپتے رہین۔ اور وہ ضرور کچھ نہ کچھ فائدہ دین گے۔ یہان اکثر لوگ ہندوستان کے نام سے بھی واقف نہین ورنہ اگر مسلمانونکے تمام حالات اور ضرورتین معلوم ہون تو کالج کو مدد ملنا یقیناً مشکل نہین ہزارون میل تک یہان کے اوقاف کا فائدہ پہونچتا ہے۔

شبلی نعمانی۔ ۲۵ مئی سنہ ۹۲ء
قسطنطنیہ مقام، تختہ خان، قریب خان محمود پاشا،

(۲)

سیّدی و مولائی۔

تسلیم۔ یہ تیسرا خط ہی جو استنبول سے لکھ رہا ہون۔ آپ کو اور بزرگان وطن کو میرے خطوط کا انتظار نکرنا چاہیئے یعنی سکوت کی حالت مین قیاس بلکہ یقین کرلیجئے کہ مین بخیریت ہون باقی حالات سفر اُسکی نسبت مین پہلے لکھ چکا ہون کہ یہان سے کچھ نہ لکھون گا۔

قلمی کتابین یہان نہین ملین۔ مصر مین کبھی کبھی ہاتھ آجاتی ہین اس لئے صرف مطبوع کتابین خریدی جاسکتی ہین لیکن اُنکی تعداد بھی معتدبہ ہی۔ یہان امام غزالی کی تمام کتابین اور رسالے موجود ہین۔ مکاتبات کا نسخہ بھی ہی۔ بوعلی سینا کی اسقدر تصنیفات ہین کہ کہین نہونگی۔ ارسطو وغیرہ کی کتابون کے اصلی ترجمے نہایت قدیم خط مین موجود ہین لیکن کیا حاصل؟ کتابت کی شرح للعہ رجز سے کسی حال مین کم نہین۔ معتزلہ کی کتابین البتہ ناپید ہین۔ عبدالقاہر جرجانی کی تفسیر ہی مگر اُسمین کوئی نئی بات نہین۔

پرسون مین عثمان پاشا سے ملا۔ نہایت اخلاق سے ملے۔ عربی سمجھ لیتے ہین اور دوچار معمولی باتین بھی کرسکتے ہین۔ مین نے اُنکے ہاتھ کا بوسہ دینا چاہا لیکن راضی نہ ہوے بلکہ اُلٹی خود میری تقلید کرنی چاہی۔ رخصت کے وقت فرمایا کہ آپ جب چاہین تشریف لائین۔ بہت خوشی سے ملونگا۔ تمام اور بڑے بڑے پاشاؤن سے بھی ملاقات ہوسکتی ہی لیکن اول تو زبان کی اجنبیت ثانیاً مجکو اور کیسکی ملاقات کا شوق بھی نہین۔

یہان کا ٹائپ بے انتہا عمدہ ہی۔ تمام دُنیا مین اُسکا نظیر نہین۔ علی گڈھ گزٹ کیلئے یا مستقل مطبع کیلئے ضرور خریدنا چاہیئے۔ بیروت و ہالنڈ کے حروف مین بھی یہ نوک پلک نہین۔

افسوس ہی کہ عربی تعلیم کا پیمانہ یہان بہت ہی چھوٹا ہی اور جو قدیم طریقۂ تعلیم تھا اُسمین یورپ کا ذرا پرتو نہین۔ جدید تعلیم وسعت کے ساتھ ہی۔ لیکن دونون کے حدود جدا رکھی گئی ہین اور جبتک یہ دونون ڈانڈے نہ ملین گے اصلی ترقی نہوسکے گی۔ یہی کمی تو ہمارے ملک مین ہی جسکا رونا ہی۔

مین نے کالج کا نتیجہ اکمل الاخبار مین دیکھا اور بے انتہا خوش ہوا بلکہ سچ یہ ہی کہ اُسی عالم مین خط لکھنے بیٹھ گیا ورنہ معمولی باتین روز روز کیا لکھون۔

روپیے فوراً جسقدر کتاب کیلئے بھیجنے ہون بھیجیئے۔ یہان سے مین اُٹھا تو پھر مجکو خط وغیرہ کوئی چیز نہ مل سکے گی۔ یہان کی جو چیزین مشہور ہین وہ آپ کو معلوم ہین اگر کوئی چیز مطلوب ہو تو تحریر فرمایے کہ مین لیتا آؤن مین چاہتا ہون کہ کالج کیلئے چند ترکی زبان کی عمدہ کتابین خریدی جائین جن سے یہان کی علمی ترقی کا اندازہ ہو سکے گا۔

یہ خط والد قبلہ کے پاس بھیجدیا جائے۔ میان حمید کو تاکید فرمائیے کہ مجکو نہایت مفصل خط لکھین اور عزیزون کے امتحانات کے نتیجے بھی لکھین۔

میری تصنیفات تیار ہو جائین تو چند نسخے یہان آنے چاہئین۔ لیکن دیر ہوگی تو مجکو نہ مل سکین گے۔ مین انشاءاللہ ۱۵۔ اگست تک یہان رہونگا۔

ہان آج مین حسین حبیب آفندی سے جو بمبئی مین سفیر تھے اور اب یہان پولیس جنرل ہین ملا۔ بے انتہا مہربانی کی۔ گھر کے تمام کمرے دکھائے۔ دعوت کی۔ اور بہت سی مہربانیان کین۔ وہ اردو بخوبی بولتے ہین۔ آپ فوراً سیرۃ النعمان کا ایک نسخہ جو وہان مین دیکھ آیا ہون اور اُسپر کالج کی مہر نہین لگی ہی بھیجدیجئے۔ ضرور مین اُنکو ہدیہ دونگا۔ وہ اسی مذاق کے آدمی ہین۔

والسّلام۔

۱۵۔ جون سنہ ۱۸۹۲ء

شبلی۔ قسطنطنیہ

باب عالی۔ ادارہ اختر۔

(۳)

مطاعی۔

افسوس ہی سفر کی روا روی مین ابتک عریضہ نہین لکھ سکا۔ علی گڈھ گزٹ مہینہ بھر کے لئے میرے نام جاری کردیا جاے کہ کالج کے حالات معلوم ہوتے رہین۔

اگست کی تنخواہ بھیجدی جائے۔

غبن کا معاملہ خدا کرے بخیر انجام ہو۔

ہم لوگ بایمان و یقین جانتے ہین کہ اور صیغون مین بھی نہایت ابتری ہی۔ مگر جرارت اظہار نہ تھی۔ کم سے کم سال مین قاعدہ کے موافق جانچ تو ہونی چاہیئے۔ والتسلیم۔

شبلی۔ ۱۲ ستمبر سنہ ۱۸۹۵ء

اعظم گڈھ

---

۵ سید صاحب اس کے جواب مین لکھتے ہین:۔

مخدومی۔

جن صیغون مین آپ کے نزدیک ابتری ہی اُن کے نام بتانے ضروری ہین اُمید کہ اُس سے مطلع فرماوین گے۔ والسلام۔

سید احمد

علیگڈھ۔ ۱۵ ستمبر سنہ ۱۸۹۵ء

۲- محسن الملک نواب مہدی علیخان مرحوم کے نام

(۱)

جناب من -

آپ[1] کا خط پڑھکر بے اختیار ہنسی آگئی - آپ لوگ مجھکو اسقدر بھولا اور سادہ دل سمجھتے ہین، اسکول[2] کے لیے میرا یہان رہنا مفید ہوتا تو کیا رہ جاتا - لیکن یہان کا روپیہ ہمیشہ یہین خرچ ہوتا ہی - باہر نہین جاتا - مجھکو سردست صہ ماہوار سے زیادہ نہین مل سکتے اور یہی یہان کا خرچ ہی پھر جس قدر تنخواہ بڑھتی ہی خرچ بڑھتا جاتا ہی - البتہ اگر یہان کی سوسائٹی مین ہتذل - بدحیثیت - بے وقعت - رہکر رہون تو پس انداز ہو سکتا ہی - باقی وہان کیلئے یہان کے لوگون سے چندہ یہ کس قدر حماقت کا خیال ہی -

مولوی صاحب! روپیہ اور دولت کی قدر مجھ سے زیادہ کسی کو نہین - مین کچھ ابراہیم ادہم اور بایزید نہین ہون - میرا تو رُوان رُوان دُنیا کی خواہشون سے جکڑا ہی - لیکن دُنیا کو سلیقہ کے ساتھ حاصل کرنا چاہتا ہون - مجھ سے جوڑ، توڑ، سازش، درباداری، خوشامد، لوگون کی جھوٹی آؤ بھگت نہین ہو سکتی - اور بغیر اس کے کامیابی معلوم -

---

[1] خط پر سنہ مرقوم نہین لیکن عبارت سے ظاہر ہوتا ہی کہ ۱۸۹۶ء کا ہی جبکہ کالج چھوڑ کر اعظم گڈہ آئے ہین، اور حیدرآباد سے ماہ کا منصب مقرر ہوا ہی "یہان" سے مقصود حیدرآباد ہی -

[2] یعنی نیشنل اسکول اعظم گڈہ -

اس لیئے مین نے گوشۂ عافیت پسند کیا۔

یہان مجھ سے میری خواہش کا استفسار ہوا مین نے کہا موجودہ آمدنی کے ساتھ کالج کے تعلق سے آزادی۔ چنانچہ اسی قدر ماہوار کا منصب مقرر ہو گیا۔ الفاروق کے بعد غالبًا ماھ۵؁ ۔ یا ۲۰۰ ہو جائے روبکار مین بھی اضافہ کا وعدہ درج کر دیا گیا ہی۔ گو مقدار کی تعیین نہین۔ بس میری تنہا زندگی کو یہ بہت ہی۔ تاہل کا ارادہ نہین[۱]۔ زیادہ دھوم دھام کی خواہش نہین۔ بے زحمت خدا نے اس قدر دیا تو لاکھ شکر ہی اور یون تو ع کاسۂ چشم حریصان الخ رہا قوم کی خدمت کرنی۔ اسکی تدبیر یہ تھین کہ جھوٹی سفارش کر کے دو چار کو نوکری دلا دیجائے[۲] ان کو اس قابل بنانا چاہیئے۔ کہ وہ خود اپنی سفارش کر سکین[۳]۔

زیادہ نیاز۔ شبلی نعمانی۔

۱۵ ستمبر ۱۸۹۴؁ء

---

[۱] مولانا نے اس کے بعد تاہل ۱۹۰۱؁ء مین اختیار کیا، جس سے ۱۹۰۵؁ء پھر آزادی ملی۔ [۲] یہ نواب صاحب پر تعریض ہی

[۳] مولانا علی گڈھ کالج چھوڑ کر، ۱۸۹۶؁ء مین اعظم گڈھ اپنے وطن مین مقیم ہوے، یہان ایک انگریزی اسکول (نیشنل اسکول) قائم کیا تھا، اعظم گڈھ مین اسوقت الفاروق کی تصنیف کے علاوہ اس اسکول کا اہتمام و انتظام شغل تھا، اسی زمانہ مین حیدر آباد گئے تھے کہ کالج سے جو ملتا تھا (۱۰۰) اُتنے ہی کا یہان وظیفہ ہوئے۔ نواب صاحب نے شاید یہ لکھا ہے کہ وہ کالج مین دوبارہ قیام کرین، اور نیز یہ لکھا ہے کہ شاید آپ حیدر آباد اس لیئے رہنا چاہتے ہین کہ نیشنل اسکول کو وہان سے فوائد پہونچ سکین۔

جناب من۔

والانامہ ورود فرما ہوا۔ سنٹرل کمیٹی کی ممبری میرے لیئے موجب فخر ہی لیکن مین اس کو پسند نہین کرتا کہ بغیر کسی خدمت اور محنت کے محض فخر کے لیئے اپنا نام اِس فہرست مین لکھواؤن۔

مین سال بھر سے بیمار اور ضعیف ہون۔ کوئی دماغی کام نہین کرسکتا تصنیف کا مشغلہ بالکل بند ہی جب کسی کام کرنے کے قابل ہونگا تو نہایت فخر سے اِس عہدہ کو قبول کرون گا۔[ف۱]

شبلی۔ اعظم گڈھ

۱۹۔ مارچ ۱۹۰۵ء

۳۔ شیخ حبیبُ اللہ صاحب کے نام

(۱)

قبلۂ ام۔ تسلیم۔

گو میرا قلم خامۂ نقاش کی ہمسری کرے جس سے مین اِس عجیب وغریب مقام (نینی تال) کی پوری تصویر کھینچ سکون، تاہم مجکو یہ اُمید نہین کہ اِس کوشش سے عزیزانِ

ف۱ نواب صاحب اسکے جواب مین لکھتے ہین۔

کرمی۔

یہ خلد ایسی ہی منظوری کا عنایت نامہ عنایت ہو عذر نا مسموع براہ کرم ضرور منظور فرمایئے مجھ پر احسان ہوگا۔

مہدی۔

ع؎ مولانا کے پدر بزرگوار اعظم گڈھ کے رئیس و وکیل تھے، ۱۹۰۱ء مین وفات پائی،

وطن کو جو میرے خط پر آنکھ لگائے بیٹھے ہون گے اپنے شوق و انتظار کا صلہ ملجائے گا۔

مین بے تکلف تسلیم کرتا ہون کہ نینی تال ایک عجیب اور حیرت انگیز مقام ہی لیکن اگر "تعجب انگیز" اور "دلچسپ و فرحت زا" ہونا دو جدا گانہ چیزین ہین تو مجھ ایسے ایشیائی خیال آدمی سے یہ اُمید رکھنا عبث ہی کہ مین اُسکو "فرحت زا" بھی مان لون گا ہان جو لوگ انگریزون کی ہرادا پر جان دیتے ہین اُن کا مذہب کیا پوچھنا۔ ع۔ ہرچہ آید در دلم غیر تو نیست۔

اَب حالات سنیئے،

کارٹ گودام تک ریل ختم ہوتی ہی اور پہاڑون کا سلسلہ شروع ہوتا ہی کارٹ گودام سے نینی تال ۲۲ میل ہی مگر تمام راستہ قدرت الٰہی کی نیرنگی و عظمت کا مرقع ہی عرض مین پانچ چھ ہاتھ زمین چھوٹی ہوئی ہی جس پر رستہ چلتا ہی باقی ایک طرف پہاڑ کی وہ ہیبت ناک دیوار ہی جسکی طرف دیکھنے سے نگاہ کانپ جاتی ہی دوسری جانب نہایت عمیق ہولناک غارونکا سلسلہ ہی اور اگر اس پہاڑ مین سخت سردی نہوتی تو یہ غار بڑے بڑے اژدرا و رموذی جانورون کے دار السلطنت ہوتے نینی تال جب تین میل رہجاتا ہی تو پہاڑ کی چڑہائی شروع ہوتی ہی سطح زمین سے اِس مقام کا ارتفاع تین میل سے کم نہین مگر اس کج و پیچ سے راہ نکالی ہی کہ بے اختیار انگریزونکی ہمت پر آفرین کی صدا بلند ہوتی ہی آپ خود خیال کر سکتے ہین کہ جو کوٹھا تین میل کا اونچا ہو گا اُس کے زینے کیسے پر پیچ اور دشوار گذار ہونگے کوئی شخص کیسا ہی بیجس یا مستقل دل رکھتا ہو یہان پہونچکر ممکن نہین کہ حیرت کے صدمہ سے بچ سکے تال جو ایک میل سے زیادہ لمبا ہی یہ ایک نہایت گہرا غار تھا جسکی تھاہ اَب بھی غیر معلوم ہی

اس مین مدت سے قدرتی چشمون کا پانی گرتا ہی اور اب وہ بھر گیا ہی اور تال کے لقب سے
ممتاز ہی شام کو اس کے کنارے میمون اور مسون کا مجمع ہوتا ہی اور مختلف طرح کے کھیل کھیلتی
ہین سامنے ایک میدان ہی جس مین انگریز کرکٹ کھیلتے ہین یہ سب کچھ ہی مگر چونکہ اُس کے
دونون طرف پہاڑ کی نہایت اونچی دیوارین کھڑی ہین مجکو یہ جگھ ہر طرف سے نہایت
بند اور گھٹی ہوئی معلوم ہوئی مجکو یقین ہے کہ جو شخص صحرائیت اور فضائیت کا
دلدادہ ہے میرے دعوے کی شہادت پر فوراً آمادہ ہوگا جس کوٹھی مین مین ہون بہت
بلندی پر نہین ہی تاہم دو دن کی مشق مین نیچے تک پہونچنے اور واپس آنے مین میرا دم
ٹوٹ جاتا ہی اور کئی جگھ ٹھہرنا پڑتا ہی ہر ایک کوٹھی سے انگریزون کی بے روک ہمت اور
پرجوش محنت کی شہادت ملتی ہی یہان جو کچھ آرام ہی صرف یہ ہی کہ کسی وقت یہان آفتاب
کی علمداری نہین ہونے پاتی یہی بات ہی جس کے لئے انگریزون نے لاکھون کرورون روپے
صرف کر دیے ہین درحقیقت ہم کو انگریزون سے سبق سیکھنا چاہیئے کہ صحت سب چیزون پر
مقدم ہی اور کوئی کام دنیا مین ناممکن نہین رمضان تو خوب گذر یگا مجکو اگر کچھ دلچسپی ہے
تو اسی سے جس کوٹھی مین ہون سید صاحب کے حقیقی بھتیجے بھی مع اہل و عیال کے تشریف
فرما ہین اور مجکو بھی مشکل سے جگھ ملی یقیناً اگر میان محمد آتے تو نہایت تکلیف اور سید صاحب پر بار
ہوتا تحریر فرمائیے کہ مدرسہ کے لیے کیا ہوا منشی جی نے رقعہ لکھا یا نہین۔ یہ مراخط محمد سمیع کو عنایت ہو
تاکہ تمام لوگ یہان کے حالات سے مطلع ہوسکین۔ میرا پتہ یہ ہی نینی تال کوٹھی نمبر ١٦ اٹیڈ ونیسٹو ایاریاٹا
فرودگاہ سید احمد خان۔

٢٥۔ مئی ١٨٨٤ع

شبلی نعمانی۔

(۲) (از قسطنطنیہ)

قبلہ ام۔ تسلیم۔

مین بفضلہ اچھا ہون اب مین ایک دوسرے مکان مین اُٹھ آیا ہون جو نہایت خوش منظر اور تمام ضروریات کا جامع ہی کرایہ زیادہ تھا مگر بغیر اس کے چارہ نہ تھا یہان کے حالات خط مین نہین سما سکتے اس لیے اُس کو سرے سے موقوف رکھتا ہون افسوس ہی کہ یہان بجز ترکی زبان کے کسی اور زبان کا رواج نہین تمام چیزون مین وقت پیش آتی ہی اور اکابر کی ملاقات تو بالکل بے معنی ہوتی ہی نہ وہ میری سمجھتے ہین نہ مین اُنکی،

کتابین یہان عجائب وغرائب ہین لیکن حسرت کے سوا کچھ حاصل نہین، نہ نقل ہو سکتی ہی، نہ حافظہ اُن کے لیے کافی ہی۔ مین ہر روز دو تین میل پیادہ سیر کرتا ہون کیونکہ کتب خانہ دور دور واقع ہین یہ سیر صحت کے لیے بہت مفید ہی ترکی پڑھنی مین نے شروع تو کی ہی دیکھئے پوری بھی کر سکتا ہون یا نہین یہان بعض بعض ہندوستانی بھی ہین اور سرکاری عہدون پر مامور ہین لیکن تنخواہین کم ہین یہان تنخواہین عموماً کم ہوتی ہین چونکہ مین زیادہ قیام کرنا نہین چاہتا اِس لیے خط بھیجنے مین مطلق تاخیر نہ ہونی چاہیئے ورنہ مجکو نہین مل سکے گا۔ ۲۰۔ ۲۲۔ دن مین خط پہونچتا ہی۔

ماموں صاحب سے فرما دیجیئے کہ آجکل یہان عینی بخاری کی شرح چھپ رہی ہی۔ ۹ جلدین چھپ چکین۔ نہایت عمدہ چھپ رہی ہی مین خیال کرتا ہون کہ بعض تحقیقات اُس مین ایسی ہین جو فتح الباری مین نہین مل سکتین قیمت ابھی متعین نہین ہوئی ایک مشترک کمپنی

ڈیڑھ دو لاکھ سرمایہ کی ہی جس نے ایک عظیم الشان مطبع قائم کیا ہی اُسی مین یہ کتاب چھپ رہی ہی اس مطبع مین تمام کام انجن اور کلون کے ذریعہ سے ہوتا ہی۔

یہان کے کالجون کی ایک بات مجکو بہت پسند آئی ہر کالج کا خاص لباس ہی اور کوٹ پر گریبان کے قریب ہر کالج کا نام لکھا ہوتا ہی مجکو یہ بات نہایت پسند ہوئی. ہمارے کالج مین یہ طریقہ کیون نہین اختیار کیا جاتا سیّد صاحب قبلہ بغیر کسی پس و پیش کے کالج کا ایک خاص لباس قرار دین تو بہت اچھا ہی۔

جناب سُلطان المعظم ہر جمعہ کو مسجد حمیدیہ مین تشریف لاتے ہین اور وہ نہایت عمدہ نظارہ ہی کہتے ہین کہ عید کے دن عجیب سمان ہوتا ہی خدا سے اُمید ہی کہ مین دیکھ سکون مین یہان دو تین مہینے سے زیادہ ٹھہرنا نہین چاہتا اسکے بعد انشاءاللہ طرابلس اور دمشق کی سیر کرکے قاہرہ جاؤن گا اور وہان چند روز قیام کرون گا۔

اگرچہ میری اُمیدین مسلمانونکی ترقی و قوت کی نسبت بالکل برباد ہو گئی ہین کیونکہ یہان کی حالت وہان سے کچھ اچھی نہین تاہم سفر بے شبہہ ضروری تھا جو اثر اس سفر سے میرے دل پر ہوا وہ ہزار کتابون کے مطالعہ سے نہین ہو سکتا تھا۔ مجکو معلوم ہوا کہ انسان جبتک دُنیا کے بڑے بڑے حصّہ نہ دیکھے انسان نہین ہو سکتا افسوس ہی اُن لوگون پر جنکی تمام عمر ایک مختصر سی چار دیواری مین بسر ہو جاتی ہی۔

میرے نام اِس پتہ سے خط بھیجنا چاہیئے۔ قسطنطنیہ۔ باب عالی ادارہ اختر۔ لیکن لفافہ پر انگریزی اور عربی دونون خط مین ہونا چاہیئے۔ میرے تمام احباب و اعزہ کو سلام و نیاز

میان محمد اسحٰق کا نام معلوم نہین کہ درج اُمیدواران منصفی ہو گیا یا نہین جواب خط مین کالج کے نتیجہ امتحان کی تفصیل ضرور ہو یہ خط یا اسکی نقل سید صاحب قبلہ کو بھیجدی جائے۔ جناب موصوف کی خدمت مین عرض ہو کہ علیگڈھ گزٹ میرے نام جاری کر دین۔ والسّلام۔

قسطنطنیہ۔ جامع باب عالی معرفت ادارۂ اختر۔ ۵۔ جون سنہ ۱۸۹۲ء

شبلی نعمانی۔

(۳)

قبلۂ ام۔

ایک خط خدمت عالی مین روانہ کر چکا ہون سید صاحب کو آج کی ڈاک مین ایک خط لکھا ہو وہ بھی آپ کو ملے گا۔

مین حسین آفندی سے جو پہلے سفیر بمبئی تھے اور اب یہان محکمہ پولیس کے افسر کل ہین ملکر نہایت خوش ہوا اُن کے اخلاق نے مجکو نہایت گرانبار کر دیا ہو اور مین کسی قدر سُبکدوش ہونا چاہتا ہون اس لیئے عرض ہو کہ نہایت اہتمام نہایت تلاش اور جد و جہد کے ساتھ نظام آباد کے برتن ارسال فرمایئے کسی ہوشیار شخص کو نظام آباد بھیجیئے جو وہان کسی رئیس کی معرفت فرمائشی بنوا کر لائے یہان ہندوستان کے ظروف گلی آتے ہین مگر اچھے نہین آتے اگر یہ ممکن نہ ہو تو لکھنؤ کی چکن کا ایک تھان مگر نہایت عمدہ فردی بوٹیان ہون

سنہ ۱۹۱۴ء مولانا کے بھائی مسٹر اسحاق بی اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ تھے۔ مقام الہ آباد سنہ ۱۹۱۴ء مین وفات پائی۔

۲؎ نظام آباد ضلع اعظم گڈھ کے مٹی کے برتن مشہور ہوتے ہین۔